بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین - **اما بعد** ہیچکارہ نالائق ابجد خوان دبستان
نادانی سراپا منقصت **منفعت** عرض پرداز ہے کہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک سب اسیا تکو جانتے ہین کہ آدمی اشرف المخلوقات
ہے اور خدا نے تمام چیزین اوس کے لیئے بنائین اور اوسکو اپنے لیئے بنایا جیسا کہ اصطبل اور دانہ خوید وغیرہ تو گھوڑے کے
لیئے ہوتا ہے اور گھوڑا سواری کے لیئے - اسکی دلیل کہ آدمی کے لیئے تمام چیزین بنائین روشن ہو کہ تمام چیزون کا آدمی محتاج ہے
اور یہہ اشیا آدمی کی کسی طرح محتاج نہین - اگر آدمی نہوتا تو زمین کا کیا نقصان ہوتا البتہ بدون زمین کے آدمی کا نقصان ہے
اسیطرح تمام چیزون کو سمجھہ لو معلوم ہوا کہ آدمی جمیع جہات سے محتاج دوسری چیزون کا ہے اسپر اسکو تکبر اور دعوی خلاف
عقل معلوم ہوتا ہے - خیر غرض یہہ ہے کہ خداوند کریم سے معاملہ انسان کو ہوگا اور یہہ موجودات اسکی لیئے بنائی گئی - فرشتون کو
اور شے کی طرف احتیاج نہین وہ خدا کی یاد کو رزق سمجھتے ہین اور انسان کو ایسا معجون بنایا کہ اسمین اور چیزون کی بھی حاجت
ہے اور خالق کا بھی دہیان اور چیزون کی حاجت کا نام دنیا اور اوسکے دہیان کا نام دین سمجھنا چاہیئے چونکہ انسان
مین دنیا اور دین دونون جمع ہین تو اس کے لیئے دو چیزین خداوند کریم نے عنایت فرمائین ایک تو ایسی اندھیری کوٹھری
کہ ہزار شمع جلا کر قیمتی خردبینون سے دیکھین تو بھی وہان کی چیز ذرہ بھر معلوم نہو جسکو دل کہتے ہین تمام دین کے لیئے تجویز کیا کہ کارروائی
دین کی مثلین اوس مین جمع ہین دوسری ایسی روشن فضا کہ لاکھہ ظلمات سے اوسکی اشیاء کو چھپا نہین سکتی جسکو زبان کہتے
ہین وہ دنیا کے لیئے مرحمت فرمائی کہ سب کاروبار دنیاوی اسی سے متعلق اور تمام معاملات اسی زبان کی آواز پر موقوف ہین

اور جتنے معاہدات ہین سب اسی سے علاقہ رکھتے ہین مگر افسوس ہے کہ جھوٹ اور بد معاملگی نے اس جوہر نفیس کو مثل گوز شتر بنا دیا
اب اس زبان کا اعتبار نہین تا وقتیکہ تحریر مین نہ آوے اور بڑی بڑی احتیاط تحریر مین بہی کیجاتی ہین اور تسپر بہی اب
تحریر چندان معتبر نہین رہی ہے - اگر آدمی راست معاملگی کو اب بھی کام مین لاوین بعد مرور ایام پہر وہی زمانہ آسکتا ہے
کہ اس زبان کا بلا دستاویز اعتبار ہونے لگے اور کیون نہو اب بھی تو بعض بندگان خدا کی زبان کا اعتبار دستاویز سے زیادہ
موثر ہے - میری غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ آج کل زمانے مین زبان جو اصلی آلہ معاملات کا ہے ایسی بیکار ہوگئی کہ اسکو کوئی
کچہہ نہین سمجہتا ہے اور دستاویز جو نشانی ایک معاملہ کی ہے اوسکو عین معاملہ سمجہتے ہین یہ ہم لوگون کی بے اعتباری کا
نتیجہ ہے جھوٹ کسی مذہب مین درست نہین مگر اب ایسا شایع ہوگیا کہ اسکی برائی کا تصور ذرا جی مین نہین گذرتا اجتناب
کرنا تو در کنار بلکہ الٹا اسیکو دیانت اور پرہیزگاری سمجہتے ہین جو لوگ پاکیزہ صورت اور بھلے مانس معلوم ہوتے ہین اتنے
ہی خراب اندرون پائے جاتے ہین جو تین دفعہ در عدالت تک پہونچگیا جھوٹ بولنے مین گویا سند حاصل کرلی - ہان
نو آموزونکو بھی جھوٹ بولنے سے تو انکار نہین لیکن چونکہ مشاق نہین ہوتے ہیں رعب عدالت وہ سبق بھلا دیتی ہے
اور جو اصلی واقعہ ہے بلا اختیار ظاہر کرتے ہین - ارے بھائیو میری اس کہانی کو سنو جھوٹ کو چھوڑو زبان کے قول کا
پر پابند رہو اس آواز کو گوز شتر نہ بناؤ پھر دیکھو اسکا کیا پھل ملیگا جاننا چاہیئے کہ اگرچہ عبادات مین بہت سی کوتاہیان
ہوگئین لیکن تاہم بطور نقل کچہہ کچہہ تو لوگ کرتے ہین مگر معاملات ایسے گم ہین کہ اونکا تو علم بھی نہین تا عمل کرنیکا کیا ذکر ہے
اسواسطے مولف وہ معاملات لکہتا ہے جو عدالتون مین موافق شریعت غرہ طے ہوتے ہیں اور لوگ ناواقفیت سے بہت
جھوٹ بولتے ہین اور مسایل روزمرہ کے برتاؤ کے لکھتا ہون -

تمہید

مسئلہ ۱ - جو دو شخص آپس مین معاملہ کرین انکو متعاقدین کہتے ہین -

مسئلہ ۲ - اول متعاقد کے قول کا نام ایجاب ہے مثلاً اول بائع کہے مین نے یہ چیز اتنے کو بیچی یا اول مشتری کہے
مین نے یہ چیز اتنے کو خریدی اور دوسرے متعاقد کے قول کا نام قبول ہے مثلاً مشتری بائع کے جواب مین کہے کہ مین نے
خریدی یا بائع مشتری کے جواب مین کہے کہ مین نے بیچی

تشریح

عام لوگ یہہ سمجھے ہوئے ہین کہ بائع کے قول کا نام ایجاب ہے اور مشتری کے قول کا نام قبول یہہ غلط ہے بلکہ اول جو کہا
ہو وہ ایجاب ہے بلکہ آجکل بوجہ کثرت جھوٹ مشتری کا قول ہی ایجاب ہوتا ہے کیونکہ بائع قیمت زیادہ بڑھا کر فرضی قول
کہتا ہے اور مشتری گھٹا کر اوس سے سودا کرتا ہے آخر کو بائع مشتری کے قول پر اپنی رضا ظاہر کرتا ہے پس حقیقت معاملہ
کی یہہ ہے کہ ایک متعاقد نے ایجاب کیا اور دوسرے نے قبول معاملہ تمام ہو گیا لیکن شرط یہہ ہے کہ ایجاب و قبول ایک مجلس مین ہون
اگر مجلس سے دور ہو جاوین گے تو ایجاب باطل ہو جاویگا کیا معنی دو شخص کے کلام مین جوڑ ایک ہی مجلس مین لگتا ہے اور مجلس
سے مراد ایک ہی جگہہ نہین جیسا کہ اس لفظ سے ظاہر ہے بلکہ وہ حالت کہ جب متعاقد ایجاب سننے والا اوسوقت ہو اوسی حالت مین
قبول کرے یہانتک کہ اگر کسی نے ایجاب کسی معاملہ کا کیا اور سننے والا بیٹھا تھا وہ سنکر کسی اور عمل مین مثل لکھنے یا کسی کتاب
دیکھنے مین مشغول ہو گیا تب بھی ایجاب باطل ہو گیا اگرچہ مجلس ایک ہی ہی غرض یہہ ہے کہ بقاء ایجاب کے لئے ضرور ہے کہ متعاقد ثانی
سنتے ہی اوسکو اپنی رغبت ظاہر کرے اور جگہہ بدلنی یا دوسرے عمل مین مشغول ہونا یہ دلیل اسکی ہے کہ اول سنتے ہی متعاقد سامع
راضی نہ تھا پس ایجاب کنندہ اپنے اوس قول پر مجبور نکیا جاویگا - یہہ تفصیل اس واسطے لکھی ہے کہ عوام یہہ سمجھے ہوے ہین کہ تکمیل
معاہدہ کی نالش ہو سکتی ہے یہہ غلط ہے تکمیل کے معنے ہین معاہدہ کے نقصان کو عدالت سے جبراً پورا کرانا اور عدالت کا یہہ منصب نہین
کہ معدوم جزو کو موجود کرنا - اسیطرح جو معاہدہ ناقص ہے وہ معاہدہ نہین کیونکہ جب کسی شے کا ایک جزو موجود نہو اوسکو آدھی شے
نہین کہتے مثلاً کسی شخص نے یون کہا کہ مین اپنا گھوڑا پچاس روپیہ کو فروخت کرتا ہون ایک شخص سنکر اپنے گھر گیا اور وہان
سے پچاس روپیہ لا کر اوس سے کہا کہ مین خریدتا ہون اور پھر وہ شخص دینے سے انکار کرے تو کیا عدالت مین جبراً تکمیل کرا سکتا ہے؟
ہرگز نہین کرا سکتا ہان اگر اوسنے مجلس مین یہہ کہدیا ہو کہ مین خریدتا ہون تو بیشک جبراً اوس سے لے سکتا ہے اسوجہ سے
کہ معاہدہ تمام ہو چکا تھا عدالت سے نفاذ معاہدہ کرانا چاہتا ہے خلاصہ یہہ ہے کہ جو تکمیل معاہدہ کے نام سے نالش کرین جب تک
او نہین یہہ ثابت نکرین کہ اوسی مجلس مین مین نے قبول کر لیا تھا وہ نالش جائز نہین اور اسکا نام نفاذ معاہدہ ہے نہ کہ تکمیل معاہدہ
پس حقیقت معاہدہ کی ایجاب قبول ہوئی خواہ جس مین معاہدہ ہوا وہ شے منقولہ ہو یا غیر منقولہ لیکن ابنائے روزگار کی بے اعتباری
اور دروغگوئی سے اشیائے منقولہ مین کہ خود معاہدہ کے گواہ ہو جاتی ہین پس معاہدہ کا اعتبار نہ رہا مثلاً آج یہان گھوڑا کھڑا کل کو
دوسری جگہہ کھڑا ہے یہ خود دلیل ہے کہ اسکا منتقل ہونا دلیل معاہدہ کی ہے - اور چونکہ اشیائے غیر منقولہ دلیل خود معاہدہ کی
نہین ہو سکتی ہین لہذا اون معاہدہ کا کچھ اعتبار نہین ہا افسوس ہزار افسوس ہم لوگون کی بے اعتباری کا ثمرہ ہے جبتک

جبتک دستاویز ہو قابلِ اعتبار نہیں ورنہ معاہدہ مین منقولہ اور غیر منقولہ برابر ہین اور وہ قول جو مشہور تھا کہ زبان سے بیٹا بیٹی جدے ہو جاتی ہین منسوخ اور ایک گز زمین کا جدا ہونا بھی دشوار ہے پہلے زمانے مین آدمی سچے اپنی بات پر پکے تھے دستاویزات کی غیر منقولہ کے لیئے بھی ضرورت نہین تھی جب جھوٹ اور بد معاملگی پھیلنے لگی کہین کہین دستاویزات ہونے لگین سرکار انگریزی کے وقت مین جو جھوٹ ایک عمدہ چیز ہو گئی بہت کچھہ انتظام ہوا کہین رجسٹری اور پھر شناخت اور باوجود اسیقدر تکلفات ان دستاویزات کا اتنا اعتبار نہین ہے کہ جیسے کسی بھلے مانس کے قول کا اعتبار ہوتا تھا طرفہ یہہ ہے کہ لوگ دستاویز کو عین معاہدہ سمجھنے لگے حالانکہ یہہ دلیل اور نشانی معاہدہ ہے -

پھر ایجاب اور قبول مین جیسا کہ مجلس کا ایک ہونا شرط ہے اگر معاہدہ بوسیلۂ تحریر ہووے اور تحریر کا پہونچنا بمنزلہ ایجاب کے متصور ہے اُس تحریر کے دیکھتے ہی دوسرے متعاقد کو اختیار ہے چاہے قبول کرے یا نکرے اگر تحریر کے دیکھنے کے بعد فی الفور قبول نکیا ایجاب باطل ہو جاویگا -

مسئلہ ۳ ثمن اوس عوض کو کہتے ہین جو متعاقدین آپس مین قرار دین اور قیمت اوسکو کہتے ہین جو بازارون مین کسی شئے کے دام اُٹھتے ہون -

تشریح

فرق ثمن اور قیمت مین یہہ ہے کہ ثمن کبھی قیمت سے زیادہ ہو جاتا ہے اور کبھی کم مثلاً بازار مین ایک گھوڑے کی قیمت پچاس روپیہ ہو اور مشتری نے چالیس کو لیلیا تو ثمن قیمت سے کم ہوا یا اوسکو ساٹھ کو لیا تو ثمن قیمت سے زیادہ ہو گیا اور کبھی ثمن اور قیمت برابر بھی ہوتی ہین - خدا نے چاندی سونیکو محض ثمن کے لیئے ہی بنایا ہے اگر ایک جانب چاندی سونا ہو اور دوسری جانب کوئی اور شئے ہو تو بالیقین چاندی سونیکو ثمن کہین گے اور دوسری چیز کو مبیعہ اگر دونون جانب علاوہ چاندی سونے کے اور مال ہو تو ہر ایک کو ثمن اور مبیع کہہ سکتے ہین مثلاً ایک گھوڑا ایک بھینس کے بدلے خریدا جسکے پاس گھوڑا گیا وہ اوس کا مبیع ہے اور جس کے بھینس آئی وہ اوسکی مبیعہ ہے فائدہ ثمن اور قیمت کی تمیز کا یہہ ہے کہ جب کوئی معاملہ بجمیع شرائط صحیح ہوتا ہے تو وہان ثمن لازم ہے اور جو کسی وجہ سے معاملہ مین فساد ہو اول تو وہ معاملہ قابلِ فسخ ہے اگر فسخ نہو سکے تو وہان قیمت واجب ہوتی ہے نہ ثمن -

نکاح ہمارے نزدیک مثل بیع نہین ورنہ مہر بمنزلہ ثمن اور عضو مخصوص عورت مبیعہ متصور ہوتا اور مہر مثل بمنزلہ قیمت شمار کیا جاتا

مسئلہ ۴ دَین وہ ہے کہ جو کسی خرید و فروخت یا معاملہ مین واجب ہوا ہو اور قرض وہ ہے کہ اوّل بلا معاملہ ایک شخص بطریق احسان دیوے اور جب پھیر اوسکو وصول ہو بمنزلہ عوض شمار کیا جاوے۔

تشریح

اسیواسطے عورت کی مہر کو دَین مہر کہتے ہین قرض مہر کوئی نہین کہتا۔ دوسرا فرق درمیان دَین اور قرض کے یہہ ہے کہ دَین قابل میعاد ہے اور قرض قابل میعاد نہین قرض کو جب چاہے طلب کر سکتا ہے بخلاف دَین کے کہ میعاد سے پہلے اوسکو مجاز طلب کا نہین ہے مثلاً کسی نے گھوڑا بوعدہ چھہ مہینے فروخت کیا اوسکو چھہ مہینے سے پہلے مجاز وصول کا نہین ہے۔ قرض کے عربی زبان مین کاٹنے کے معنے ہین اسی سے مقراض مشتق ہے چونکہ یہہ بھی محبت قطع کرتا ہے اسوجہ سے اسکا نام بھی قرض رکھا گیا

مسئلہ ۵ حقیقت معاہدہ کی اگرچہ ایجاب قبول ہے لیکن کبھی بوجہ خارجی بھی معاہدہ نہین ہوتا ہے جبکہ کوئی شرط ایسی ہو کہ معاہدہ سے محض اجنبی ہو اور متعاقدین اوس سے فائدہ اوٹھا سکتے ہون یا جس مین معاہدہ کیا ہو وہ لا یوجد ہو یا قابل انتقال نہو

تشریح

مثلاً زید نے معاہدہ کیا کہ مین نے اپنا فلانا مکان بمقابلہ پانسو روپیہ کے اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری علاوہ زر قیمت مجھکو دوسو روپیہ اور قرض دیوے اور مشتری اسکو قبول کرے تو یہ معاہدہ ناقص ہے تاوقتیکہ اس شرط کو موقوف نکیا جاوے یا مثلاً زید معاہدہ کرے کہ مجھکو جو گھوڑا فلان امیر کے یہان سے ملیگا وہ مین نے اتنے کو فروخت کیا اور مشتری قبول کرے یہہ معاہدہ بھی ناجائز ہے یا مثلاً زید معاہدہ کرے کہ مین اپنی وراثت جو عمر سے مجھکو حاصل ہے بمقابلہ اتنے روپیہ کے فروخت کرتا ہون اور مشتری خرید لے یہہ بھی کالعدم ہے۔

بیع کے بیان مین

مسئلہ ۶ بیع کی یہہ تعریف ہے کہ کسی چیز کا مالک کرنا بمقابلہ عوض کے۔ اگر بلا عوض مالک کیا جاوے اوسکو ہبہ کہتے ہین اگر کسی شے کے نفع کو بمقابلہ عوض مالک کرتے ہین اوسکو اجارہ کہتے ہین اور اگر بلا عوض مالک کرتے ہین اسکو عاریہ کہتے ہین۔

تشریح

اوّل تملیک اور اباحت مین فرق جاننا چاہیے۔ تملیک اسکو کہتے ہین کہ جس طرح سے منتقل کرنیوالے کو حق حاصل تھا اگر اوسی طرح اس شخص کو بھی جسکی طرف انتقال کیا گیا ہے حق حاصل ہو جاوے اسکو تملیک کہتے ہین مثلاً زید نے اپنا گھوڑا عمر کو دیدیا تو جیسا

کہ زید کو حق حاصل تھا کہ اوس گھوڑے کو جسکو چاہتا دیدیتا ایسا ہی عمر کو اب حاصل ہے تو یہ تملیک ہی اور اباحت اوسکو کہتے ہین کہ کسی شخص نے ایک دوسرے شخصکو صرف کسی نفع اُٹھانیکے لیئے اجازت دی مثلاً زید نے عمر کی دعوت کی اور کھانا سامنے رکھا تو عمر کو اختیار نہین کہ اوس کھانیکو دوسرے کو بھی دیدے یہ صورت اباحت کی ہے ۔ پھر تملیک دو قسم پر ہے یا تو بمقابلہ عوض کے ہو یا بلا عوض پھر ہر ایک کی دو دو قسمین ہین یا تو تملیک ذات شے کی ہو یا اوسکے نفع کی پس ذات شے کی بمقابلہ عوض کو بیع کہتے ہین اور بلا عوض ہبہ اور تملیک منافع بمقابلہ عوض کو اجارہ کہتے ہین اور بلا عوض کو اعارہ کہتے ہین چارون کا فرق خوب ظاہر اور روشن ہو گیا مثلاً گھوڑے کی ذات کو بمقابلہ کسی عوض کے دیدیا اسکو بیع کہتے ہیں یا اس کے نفع کو مثلاً سواری مہینہ پورتک کو بمقابلہ عوض دیدیا اسکو اجارہ کہتے ہین علیٰ ہذا القیاس بلا عوض انھین دونون صورتونکو ہبہ اور عارہ کہینگے

مسئلہ۔ بیع جبتک صحیح نہین ہے کہ مبیع معلوم نہو خواہ بوسیلہ بیان مقدار اور اوصاف کے یا بذریعہ اشارہ کے ۔

مسئلہ۔ جب بیع ایجاب قبول سے مع تعین مبیعہ ہو چکی پس لازم ہو گئی اب اگر کوئی متعاقدین سے ہٹے تو جبراً عدالت اوسکو نافذ کر سکتی ہے ۔

تشریح

عام لوگ یہہ سمجھے ہین کہ بیع بدون دستاویز صحیح نہین ہے یہ غلط ہے بلکہ دستاویز نشانی معاہدہ ہے عین معاہدہ نہین کیا معنی اگر کوئی عدالت مین انکار اس معاہدہ سے کرے تو یہہ دستاویز مثبت معاہدہ ہو گی اور یہ مطلب نہین کہ اگر کوئی حاکم کے سامنے یہ اقرار کرے کہ مین نے فلانا مکان دو ہزار کا فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا اور اوسنے قبول بھی کیا لیکن دستاویز نہین لکھائی تھی وہ معاملہ پورا ہو گیا جبراً اوس معاملہ کو حاکم نافذ کرا سکتا ہے اور یہ دھوکا اِسوجہ سے ہوا کہ سرکار انگریزی نے قرض کے لیئے میعادین مقرر کی ہین اُن کے نزدیک قرض مین بہی دستاویز معاملہ ہے اور دستاویز کے ساقط ہونے سے خود وہ معاملہ ساقط ہو جاتا ہے ۔ خلاصہ یہہ ہے کہ قرض مین اور دیگر معاملات مین فرق ہے چنانچہ اُسکا ذکر تمہید مین ہو چکا پس قرض کے اندر وجود دستاویز کی ضرورت ہی خود نفس قرض کے لیئے ہے اور معاملات مین ایجاب قبول کے سوا جو دستاویزات کی ضرورت ہی اُن معاملات کے ثبوت کے لیئے ہے نہ کہ عین معاملات کے لیئے ۔ اور یہہ مین پہلے لکھہ چکا ہون کہ یہہ دستاویزات کی ضرورت خواہ وجود معاملہ کے لیئے یا ثبوت معاملہ کے لیئے ہو بسبب بے اعتباری ہم لوگون کے ہے ورنہ ہماری شریعت مین اسکی کچھہ ضرورت نہین اور اب بھی اگر معاملہ صاف ہو جاوے تو سرکار انگریزی مین بہی نہ ہے ۔

مسئلہ ۹ - ایجاب اور قبول مین یہہ بھی ضروری ہوا کہ دونون ماضی کے لفظ ہون یعنی بائع کہے مین نے یہہ چیز بیچدی اور مشتری کہے مین نے خریدی اگر لفظ ماضی کے نہون بلکہ استقبال کے ہون تو وہ معاہدہ نہین بلکہ وعدہ کہا جاویگا مثلاً بایع کہے کہ مین بیچدونگا اور مشتری کہے کہ خریدلونگا -

مسئلہ ۱۰ - جیسا کہ بیع ایجاب اور قبول سے ہوتی ہے ایسا ہی کبھی تعاطی سے بھی ہوتی ہے کہ بائع نے مشتری کو چیز دیدی اور مشتری نے اوسکو قیمت دیدی اور ایجاب قبول نہین کیا اوسکو تعاطی کہتے ہین -

تشریح

اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہان بھی ایجاب قبول ہے اتنا فرق ہے کہ پہلی صورتون مین لفظاً ایجاب قبول کے تھے اور یہان گویا زبان حال سے ایجاب قبول کیا گیا -

مسئلہ ۱۱ - بیع اودھار اور نقد دونون طرح سے جایز ہے مگر مبیعہ مین اودھار نہین ہوسکتا ثمن مین اودھار اور نقد ہوسکتا ہے

مسئلہ ۱۲ - بیع اودھار کی ہووے تو اودھار کی میعاد ایسی ہونی چاہیئے کہ متعاقدین اوسکو جانتے ہون مجہول نہو مثلاً کسی شخص نے ایک گھوڑا خریدا اس شرط پر کہ جب بارش ہوگی اسکی قیمت ادا کرونگا یہہ بیع جایز نہین ہے -

نکاح کے بیان مین

مسئلہ ۱۳ - نکاح ایک معاملہ ہے کہ واقع ہوتا ہے اوپر موضع مخصوص عورت کی قصداً سامنے دو گواہون کے ساتھ صلاحیت متعاقدین کے -

تشریح

نکاح مین بھی مثل بیع ایجاب اور قبول ہی لیکن اتنا فرق ہے کہ وہان ایجاب قبول سے معاملہ تمام ہوجاتا ہے اور یہان بغیر گواہ یہہ معاملہ کالعدم ہے اسکی یہہ وجہ ہے کہ نکاح مین جس پر عقد ہوتا ہے جسکا بدلہ مہر ہے وہ ایسی شے ہے کہ اوسپر قبضہ مہر دینے والیکا اسطور سے نہین ہوسکتا جیسا مبیعہ پر مشتری کا قبضہ ہوسکتا ہے لہذا شارع نے بمنزلہ اس قبضہ کے دو گواہ قرار دیئے کہ وہ قایم مقام قبضہ کے ہون اور قصداً کے لفظ سے یہہ فائدہ ہوا کہ جو شخص باندی کو خرید کرتا ہے اگرچہ اوس سے مثل عورت منکوحہ صحبت کرنی جایز ہے لیکن وہان معاملہ قصداً اوسکی ذات سے ہے نہ کہ اوسکے عضو مخصوص سے اور صلاحیت متعاقدین کے یہہ معنے ہین کہ خاوند بیوی وہ ایسے ہون کہ اس معاملہ کے قابل ہون اگر کوئی شخص نعوذ باللہ اپنی سگی بہن سے اسیطرح ایجاب قبول گواہون کے سامنے کرے وہ نکاح نہین اور نہ احکام نکاح اوسپر مترتب ہون گے

عام لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ مہر اور وراثت وغیرہ یہ سب نکاح پر موقوف ہیں نکاح بہت تحقیق سے کرنا چاہیے اگر میاں کا نکاح سوا نقوش اُس کے شرع شریف نہوا تو اُس سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ اوسکی وارث نہیں ہو سکتی ہے نکاح کے ارکان و شرائط نکاح جو ہیں اونکو خوب ضبط کرنے چاہیئں کیونکہ ذراسی غلطی میں اگر نکاح میں خرابی ہوئی تو جو کچھ نکاح سے متعلق ہیں ایک چیز ثابت نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۴۔ نکاح شریعت محمدیہ میں فرض نہیں جیسا کہ نماز روزہ بلکہ اعتدال کی حالت میں سنت ہے اور ضرورت کی حالت میں واجب ہے۔ اگر خوف عدم ادائگی حقوق ہے تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۵۔ نکاح کے وجود کے لیئے اتنی چیزیں درکار ہیں اوّل ایجاب وقبول دوسرے صلاحیت ہونی درمیان دو جنس کے یعنی ایک دوسرے پر حرام تو نہیں تیسرے ولایت نکاح یا ولی جایز نے کیا یا ناجایز نے۔ چوتھے۔ گواہ۔ پانچویں مہر۔

ایجاب قبول کا بیان

مسئلہ ۱۶۔ ایجاب قبول میں ضرور ہے کہ لفظ ماضی کا ہووے یا ایک ماضی اور ایک مضارع کا ہووے مثلاً ایک کہے کہ نکاح کرتا ہوں دوسرا کہے میں نے قبول کیا

تشریح

ہندوستان میں چونکہ پردہ اور شرم زیادہ ہے کوئی عورت خود اپنا نکاح نہیں کرتی ہے بلکہ اپنی طرف سے مجلس میں کسی کو بھیجکر وکالتاً ایجاب کرتی ہے اگر وہ خود آکر یہی ایجاب کرتی تب بھی نکاح صحیح تھا مگر شرط یہ ہے کہ ایجاب قبول ایک مجلس میں ہونے چاہیے۔

مسئلہ ۱۷۔ اگر نکاح چھوٹے لڑکا لڑکی کا ولی ہر ایک کا کراوے تو ایجاب قبول اُنکا معتبر نہیں بلکہ ولی خود اونکی طرف سے ایجاب یا قبول کرے۔

تشریح

عام لوگ یوں کیا کرتے ہیں کہ چھوٹے بچے کا نکاح کرتے ہیں اور اوس لڑکے سے مجلس عقد میں قبول کراتے ہیں یہ نکاح صحیح نہیں ہے کیونکہ نابالغ کے قبول کا اعتبار نہیں ہے بلکہ ولی کو چاہیئے کہ نابالغ کی طرف سے خود بطریق نیابت قبول کرے اور یہ کہے کہ میں فلان کی طرف سے بمقابلہ اتنے مہر کے قبول کرتا ہوں اگر اسطرح قبول نہو تو وہ نکاح ثابت نہیں ہوتا

مسئلہ ۱۸ - ایجاب قبول مین ضرور ہے کہ خاوند بیوی معلوم ہون خاوند کا معلوم ہونا تو ظاہر ہے کہ حاضر مجلس ہوتا ہی کچھہ نام لینے کی حاجت نہین ہے البتہ عورت کو معلوم کرانا ضروری ہے

تشریح

اگر کسی شخص نے یون کہا کہ مین نے اپنی دختر کا تجھہ سے نکاح کیا اور اوسکے دو دختر ہون جنکا نکاح نہین ہوا تو وہ نکاح کسی کا نہین ہوتا ہان البتہ اگر اوسکے ایک ہی دختر ہو صرف غیر منکوحہ اور باقی منکوحہ ہون تب اس سی نکاح صحیح ہے کیونکہ خارجی طور سے متعین ہو گئی علی ہذا القیاس کسی شخص نے یون کہا کہ مین نے اپنی دختر فلان کا تیرے لڑکے سے نکاح کیا اسکے والد نے یون کہا کہ مین نے اپنے پسر کیجانب سے قبول کیا اگر اوس شخص کے صرف ایک بیٹا ہو تو جائز ہے - اگر کئی ہون تو جائز نہین الا اوس صورت مین کہ باقی بیٹونکی چار عورتین ہون -

مسئلہ ۱۹ - اگر کوئی شخص اپنی دختر کا نکاح نام بدلکر دوسرے نام سے کرے تو نکاح صحیح نہین ہے اور اگر اوس عورت کو کئی نام ہون اگر سب نام سے برابر پکاری جاتی ہو جون سے نام سے چاہے نکاح کراوے اگر بچپن مین کچھہ اور نام تھا اور بڑی ہوکر اور نام ہو گیا تو جونسے نام سے وقت نکاح کے مشہور ہے اوس سے نکاح کرانا چاہیئے -

تشریح

زید نے اپنی دختر ہندہ کا نکاح عمرو سے کیا اور ان الفاظ سے نکاح کیا کہ مین اپنی دختر فاطمہ کا تجھسے نکاح کرتا ہون تو یہ نکاح صحیح نہین ہے -

حِلّت اور حُرمت زوجین کا بیان

مسئلہ ۲۰ - حرمت نکاح نو طرح سے ہوتی ہے یا تو بسبب نسب یا بوجہ دودھ کے یا بوجہ سسرالگی ہونیکی یا بوجہ جمع کرنے کے یا بوجہ ملک غیر کے یا بوجہ جمع بی بی اور باندی کے یا بوجہ طلاق کے یا بوجہ شرک کے یا بوجہ ملک کے -

تنبیہ

نکاح پڑھنے والون اور تحقیق کنندگان کو چاہیئے کہ اسکی خوب تحقیق کرلین ایا ان زوجین میں کوئی بات حرمت کی تو نہین پائی جاتی ہی بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک عورت دوسرے کے بچے کو دودھ پلا دیتی ہے اور اسکا دھیان نہین ہوتا کہ ایک قطرہ دودھ سے رشتہ رضاعت ثابت ہوجاتا ہے پھر نکاح نہین صحیح ہوتا ہے -

مسئلہ ۲۱ نسب کی حرمت وہ ہے کہ بوجہ گوشت پوست کے شریک ہونیکے ایک دوسرے پر حرام ہوا سکے لئے صرف ایک قاعدہ ہے جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ کون حرام ہے اور کون نہین ۔

مسئلہ ۲۲ جس مرد اور عورت مین رشتہ شاخ اور جڑ کا ہووے ، وہ آپس مین ہمیشہ کو حرام ہین یا رشتہ شاخ اور جڑ کا نہووے لیکن دونون یا ایک کسی جڑ مین بلا وسیلہ ملتے ہون ۔

تشریح

مثلاً زید ایک شخص ہے اسکی شاخون مین جتنی عورتین ہین سب اسپر حرام ہین مثلاً بیٹی پوتی ۔ نواسی پڑپوتی وغیرہ اسی طرح اسکی جڑ مین مثلاً مان ۔ دادی ۔ پڑدادی ۔ نانی ۔ پرنانی وغیرہ یہ مثال شاخ اور جڑ کی ہوئی اب ایسی مثال لکھی جاتی ہے کہ زید کسی عورت کا نہ شاخ ہے اور نہ جڑ لیکن دونون ایک جڑ مین ملتے ہین جیسے بھائی بہن کہ نہ بھائی بہن کی شاخ ہے اور نہ بہن بھائی کی لیکن دونون کی ایک جڑ ہے وہ دونون کی مان یا باپ ہے اور اوس سے یہہ دونون بلا وسیلہ ملتے ہین یعنی درمیان مین کچھہ واسطہ نہین ہے اب اوسکی مثال چاہیئے کہ دونون ایک جڑ مین ملین لیکن ایک بلا وسیلہ اور ایک وسیلہ سے خواہ ایک ہی وسیلہ سے یا دو سے جیسے پھوپھی اور بھتیجا ظاہر ہے کہ پھوپھی نہ بھتیجے کی جڑ ہے اور نہ بھتیجا پھوپھی کی شاخ ہے بلکہ دونون ایک جڑ مین ملتے ہین وہ بھتیجے کا دادا ہے اور پھوپھی کا باپ ہے تو دیکھو بھتیجا اوس سے ایک وسیلہ سے ملا اور پھوپھی بلا وسیلہ ملی ان مین بھی حرمت ہے پس معلوم ہوا کہ اگر ایک جڑ مین مرد اور عورت ایک وسیلہ سے زیادہ مین ملین اونمین نکاح حلال ہے خواہ کچھہ ہی رشتہ ہووے ۔ پس ثابت ہوگیا کہ اگر ایک ہی شخص کا سگڑپوتا ہو اور دوسری پوتی تو ان مین نکاح جائز ہے گو کہ یہہ پوتی اس سگڑپوتے کی دادی کی برابر ہے اسلیئے کہ اس کی دادی کی چچازاد بہن ہے اور وجہ حلت کی یہہ ہے کہ سگڑ دادے سے سگڑپوتا بھی کئی واسطہ سے ملا اور پوتی ایک واسطہ سے ملی تو دونون ایک جڑ سے بلا واسطہ نہیں ملی ہین پس حلت ثابت ہو شمار واسطون کا اعتبار نہین ہے یہہ ایسا قاعدہ ہے کہ بمنزلہ پیمانہ سمجھنا چاہیئے جو شخص کسی مرد اور عورت کا حال دریافت کرنا چاہے اس قاعدہ سے حال معلوم ہو سکتا ہے قران شریف جو موجود ہین سب اس قاعدہ مین شریک اور علاوہ اسکی جو صراحتاً مذکور نہین ان سبکو شامل ہو پس اس ذرا سے قاعدے کو یاد کرلینا چاہیئے اور یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حرمت دونون طرف سے ہوتی ہو جسطرح چچا اور بھتیجی مین نکاح حرام ہے اسی طرح بھتیجے اور پھوپھی مین بھی حرام ہے ۔ پس اس مین وہ تیسی عورتین

آگئیں جو کلام مجید میں مذکور ہیں یعنی ماں بیٹی - بہن - پھوپھی - خالہ - بھتیجی - بھانجی -

تشریح دوم

اس بات کو دلیل سے ثابت کرتے ہیں کہ یہہ کیوں حرام ہوئیں اور باقی کیوں حلال ہیں ؟ جاننا چاہیئے کہ عورت جو خدا نے پیدا کی ہے اس سے غرض یہی ہے کہ مرد اس سے نفع اوٹھاوے جیسے اور چیزوں سے پس ہر ایک عورت کے اندر مادہ اصلی موجود ہے کہ ہر شخص اس سے نفع اوٹھاوے جیسا کہ گھوڑا سواری کے لیئے ہے اور ہر شخص کو مجاز ہے کہ سوار ہو لیکن وہ عورت جو اپنا جزو ہو یا مرد اوسکا جزو ہو وہ گویا عین اوس مرد کا ہے اوس سے نفع نہیں اوٹھا سکتا جیسے آدمی اپنی پشت پر آپ سوار نہیں ہو سکتا ہے اسواسطے شرعاً اور عقلاً وہ عورتیں حرام ہوئیں اسی طرح اگر دونوں مرد اور عورت کی ایک جڑ ہو پس اگر اوس جڑ سے ملی ہوئی دونوں ہیں یا ایک ملا ہوا ہے اوسکو جڑ ہی سمجھنا چاہیئے اوس سے بھی وہی معاملہ کرنا چاہیئے جو کہ جڑ سے کیا گیا یعنی وہ بھی حرام ہو - اور دونوں مرد اور عورت ایک جڑ میں ملتے تو ہیں لیکن دونوں اوس جڑ سے جدے ہیں تو علاوہ اسکے کہ شرع شریف سے حلت ثابت ہے عقل بھی یہی حکم کرتی ہے کیونکہ جڑ سے ایسا ہی ایک واسطہ کا جدا اور ایسا ہی لاکھ واسطہ کا جدا غرض جدائی میں برابر ہے - پس چاہیئے تھا کہ کسی مرد اور عورت کا نکاح جائز نہو کیونکہ آدم میں سب ملتے ہیں اور سبکی جڑ وہی ہے پس ثابت ہوا کہ جو لوگ گوت بچاتے ہیں اونکی دلیل عقلاً اور شرعاً غلط ہے البتہ جتنا گوت بچانا کہ ہماری شریعت میں لکھا ہے وہ عقل میں آتا ہے اور باقی گوت بچانے سے تو یہ لازم آتا ہے کہ کسی مرد اور عورت میں نکاح جائز نہووے پس خلاصہ یہہ ہوا کہ نکاح کرنا اپنی شاخ اور اپنی جڑ اور جو جڑ سے ملا ہوا ہے حرام ہے اور باقی سب حلال - اب کسیکو یہ شبہہ نہووے کہ نکاح اور زنا میں عقل کے نزدیک کچھہ فرق نہیں وہ بھی جائز ہو استغفر اللہ قطع نظر اسکے کہ شریعت نے اوسکو جائز نہیں کہا ہے عقل سلیم بھی جایز نہیں رکھتی ہے - جناب باری نے اپنے کلام پاک میں ایسا اچھا عمدہ مضمون لکہا ہے کہ جس سے اسکی حقیقت خوب روشن ہوگئی اور کیوں نہو تبیان لکل شئے تو اوسی کی کتاب کا لقب ہے اور وہ آیت یہہ ہے :- نِسَائُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت محض قضاے حاجت کیلئے نہیں ہے بلکہ بقاے نسل اور کشتکاری کے لیئے ہے - اور عقل بھی یہی حکم کرتی ہے کہ زمین بونے کے لیئے ہے نہ اسلیئے کہ بے ترتیب دانہ ڈالدیا جاوے اور اوس سے ثمرہ کچھہ نہ ملے پس زنا میں اگرچہ قضاے حاجت تو ہے لیکن بقاے نسل اور زراعت تو نہوئی کہ دانہ ڈالکر اوسکا پھل دانہ والے کا ہووے اسلیئے یہہ فعل عقل کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے

جب دو شخص کا نطفہ ایک محل مین ہو وہ کسکا قرار دیا جا سکتا ہے اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ ایک مرد کی کئی عورتین ہوسکتی ہین کیونکہ محل مختلف ہین اور ایک عورت کے کئی شوہر نہین ہوسکتے -

مسئلہ ۲۳ ہر عورت کے اصول نکاح کرنیکی وجہ سے اوسکے شوہر پر ہمیشہ کو حرام ہین عام ہے کہ اوس عورت سے صحبت کی ہو یا نکی ہو اور نیز عورت کے فروع بشرطیکہ اُس عورت سے صحبت کی ہو ہمیشہ کو اوسکے شوہر پر حرام ہین

تشریح

اگر زید ہندہ سے نکاح کرے تو فقط نکاح کرنیکی وجہ سے ہندہ کی ماں - دادی - پڑدادی - نانی - پڑنانی وغیرہ زید پر ہمیشہ کو حرام ہین لیکن شرط یہہ ہے کہ نکاح صحیح ہوا ہو نام کا نکاح نہو بلکہ شرائط نکاح پوری پوری ادا ہوگئی ہون اگر کسی نے دو برس کے بچے کا نکاح کیا اور قبول بچہ سے کرایا بعد جوانی کے وہ منکوحہ اوسکے گھر نہین آئی تو ابتدا سے اوس کا نکاح صحیح نہین تھا لہذا اوس عورت کی ماں سے نکاح اسکا حرام نہین ہے البتہ عورت کی فروع یعنی بیٹی - پوتی - نواسی وغیرہ اوسکے شوہر پر جب حرام ہونگے جب اوس عورت سے صحبت کرلی ہو - طلاق وغیرہ مین خلوت صحیحہ کو قائم مقام وطی سمجھا ہے لیکن یہان قائم مقام وطی نہین ہے -

مسئلہ ۲۴ - ہر ایک مرد پر اوسکے اصول اور فروع کی زوجات فقط نکاح کرنے سے ہمیشہ کو حرام ہین خواہ اوسکے اصول و فروع نے صحبت کی ہو یا نکی ہو -

تشریح

مثلاً فرض کرو زید ایک مرد ہے اسکے اصول یعنی باپ دادا پڑدادا وغیرہ یا نانا پڑنانا وغیرہ جس عورت سے نکاح کرین بمجرد نکاح وہ عورت زید پر حرام ہے اسیطرح بیٹا پوتا پڑپوتا یا نواسا وغیرہ جس عورت سے نکاح کرین وہ عورت بھی بلا تفصیل زید پر حرام ہے -

مسئلہ ۲۵ - جیسے کہ حرمت نکاح سے ثابت ہوئی اسیطرح حرمت اونھین اشخاص مندرجہ مسئلہ ۲۳ و ۲۴ سے زنا کرنے اور شہوت سے بدنکو چھونے اور موضع مخصوص کے اندر کے پردہ کو شہوت سے دیکھنے سے بھی ثابت ہوتی ہے مگر اسوا زنا کے سب مین شرط یہہ ہے کہ انزال نہوا ہو -

تشریح

یہہ مسئلہ نہایت مشکل ہی آجکل کے زمانہ مین نعوذ باللہ منہا کثرت زنا اور فحش زیادہ ہی اگر یہہ ثابت ہو جاوے کہ جس عورت
سے اس شخص نے نکاح کیا اوسکی مان کے ساتھہ یا دادی پڑدادی کے ساتھہ اسنے زنا کیا یا اوسکو نظر شہوت سے دیکھا
یا اوسکا بوسہ شہوت سے لیا یا اوسکے موضع مخصوص کو شہوت سے دیکھا تو اوسکی منکوحہ اوسپر حرام ہے نہ اوسکی مہر مقررہ
اسکی ذمہ واجب ہونگی نہ اولاد اوس سے جو پیدا ہوگی اسکی اولاد شمار کیجاویگی اور اسکی جائداد کی مالک ہوگی - بڑی مشکل
وہان زیادہ ہی جہان پردہ نہین اگر کسی نے اپنی ساس کو نظر شہوت سے دیکھہ لیا بیوی حرام ہو گئی - مسلمانون کو
چاہیئے کہ پردہ کی کوشش کرین اور جا بیجا نظر نہ دوڑاوین - اگر کسی شخص نے کسی عورت کے اندام نہانی کو نہاتے
وقت قصد سے بطریق شہوت دیکھا قطع نظر اسکے کہ بڑا گناہ کیا آیندہ کو اوسکے خاندان سے اپنی جڑ کاٹ لی وہ سب
اسپر حرام ہین نکاح اُن سے جایز نہین - آج کل کے زمانہ مین ان معاملات کا زیادہ وقوع ہے اسکی بہت تحقیقات
کرنی چاہیئے - اور صحبت سی مراد یہہ ہے کہ مقام مخصوص زنان مین واقع ہو نہ یہ کہ پاخانہ کے مقام مین کی جاوے اور نیز مرد اور
عورت قابل صحبت ہون نو برس سے کم عورت قابل صحبت نہین ہے اگر چھوٹی لڑکی سے صحبت کی اوس سے حرمت ثابت
نہین ہوتی ہے اور مرد مین قابل صحبت وہ ہے کہ جسکو اس فعل سے لذت آنے لگے اور اوس سے عورتین شرم کرنے لگین
اگر چار برس کا بچہ صحبت کرے اوس سے بھی حرمت ثابت نہین ہے اور شہوت سی مراد جوان مرد مین تو یہہ ہے کہ اوس کا
آلہ تناسل عورت کو دیکھکر یا چھو کر منتشر ہو جاوے یا پہلے سے زیادہ منتشر ہونے لگے اور عنین اور بوڑھے مرد مین یہہ ہے
کہ اوسکا دل متحرک ہو یا پہلے سے زیادہ حرکت ہو جاوے - اور عورت مین شہوت سے یہہ مراد ہے کہ اوسکو مزا آنے لگے
اور اوسکا دل متحرک ہونے لگے پر یہہ شہوت اوس وقت معتبر ہوگی کہ اگر مرد نے عورت کے مقام مخصوص یا عورت نے
مرد کے آلہ تناسل پر نظر کی ہو یعنی اگر مرد کو کسی عورت کا تصور ذہن مین کرنے یا اوسکے مقام مخصوص کا عکس آئینہ یا پانی
مین دیکھنے سے شہوت پیدا ہوئی ہو اوس سے حرمت ثابت نہین ہوتی - اگر خاص مقام مخصوص ہی کو کسی جسم لطیف
کی وجہ سے دیکھا جو مانع نگاہ نہین مثلاً باریک پردہ یا آئینہ عینک کا تب بھی حرمت ثابت ہی - اور مقام مخصوص عورت
مین بھی اندر کا پردہ مراد ہے جو عورت کے سہارے سے بیٹھنے کی صورت مین نظر آنیکا احتمال ہو سکتا ہے اگر کسی کھڑی
عورت کی مقام مخصوص کو دیکھا اوس سے بھی حرمت ثابت نہین ہوتی ہے - اور نیز سبب شہوت مین شرط یہہ ہے کہ انزال نہوا
ہو اگر چھونے یا نظر شہوت یا بوسہ سے انزال ہو گیا تب بھی حرمت ثابت نہین ہوتی ہے یہ بات ظاہر مین تو بعید معلوم

ہوتی ہے کہ بوسہ سے حرمت ثابت ہوجاوے اور انزال اگر ہوجاوے تو حرمت ثابت نہو لیکن غور کرنیکے بعد اسکی وجہ معقول سمجھہ مین آئی وہ یہہ ہے کہ اصل حرمت عورت سے صحبت کرنے سے ہے خواہ حلال طریقہ سے جیسے نکاح مین یا بوجہ حرام بیہودہ زنا مین ہے اور بنظر شہوت عورتکو چہوٹا یا بوسہ لینا یا اوسکے مقام مخصوص کو دیکھنا یہ اسباب وطی ہین لہذا شارع نے انکو بمنزلہ وطی شمار کیا پس ان کا بمنزلۂ وطی شمار کرنا جبہی تک ہے کہ بسبب وطی شمار کیئے جاوین اگر انزال ہوگیا تو معلوم ہوگیا کہ یہہ اسباب وطی نہین ہین کیونکہ جب انزال ہوگیا وہ فعل ختم ہوچکا اب آیندہ اسخاص فعل کی وجہ سے وطی نہین ہوسکتی ہے

مسئلہ ۲۶ ۔ وہ دو عورتین کہ کسی ایک جڑ مین بلا وسیلہ ملتی ہون یا ایک بلا وسیلہ ملتی ہو اور دونون عورتون سے ایک وقت مین ایک شخص نکاح نہین کر سکتا ہے ۔ یا وہ ایسی عورتین ہو کہ کسی کو مرد فرض کر نیسے علاقہ حرمت نکاح ہوجیسے سوتیلی بیٹی اور سوتیلی مان ۔

تشریح

فرض کرو کہ ہندہ اور عائشہ سگی بہنین ہین اب یہ دو عورتین ایسی ہین کہ انکی ایک جڑ ہے وہ باپ یا مان ہے اور اوس جڑ سے یہ دونون بلا وسیلہ ملتی ہین ۔ پس ان دونون سے ایک شخص ایک وقت مین نکاح نہین کر سکتا ہے ۔ یا فرض کرو ہندہ اور عائشہ مین خالہ اور بھانجی کا رشتہ ہے تو دیکھو دونون ایک جڑ مین ملتی ہین وہ خالہ کی تو مان یا باپ اور بھانجی کا نانا یا نانی کہا جاویگا دیکھو خالہ اوس جڑ سے بلا وسیلہ ملی گو بھانجی اوس جڑ کی نواسی ہے بوسیلہ اپنی مان کے اوس جڑ سے ملی تو خالہ اور بھانجی مین جمع کرنا حرام ہے اسیطرح پھوپھی اور بھتیجی مین جمع حرام ہے غرض یہہ ہے کہ ایسی اصل لکھی گئی کہ اس قاعدہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کن عورتون مین جمع کرنا حرام ہے اور کن مین نہین اگر یہہ قاعدہ کہین نہ پایا جاوے اون عورتون مین جمع کرنا حلال ہے ۔ پس اگر ایسی دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا دونون کا نکاح نہین ہوتا ہے اور آگا پیچھی نکاح ہوا تو اول کا نکاح صحیح ہے اور دوسرے کا نکاح حرام ہے اگر کسی شخص نے ایسی عورتون مین ایک سے نکاح کیا اور پھر اوس عورت کو طلاق دیدی تو اوس عورت سے جب تک نکاح صحیح نہین ہوگا کہ پہلی کی عدت نگذر جاوے اور عدت کا بیان طلاق کے باب مین اویگا ۔

مسئلہ ۲۷ ۔ دودھ پینے سے بھی ایسی ہی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسی کہ نسب مین حرمت ثابت ہے

تشریح اوّل

جس عورت نے کسی بچہ کو دودھ پلایا وہ بھی اوسکی مان ہوگئی اور اوسکی اولاد خواہ سگی ہو یا دودھ پینے کی وہ اس کے

بھائی بہن ہوگئے اور وہ مرد جسکا یہہ دودھ ہے وہ اس بچے کا باپ ہوگیا اب جیسی رشتہ نسبتی ماں باپ کے وجہ سے مسئلہ ۲۲ اور مسئلہ ۲۳ - اور مسئلہ ۲۴ اور مسئلہ ۲۵ اور مسئلہ ۲۶ مین لکھی مین ایسی ہی بیان جاری ہونگے -

تشریح دوم

تھوڑا دودہ اور بہت حرام کرنے مین برابر ہے مگر شرط یہہ ہے کہ مدت رضاع مین دودھ پیا ہو اور مدت رضاع تیس مہنیے قمری ہین اور دودھ کا پینا عام ہے خواہ بطریق چوسنی کے پیا ہو یا پیالہ کو موہنہ لگا کر پیا ہو یا اوسکے موہنہ مین اوپر سے ڈالا ہو اگر کسیکے کان مین دودھ ڈالا ہو یا پاخانہ کے مقام سے پچکاری کے ذریعہ سے اندر پہونچا ہو یا پیٹ مین زخم ہو اوسکو راستہ سے اندر دودھ پہونچگیا ہو اوس سے رضاعت ثابت نہین ہوتی - اگر پانی یا دوا یا ٹونگر کے دودھ مین ملا کر دیا ہو - اگر یہہ دودھ زیادہ ہو تو حرمت ثابت ہوتی ہے ورنہ نہین - پس عورتون کو چاہیئے کہ اپنا دودھ کسی بچے کو دوا کیواسطے ندیا کرین مردہ عورت اور زندہ کا دودھ حرمت مین برابر ہے نو برس سے کم عمر کی عورت کا دودھ حرمت ثابت نہین کرتا - یہ کچھہ ضرور نہین کہ دو بچے ایک ہی وقت مین دودھ پیوین بلکہ ہوسکتا ہے کہ ایک نے کسی وقت پیا اور دوسرے نے کسی اور وقت پیا ہو لیکن شرط یہہ ہے کہ میعاد رضاعت مین دودھ پیا ہو اگر کھانے مین دودھ ملا کر پکایا جاوے رضاعت ثابت نہین ہوتی ہے - عام ہے خواہ دودھ زیادہ ہو یا کم - اگر دودھ کی حقیقت بدلگئی ہو مثلاً پنیر بنا لیا ہو یا بلو لیا ہو اوس سے بھی رضاعت ثابت نہین ہوتی ہے

تشریح سوم

رضاعی باپ اوسکو کہتے ہین کہ جس عورت نے بچہ کو دودھ پلایا جسکی وجہ سے وہ دودھ پیدا ہوا ہو یعنی اوسکی وجہ سے عورت کو حمل رہا اور پھر عورت نے بچہ جنا اور دودھ اُترا - اگر وہ شخص اس عورت کو طلاق دیدے اور عورت دوسرے خاوند سے نکاح کرے تاوقتیکہ دوسرے خاوند سے کچھہ پیدا نہووے یہ دودھ اول ہی شوہر کا شمار کیا جاویگا عام ہے خواہ شوہر ثانی سے حاملہ ہوجاوے یا نہوجاوے -

مسئلہ ۲۸ - بعض صورتین رضاعت مین ایسی ہین کہ موافق صورتہاے نسب نہین مثلاً سگے بیٹے کی بہن سے نکاح حرام ہے اور رضاعی بیٹے کی بہن سے حرام نہین یا نسبی بہن کی ماں سے نکاح حرام ہے اور رضاعی بہن کی ماں سے نکاح حرام نہین +

تشریح

اسکی یہہ وجہہ ہے کہ نسبی بیٹے کی بہن سے ایسا رشتہ پیدا ہوتا ہے جس سے نکاح کرنا حرام ہے بخلاف رضاعی بیٹے
کی بہن کے کہ اس سے کچھہ علاقہ نہین اسی طرح نسبی بہن کی ماں سے ایسا رشتہ پیدا ہوتا ہے اور رضاعی بہن کی ماں سے
کچھہ علاقہ نہین ہے نسبی بیٹے کی بہن یا تو خود اوس شخص کی بھی بیٹی ہوگی یا اوسکی زوجہ کی بیٹی ہوگی اور دونون صورتون
مین نکاح حرام ہے - ایسا ہی نسبی بہن کی ماں یا بعینہ اوس شخص کی بھی ماں ہوگی یا اوسکے باپ کی زوجہ ہوگی دونون
صورتون مین نکاح حرام ہے اور یہہ صورتین رضاع مین ہو سکتی ہین -

مسئلہ ۲۹ - کسی شخص کو اوّل بموجودگی زوجہ حرہ باندی سے نکاح کرنا جائز نہین اور دونون سے ایکوقت
مین اکٹھا نکاح کرنا بھی جائز نہین

تشریح

باندی سے یہہ مراد نہین جو آج کل کے زمانہ مین موجود ہین بلکہ یہہ ملازمہ ہین ان سے نکاح کرنا بمقابلہ حرّہ جائز ہے
اس وقت مین کوئی باندی نہین - باندیان اور غلام وہ تھے کہ مثل جانورون ان کا خریدنا بیچنا جائز تھا اور بلا نکاح ان کے
مالک کو ان سے صحبت کرنی جائز تھی اب جو قحط مین لوگ اپنے گھر مین لونڈیان پال لیتے ہین یہہ شرعی باندیان نہین ہین
ان سے معاملات مثل حرہ حسب کرنے چاہئین -

مسئلہ ۳۰ - کسی شخص کو دوسرے شخص کی زوجہ سے نکاح کرنیکا مجاز نہین ہے تاوقتیکہ پہلا شوہر اوسکو نچھوڑدے
اور اوسکی عدت نگذر جاے -

تشریح

عام لوگ یہہ کرتے ہین کہ اگر ایک سے ناراضی ہوئی دوسرے کے یہان اپنی دختر کو بٹھا دیتے ہین قطع نظر اس کے کہ یہہ کام کفر
کا ہے جو اولاد دوسرے خاوند سے پیدا ہوگی وہ اولاد اوسکی نہین ہوگی کیونکہ ولد الزنا شمار کیجاویگی پس ایک دوسرے کی
وارث نہین ہوگی اور جبتک شوہر اوّل اوسکو طلاق ندے اور اوسکی عدت پوری نہوجاے تب تک دوسرے شخص کو نکاح
کرنا جائز نہین ہے خصوصاً اس زمانے مین ایسا رواج ہو رہا ہے کہ چھوٹے بچون کا نکاح کرتے ہین اور پھر دوسرے
کے یہان نکاح کردیتے ہین یہان طلاق سے ہی وہ عورت جدی نہین ہوتی کیونکہ بچے کی طلاق کا کچھہ اعتبار نہین ہے
اور قبول نکاح کا اختیار اوسکے ولی کو ہے اور طلاق کا ولی کو بھی اختیار نہین - پس اگر کسی بچے کی طرف سے کسی ولی نے نکاح

نکاح قبول کرلیا تو وہ نکاح نابلوغ ایسا مستحکم ہے کہ طلاق سے بھی زائل نہین ہو سکتا ہے - عورت حاملہ کی عدت وضع حمل ہے یہانتک کہ اگر کسیکا شوہر مرجاوے اور اوسکے شوہر کو دفن بھی نہین کیا کہ اوس عورت کے بچہ پیدا ہو جاوے تو اوسی وقت اوسکو نکاح کرنا جائز ہے اگر عورت منکوحہ بروقت طلاق یا وفات حاملہ ہو عام ہے وہ حمل زنا کا ہو یا صحیح ہو سکی عدت وضع حمل ہے البتہ اگر بے نکاحی حاملہ زنا سے ہو اوسکو کچھہ عدت نہین اگر پھر وہ اس حال مین نکاح کراوے بعد طلاق اوسکے لیئے بھی عدت آویگی اور جس عورت کا خاوند مرجاوے اور حاملہ نہو اوسکی عدت دس دن چار مہینے ہین - مگر شرط یہہ ہے کہ اس مدت مین اوسکو حمل ظاہر نہو جاوے اور اگر حمل ظاہر ہو گیا تو اوسکی عدت وہی وضع حمل ہو گی - اب معلوم ہوا کہ یہہ اوّل سے حاملہ تھی اور جس عورت کو اوسکا خاوند چھوڑ دے اوسکی عدت تین دفعہ مہینہ کا خون آتا ہے جسکو حیض کہتے ہین - اگر حیض بوجہ بچپن یا بوڑھے ہونیکے نہ آتا ہو تو تین مہینے عدت کے ہین - یہ عدت جب ہے کہ اوسکے خاوند نے اوس سے صحبت کرلی ہو - اگر بلا صحبت کرنیکے چھوڑی ہو تو کچھہ عدت نہین آتی - صرف طلاق دینے سے دوسرے کو اوس سے نکاح کرنا چاہیئے -

مسئلہ ۲۳۱ - جو عورت کسی غلام کی مالک ہو اوس سے نکاح کرنا حرام ہے - عام ہے خواہ وہ غلام صرف غلام ہو یا کچھہ علاقہ حریت کا اوسمین ہو جیساکہ مکاتب یا مدبر یا غلام مشترک ہو -

تشریح

ملازم کو غلام نہین کہتے ہین بلکہ وہ اس زمانہ مین پایا نہین جاتا اسلیئے اس مسئلہ کو تفصیل سے لکھنا اس وقت نہین فائدہ نہین بخشتا

مسئلہ ۲۳۲ - جس عورت کو تین طلاق دی گئی ہون - جبتک کہ یہہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نکرے اور دوسرا شخص اس سے صحبت نکرے اول شوہر پر حرام ہے - عام ہے تین طلاق ایکدفعہ دی گئی ہون یا متفرق یا طلاق صریحی ہون یا کنایہ -

تشریح

یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اسکا وقوع بہت ہے خصوصاً جو لوگ مسائل شرع نہین جانتے اونسے اسکا وقوع بہت ہے - جب عورت سے ناراض ہوتے ہین عورت کو کوئی لفظ طلاق کہدیتے ہین اور پھر تھوڑی دیر مین راضی ہو جاتے ہین تو وہ طلاق زائل ہو جاتی ہے - پھر اوس سے ناراض ہوکر کچھہ کہہ بیٹھتے ہین پھر راضی ہو جاتے ہین - یہانتک تو دو طلاق ہوئین اور پھر یہہ رضامندی طلاق سے رجعت سمجھی گئی - پھر اگر تیسری دفعہ ناراض ہوکر کوئی لفظ طلاق کا کہا پس اب رضامندی سے کام نہین چلتا اور وہ عورت حرام ہو گئی کیونکہ تین طلاق ہو چکین اگرچہ متفرق ہوئین - عام لوگ یہ سمجھہ رہے ہین کہ تین طلاق اوسیکو کہتے ہین کہ ایکدفعہ

تین طلاق دے یا ایک پہلے دی اوس سے رجوع نہین کیا کہ دوسری دیدی اور پھر اسیطرح سے تیسری دیدی جسمین تین صورتین تین طلاق کی ہین اسیطرح یون بھی تین طلاق ہوتی ہین کہ جن کے بیچ مین حیض بھی ہو جاوے - اب غور کرنیکی جگہ ہے کہ جب عورت حرام ہوگئی پھر وہ اولاد جو ایسی حالت مین پیدا ہو وہ کس طرح اسکی شمار کیجاویگی اور کیونکر اسکا وارث ہوگا پس آدمیون کو چاہیئے کہ اسکی تحقیق کر لیا کرین کہ کون کون لفظ سے طلاق ہوتی ہے اور کونسا لفظ طلاق صریح کا ہے اور کونسا کنایہ کا - اسکی تفصیل طلاق کے بیان مین آویگی - ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ بحالت غضب مین اپنی عورت کو ایسا کلمہ نہ کہے جس سے طلاق پڑتی ہو - اور اگر ایک دو دفعہ کہدیا تو بعد کے راضی ہونے کے صحبت ہوسکتی ہے - پھر تیسری دفعہ کہنے سے وہ عورت حرام ہے - تمہین ایک مثال لکھتا ہون کہ عوام مرد وقت غضب کے اپنی عورت کو اس لفظ سے پکارتے ہین

"**او طلاقن**" پھر اوس عورت سے صحبت کر لیتے ہین تو وہ طلاق زائل ہوگئی پھر جب غضب مین آئے یہی کلمہ کہہ بیٹھے - پھر صحبت کر لی یہ طلاق بھی زائل ہوگئی - اب پھر جب تیسری دفعہ یہہ لفظ کہا وہ عورت مطلقہ ثلاثہ ہوگئی - اب بدون دوسرے خاوند کے حلال نہین ہوسکتی ہے - ہزارون شخص ایسے ہونگے کہ سیکڑون دفعہ یہہ لفظ کہہ لیا اور پھر اوسکو اپنی زوجہ سمجھتے ہین حالانکہ وہ زوجہ نہین اور ایسے وقت کی اولاد اوسکی اولاد نہین ہے علی ہذا القیاس بہت سے الفاظ ہین جو طلاق کے بیان مین لکھے جاوینگے - یہہ اسواسطے لکھا گیا کہ لوگ طلاق اسیکو سمجھہ رہے ہین کہ پنچایت ہو اور نیز عورت کے سامنے یہہ کہا جاوے کہ مین نے تجھکو طلاق دیدی - بلکہ طلاق بسا اوقات غصہ مین بلا ارادہ بھی ہو جاتی ہے مسلمانون کو چاہیئے کہ اس مسئلہ کو خوب تفصیل سے یاد کرین -

مسئلہ ۳۳ - جو عورت اُن کافرون سے ہو کہ صاحب کتاب نہین جیسی ہندوستان کے کافر یا آتش پرست یا ستارون کے پوجنے والے اونسے نکاح جائز نہین جبتک کہ مسلمان نہون - اور عورات اہل کتاب سے نکاح جائز ہے اگرچہ مسلمان نہوئی ہون

تشریح

اہل کتاب اوسکو کہتے ہین کہ کسی پہلے نبی کے مذہب پر ہون اگرچہ وہ مذہب اب منسوخ ہو - اب وہ بھی لوگ کافر ہین لیکن شرط یہہ ہے کہ اہل کتاب مشرک نہون یعنی سوا خدا کے کسی اور کو نہ پوجتے ہون - اور جو سوا خدا کے کسی اور کو معبود سمجھتے ہون خواہ چاند یا سورج یا کسی قبر یا کسی شخص کو وہ سب مشرک ہین اُن سے نکاح جائز نہین ہے - اور یہہ مطلب نہین کہ اُن کے پاس کتاب ہو خواہ سچی یا جھوٹی - اس سے تو لازم آیا کہ ہندو بھی اہل کتاب ہین اور وید کے قائل ہین بلکہ مراد کتاب سے کتاب آسمانی ہے جو کسی نبی پر اتری

ولایت کا بیان

مسئلہ ۳۴ - چھوٹی عورت جو کہ جوان نہیں ہے اوس کے لئے ولی کی ضرورت ہے جوان عورت کا نکاح بدون ولی بھی ہو سکتا ہو اور ولی عصبہ ہوتا ہے یعنی اوّل عورت کا جزو مذکر پھر اصول مذکر پھر اصل قریب کے جزو مذکر پھر اصل بعید کی جزو مذکر

تشریح

اوّل جاننا چاہیئے کہ وصی اور ولی میں کیا فرق ہے - وصی اوسکو کہتے ہین کہ کسی نابالغ کی جائداد وغیرہ کی اصلاح کے لیئے کوئی سرپرست مقرر کیا جاوے - عام ہے خواہ وہ اوسکا رشتہ دار ہو یا نہو - اور ولی اوسکو کہتے ہین کہ بلا تقرر عند الشرع انہین امور کے لیئے کوئی رشتہ دار مقرر ہو اور اوسکے خاندان سے ہو یعنی ہم جد ہو اور اُنھین کو عصبہ کہتے ہین - عصبہ کی پوری پوری تشریح رسالہ فرائض اردو مین لکھ چکا ہون جسکو تفصیل دیکھنی ہو وہان دیکھ لے مگر یہان بطور اجمال لکھتا ہون کہ عصبات کے چار طبقے ہین - طبقہ اوّل تو جزو مذکر یعنی بیٹا - پوتا - پڑپوتا وغیرہ - یہہ سب سے مقدم ہے اِسکے سامنے کوئی ولی نہین ہے مگر ایسا ولی نکاح مین بجز ایک صورت کے متحقق نہین وہ یہ ہے کہ عورت جوان باولی ہو اوسکا ولی اُسکا بیٹا یا پوتا وغیرہ ہوگا - باپ ولی نہین ہوگا - اگر عورت باولی نہو تو اُسکو ولی کی حاجت نہین ہے - اگر بچی ہوتی تو بیٹا پوتا کسطرح ہو سکتا ہے - طبقہ دوم اُصول مذکر - وہ اُصول جنمین واسطہ عورت کا نہووے یعنی باپ یا دادا پڑدادا وغیرہ ان مین اگر کوئی ہو تو اور کسی کو ولایت نہین - طبقہ سوم - پھر اصل قریب مذکر کے پسری اولاد یعنی باپ کی اولاد جیسے بھائی بھتیجا وغیرہ - پھر طبقہ چہارم - اصل بعید کی پسری اولاد یعنی چچا اور چچا کے بیٹے وغیرہ -

مسئلہ ۳۵ - اگر ولی قریب بوجہ صغر سنی یا غُلامی یا مجنون ہونے کے قابل تصرف نہو یا مدت سفر غائب ہو - تو حق ولایت کا زائل ہوگا -

مسئلہ ۳۶ - جیسا کہ ترتیب طبقات مین ہو اسی طرح ایک طبقہ کے قریب ولی کے سامنے بعید کو ولایت نہین مگر بروقت عدم لیاقت ولی قریب کے بعید ولی ہوگا -

تشریح

فرض کرو کہ ایک عورت کے ایک تو چچا ہو اور دوسرے چچا کا بیٹا یا ایک چچا کا بیٹا اور دوسرے چچا کا پوتا - گو یہہ سب ولی ایک طبقہ کے ہین مگر چچا کے سامنے چچا کے بیٹے کو ولایت نہین ہے اور چچا کے بیٹے کے سامنے چچا کے پوتے کو ولایت

نہیں ہے۔ اگر چچا غائب یا صغیرسن یا باولا ہو تو چچا کے بیٹے کو ولایت پہونچیگی۔ کیسیکو یہ اعتراض نہووے کہ چچا جب صغیرسن ہوا تو چچا کا بیٹا کہاں سے ہوگا؟ یہ کیا ضرور ہے کہ چچا کا بیٹا اُسی کی اولاد ہو بلکہ جائز ہے کہ پہلی ایک چچا مرچکا ہو اوسکا بیٹا ہو۔

مسئلہ ۳۷۔ جب کوئی ولی عصبہ نہووے اوسوقت ولایت ماں کو پہونچتی ہے کہ صغیرہ کا نکاح کردے پس اگر ماں خلاف مرضی کسی ولی عصبہ کے کہیں نکاح کردے تو وہ نکاح جائز نہیں ہے۔

تشریح

آجکل یہ رواج ہو رہا ہے کہ ماں لڑکی کی جہاں چاہے نکاح کردیتی ہے یہ بالکل خلاف شرع ہے بہت جگہہ ایسا ہوتا ہے کہ لڑکی کا چچا اپنے بیٹے کی منگنی اپنی بھتیجی سے کرنی چاہتا ہے اور اوسکی ماں نہیں مانتی۔ حالانکہ بروقت نہونے باپ کے چچا کو ولایت نکاح ہے اوسکو کیا ضرورت ہے کہ اوسکی ماں سے اجازت طلب کرے اپنے بیٹے سے نکاح کیوں نہیں کردیتا بلکہ بعض ولی جو ایسے ہیں کہ اون سے نکاح کرنا درست ہے اونکو اپنے نفس سے بھی نکاح کرنا جائز ہے جیسے کسی عورت کا ولی اوسکی چچا کا بیٹا ہے تو اوسکو اختیار ہے کہ اپنے نفس سے بھی نکاح کرلے۔ پس جب ماں نے اولیا کے ہوتے نکاح کردیا اگر اوسکی اولیا کو خبر نکاح پہونچیگی اور وہ خاموش ہے کچھ اعتراض نکیا یا نکاح میں شریک ہے پس وہ نکاح ہوگیا۔ اسیطرح جب لڑکی جوان ہوئی اور اوسنے اوس نکاح کو تسلیم رکھا تب بھی نکاح درست ہوگیا۔ اگر لڑکی کی ماں ایک شخص سے لڑکی کا نکاح کرے اور ولی خواہ کتنی ہی دور کا کیوں نہو دوسرے شخص سے نکاح کردے تو نکاح ولی کا متصور ہوگا۔ ماں کا کیا ہوا نکاح معتبر نہیں ہے۔

عوام میں رواج ہو رہا ہے کہ بروقت نکاح ماں سے اجازت لیتے ہیں۔ یہ بالکل واہیات ہے بلکہ اوسکے ولی سے اجازت لینی چاہیے۔ ایسی عورت کوئی ہوگی کہ جسکا کوئی عصبہ موجود نہو۔

مسئلہ ۳۸۔ جب صغیرہ کا نکاح بجز باپ اور دادا کے کسی اور ولی نے کیا ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ جوان ہوتے ہی نکاح منسوخ کرالے اسکا نام شرع شریف میں خیار بلوغ ہے۔

تشریح

شرع شریف میں باپ اور دادا کی کارروائی کو یوں سمجھا گیا کہ عین مصلحت سے یہ فعل کیا گیا۔ واقعی میں باپ دادا بہت تحقیق کرکے یہ کام کرتے ہیں لہذا اُن کے نکاح کیے ہوئے کو لڑکا لڑکی منسوخ نہیں کرا سکتے ہیں۔ البتہ علاوہ باپ دادا

دادا کے کارروائی محض مصلحت پر محمول نہین ہوتی ہے - لہذا اونکو اختیار دیا گیا کہ اگر چاہین نکاح منسوخ کرا لین پر شرط یہ ہے کہ بالغ ہوتے ہی نارضامندی ظاہر کرین جیسا کہ شفعہ مین فوراً بیع کی خبر سنتے ہی طلب مواثبت شرط ہے - یہانتک کہ اگر کوئی صغیر بن بالغ ہوگیا اور مدت کے بعد ناراضی ظاہر کرے تو وہ معتبر نہین اور اوسکا حق زائل ہوگیا اور بالغ ہونے مین بچہ کا قول معتبر ہے اگر اسمین اختلاف ہو کہ بالغ ہوا ہے یا نہین تو اوسکا قول معتبر ہوگا - عورت حیض کے آنے یا حاملہ رہنے سے بالغ شمار کیجاتی ہے اور مرد احتلام اور حاملہ کرنے سے بالغ شمار کیا جاتا ہے - اور اگر یہ علامات ظاہر نہون تو پندرہ برس کی عورت و مرد دونو اسطے منسوخی کے بالغ شمار ہوگا - مگر برس قمری کا اعتبار ہے شمسی کا نہین - یہ میعاد اعلیٰ درجہ کی ہے اس سے کم مدت مین بھی جبکہ علامات بلوغ ظہور مین آوین بالغ ہو سکتا ہے -

کفو اور غیر کفو کا بیان

مسئلہ ۳۹ - ولی دو قسم کا ہے ایک تو ولی نکاح اور دوسرا ولی فسخ - ولی نکاح تو صرف بلوغ تک ضروری ہے بعد بلوغ لڑکا لڑکی کو کچھ حاجت ولی کی نہین ہے - اور ولی فسخ بھی وہی ہین جن کو ولی نکاح کہتے ہین لیکن وہ بلوغ کے بعد بھی ولی ہوتے ہین کیا معنی اگر کوئی عورت جوان بھی غیر کفو سے نکاح کرے تو اولیا کو اختیار ہے کہ اوس نکاح کو منسوخ کرا دین کیونکہ اولیا کا اسمین ہتک ہوتا ہے لیکن نکاح قبل منسوخی صحیح و درست ہوگا - وہ حقوق جو متعلق نکاح ہین طرفین سے ثابت ہونگے اور منسوخی نکاح بیعدالت حاکم نہین ہو سکتی ہے -

مسئلہ ۴۰ - یہ ولایت صرف عورت کے اولیا ہی کو ہے کہ اگر غیر کفو سے نکاح کر لے تو نکاح منسوخ کرا دین اور شوہر کے اولیا کو نہین ہے کہ اگر اپنے کفو سے گھٹے ہوئے خاندان سے نکاح کر لے تو وہ بھی نکاح منسوخ کرا دین -

مسئلہ ۴۱ - کفارت درمیان شوہر اور زوجہ کے ان چیزون مین معتبر ہے - نسب اور اسلام اور مال اور دینداری اور پیشہ -

کفارت نسب کا بیان

مسئلہ ۴۲ - جو شخص ملک عرب کے رہنے والے ہین وہ غیر ملک عرب کے کفو نہین ہین - چونکہ ہندوستان میں اس کی تمیز پوری پوری نہین ہے کہ یہان کے شرفا کون سے قبیلہ عرب کے ہین لہذا لفقط عرب کے خاندان کے لوگ مطلقاً ایکدوسیر کے کفو ہین

تشریح

مسلمانون مین سب سے اشرف ذات وہ ہے جنکی اصل ملک عرب ہو - جیسا شیخ سید یہان ہین - پھر شیخ بھی بہت قسم کے ہین -

صدیقی - فاروقی - عثمانی - قریشی - علوی - انصاری - یہہ سب ایک کفو ہین کچھ فرق نہین اور جو قوم ایسی ہے کہ جزیرۂ عرب کی نہین ہے اور وہ مسلمان ہوگئی جیسے ترک مغل پٹھان یا جاٹ - رنگا - گوجر وغیرہ یہہ سب اون کے کفو نہین پس چونکہ شیخ اور سید دونون ملک عرب کے ہین ایک کفو شمار کیئے جاینگے -

مسئلہ ۴۳ پس جو شخص اشرف النسب ہین اگرچہ اونکا حسب اچھا نہو غیر اشرف النسب حسب والے کے کفو نہین ہین -

تشریح

نسب اور حسب مین یہ فرق ہی کہ نسب بنسبت باپ دادا کی اچھی ذات ہونیکے ہوتا ہے اور وہ کسبی نہین اور حسب جو جو خوبی ہو اور کسب سے حاصل ہوا ہو جیسا کوئی مولوی ہو یا حافظ ہو - علی ہذالقیاس - پس اگر شیخزادی کسی گھٹی ہوئی ذات کے مولوی زاہد سے نکاح کرے تو اوسکو اولیا کو اختیار منسوخی نکاح کا ہے کیونکہ وہ شخص اوسکا کفو نہین اگرچہ اوسکا حسب اچھا ہو -

مسئلہ ۴۴ - نسب مین اولاد باپ کی شمار کیجاتی ہے - اگر کسی عربی نے عورت ہندوستانی سے نکاح کیا تو اولاد اشرف النسب سمجھی جاویگی - گو بمقابلہ اوس کے کہ جسکے مان باپ دونون عربی ہون گھٹی ہوئی ہے -

تشریح

شرع شریف مین اولاد باپ کی ہے اور عورت مثل زمین کھیتی کے ہے اسی لیئے کسی شخص کی دختر کی اولاد یعنی نواسا نواسی اسکے خاندان مین بمقابلہ پسری اولاد شمار نہین کیجاتی ہے - ہندوستان مین شرفاء عرب جو کچھ آئے تھے بعض کی ساتھ عورات بھی آئی تھین اور بعض نے یہان کی عورتون سے نکاح کیا مگر وہ سب مخلوط ہوگئے اور سب ایک درجہ مین شمار کیئے جاتے ہین خصوصاً اس زمانہ مین نسب بالکل مجہول ہورہا ہے کہین کہین تو سلسلۂ انساب ہے ورنہ سب نام کو شریف ہین اور اپنی خاندان مین دوسری قوم کے داخل ہونیکو عار نہین سمجھتے ہین - نسب کی تمیز بہت مشکل ہے -

اسلام کا بیان

مسئلہ ۴۵ - جسکی ایک پشت یا دو پشت سے اسلام ہو وہ پرانے مسلمانون کا کفو نہین ہے اور تین پشت کا مسلمان پرانے مسلمانون کا کفو ہے -

تشریح

نو مسلم قدیم اسلام والون کا کفو نہین ہے گر نو مسلم دو پشت تک رہتا ہے لیکن جب تین پشت کا مسلمان ہوگیا قدیم الاسلام شمار

کیا جاویگا۔ اس سے یہہ مراد نہین ہے کہ جو تین پشت کا مسلمان ہوگیا وہ سب کا کفو ہوجاتا ہے بلکہ اپنی اوسی قوم کے پرانے مسلمانون کا کفو ہوگا جیسا کہ ہندوستان مین گوجر جاٹ۔ راجپوت ذات مین جو اس ذات کے پرانے مسلمان ہین وہ نومسلم کے کفو نہین ہین اور یہہ مطلب نہین ہے کہ جاٹ وغیرہ اگر پرانا مسلمان ہو وہ شیخزادہ کا بھی کفو ہوجاویگا ہان اسی قوم کا۔ اگر ملک عرب کا کوئی شخص ہو وہ مسلمان ہوجاوے تو تین پشت کا مسلمان پرانے مسلمانون کا کفو ہے۔

کفاءت مال کا بیان

مسئلہ ۴۶ کفاءت درمیان شوہر اور زوجہ کے مال مین بھی ہے۔ یعنی اگر عورت مالدار کسی کنگال محتاج سے نکاح کرلے تو اوسکے اولیا فسخ کرا سکتے ہین

تشریح

کفاءت مال سے یہہ مراد نہین ہے کہ جتنا مال زوجہ کے پاس ہو اتنا ہی شوہر کے پاس ہو بلکہ اتنا مال ہو کہ مہینہ بھر کا خرچ زوجہ کا دے سکے اور جو کچھ مہر معجل ہو یعنی جو رواج ہو کہ اول زوجہ کو دیا جاوے وہ دیسکے اگرچہ وہ اوسیکی قوم کا ہو۔ اس سے کوئی یہہ سمجھہ جاوے کہ عورت کا جب غریب سے نکاح ہو تو اولیا کو اختیار فسخ نکاح حاصل ہوگا اگر باپ بھائی وغیرہ کسی عورت کا غریب کنگال سے جو اونکی ذات کا بیٹا ہے نکاح کردین تو وہ نکاح جائز ہے کیونکہ ولی اقرب راضی ہوگیا۔ پھر کسیکو ولایت فسخ نہین ہے اس ولایت کا مدار ہتک اور عار پر ہے۔ جب ولی اقرب کو اوس سے عار اور ہتک نہو دوسرونکی عار اور ہتک کا کچھہ خیال نہین ہے۔ اسی طرح جو ولی مجاز نکاح ہو اوسکی رضامندی سے باقیون کا حق ساقط ہوجاتا ہے اور یہہ صورت وہان پیش آئیگی جہان عورت بلا رضامندی اولیا کے نکاح کرلے۔

مسئلہ ۴۷ درمیان شوہر اور زوجہ کے کفاءت دینداری مین بھی معتبر ہے یعنی اگر کسی فاسق فاجر سے عورت پاکدامن نکاح کرلے تو اولیا کو اختیار منسوخی نکاح کا ہے۔

تشریح

فاسق فاجر اوسکو کہتے ہین کہ گناہ کبیرہ مثل چوری۔ قمار بازی اور زنا علی الاعلان کرتا ہو اور اس فعل مین کچھ مطلقت سے عار نکرتا ہو اور لہو و لعب اور منشیات مین اتنا منہمک ہو جیسا پتنگ بازی اور شراب نوشی اور بھنگ و چرس وغیرہ جو ممنوع غیر بحق مین مجملہ اسمین داخل نہین ہے اگرچہ ممنوع ہے مگر یہہ جبتک ہے کہ اوسکے عقائد صاف ہون اگر ان افعال کو حلال سمجھکر کیا

ﮧ اسمین عالمگیری و درمختار کے باب الکفاءت کو دیکھو۔

یا اس سے ادنیٰ ممنوع شرع شریف کو حلال سمجھکر کرتا ہو وہ کافر ہے اوس سے نکاح ابتداہی سے جائز نہیں ہے پھر یہ کفاءت ابتدا ہی میں معتبر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سب کفاءت ابتدائی معتبر ہین۔ اگر بعد نکاح کفو نہین ہا تو اولیا فسخ نہین کر سکتے۔

مسئلہ ۴۸۔ پیشہ کی کفاءت بھی معتبر ہے رذیل پیشہ والا اگر عمدہ پیشہ والے خاندان کی عورت سے نکاح کرے تو اوسکے اولیا نکاح فسخ کرا سکتے ہین

تشریح

اعلیٰ اور ادنیٰ پیشہ موقوف رواج پر ہے بعض وقت کوئی کام معیوب ہوتا ہے اور دوسرے وقت معیوب نہین شمار کیا جاتا ہے البتہ جو پیشہ بہت ہی برے ہین مثل حجامی اور جاروبی اور سقہ وغیرہ یہ سب وقت مین معیوب ہین۔ ہان البتہ عطاری۔ بزازی جفت فروشی وغیرہ ایسے پیشون کا اعتبار رواج کا ہے اگر عرف مین کچھہ معیوب نہون توسب برابر ہین ورنہ کمی پیشہ کی وقت مین اختیار فسخ ہے اور فی الواقع دار و مدار اس اختیار فسخ کا اوپر ہتک اولیا کے ہے اگر ہتک کچھہ نہین ہے تو کچھہ اختیار نہین ہے۔ پر یہہ کفاءت پیشہ کی وہان معتبر ہے جنکا نسب معلوم نہو۔ اگر کوئی معلوم النسب مثل شیخ سید وغیرہ کوئی پیشہ کرنے لگے تو وہان معتبر نہین ہے اور کسی پیشہ کی طرف محض ایکدفعہ کار کرنے سے منسوب نہین ہوتا ہے بلکہ جبتک تین پشت نے برابر اوسی پیشہ کو نکیا ہو کبھی اوس پیشہ کی طرف منسوب نہو گا جو سوداگر مختلف پیشہ کرتے ہین کبھی کچھہ اور کبھی کچھہ وہ کسی پیشہ کی طرف منسوب نہین ہون گے۔ عرب مین کسی پیشہ کے لیئے ذات متقرر نہین تہی۔ ہندوستان مین بعض بعض پیشہ والے اوسی کام کی وجہ سے جدی ذات شمار کیئے جاتے ہین جیسے درزی۔ سقہ اور جو کوئی اور کام کرلیتا ہے اوسکو عطائی کہتے ہین۔

گواہون کے بیان مین

مسئلہ ۴۹۔ عقد نکاح کے لیئے کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت کی ضرورت ہے کہ اونکے سامنے ایجاب قبول ہو۔ اگر مرد و عورت بلا حضوری گواہون کے آپس مین راضی رضا ہوجاوین گے وہ نکاح نہین ہے اور نہ اوس پر حقوق نکاح مترتب ہون گے۔

تشریح

کوئی معاہدہ ایسا نہین کہ جس مین گواہ نفس وجود معاملہ کے مشروط ہون بجز نکاح کے کہ اسمین نفس وجود معاملہ ہی کے لیے گواہ

مشروط ہین اور معاملات مین گواہ ثبوت معاملہ کے لیئے درکار ہین کیا معنی اگر متعاقدین آپس مین اقرار ایجاب قبول کا کرین معاملہ پورا ہو گیا کچھہ گواہون کی حاجت نہین ہے بخلاف نکاح کے کہ اسمین اگر مرد و عورت ایجاب قبول کا بھی اقرار کرین اور کوئی گواہ اسکا نہو وہ نکاح نہین ہے اِسکی وجہ مسئلہ ۱۴ مین لکھی گئی ہے -

مسئلہ ۵۰ نکاح کا گواہ ہر مرد مسلمان ہو سکتا ہے خواہ فاسق فاجر ہو یا اور معاملات مین اوسکی گواہی قابل سند نہو جبکہ منکوحہ عورت مسلمان ہو اور اگر منکوحہ کافرہ اہل کتاب ہو تو ہر مسلمان اور ہر کافر جو اوسکی قوم کا ہو یا اوس سے اشرف ہو گواہ ہو سکتا ہے -

تشریح

نکاح مانند اور معاملات مثل بیع شرا نہین ہے کہ اُن مین گواہ عادل کی شرط ہے اور وجہ اوسکی وہی ہے کہ جو مسئلہ ۱۴ کی تشریح مین لکھی گئی کہ اور معاملات مین گواہ کی ضرورت واسطے ثابت کرنے اوس معاملہ کے ہے اور نکاح مین بغرض جرح کے اوس معاملہ کے گواہ کی ضرورت ہے پس وہ شخص جسکا اعتبار عدالت مین نرہا ہو یا وہ شخص کہ جو رشتہ دار قریب ہو نکاح کا گواہ ہو سکتا ہے البتہ مسلمان عورت کی نکاح کا گواہ کافر نہین ہو سکتا ہے - اگر عورت کافرہ ہو اور مسلمان سے نکاح کرے جیسے یہود و نصاریٰ اوسکی نکاح مین کافر گواہ ہو سکتا ہے اور فقط عورتون کی گواہی بھی نکاح مین معتبر نہین ہے جبتک کوئی مرد اون کیساتھہ جمع نہو -

مسئلہ ۵۱ نکاح کا گواہ وہ ہے کہ جو ایجاب قبول اُس مجلس مین اپنے کان سے سُنے اگر کوئی بہرا ہو اور دوسرا شخص اوسکو آواز سے بتادے وہ گواہ نہین ہے -

تشریح

عام لوگ نکاح کے گواہ اونکو کہتے ہین جو دو شخص وکیل کے ساتھہ آتی ہین حالانکہ وہ گواہ وکالت کے ہوتے ہین - اگر ولی خود آپ نکاح کرے یا عورت خود اپنا آپ نکاح کرا دے تو ان گواہون کی کیا حاجت ہے - نکاح کے گواہ صرف وہ ہوتے ہین جو اوس مجلس مین ایجاب قبول کو سُنین اب اس زمانے مین ایسا اندھیر ہے کہ ان مسائل کا کچھ علم نہین اول تو نوشہ ایسی ہلکی زبان سے قبول کرتا ہے کہ وہ آواز دوسرے کے کان مین سُنائی نہین دیتی ہے اور پھر اگر پاس کے دو ایک آدمی سنتے ہین تو وہ بچے ہوتے ہین - چاہیئے کہ نوشہ کے پاس ڈھیر سے آدمی بیٹھین ورنہ اس سارے مجمع مین ایک گواہ نہوگا اور نکاح منعقد نہین ہوگا اور اگر کسی شخص کے نکاح کو دو گواہ ہون

کتاب النکاح عالمگیری کا دیکھو -

ایک بہرہ ہو اوسکو دوسرا گواہ زور سے پکار کر کہے کہ نوشہ نے قبول کر لیا ہے اور وہ خود نوشہ کے قبول کی آواز نہ سُنے وہ ہرگز گواہ نکاح نہیں ہے اگرچہ بدن سے بدن ملا ہوئے بیٹھا ہو یہ معاملہ شرعی ہے اسمین عقل کو لڑانا فضول ہے اور عقل سے بھی یہ بات مخالف نہیں ہے کیونکہ بدون مشاہدہ گواہی عقلاً جائز نہیں ہے دوسرے کے قول پر گواہی مقبول نہیں ہے ہان البتہ ثبوت مہر مین کہ کتنا ہے اسمین اگر فریقین کی گواہی یا مستور الحال کی گواہی معتبر ہو وہ امر دیگر ہے کلام صرف انعقاد نکاح مین ہے وہ ہر قسم کے شخص سے ثابت ہوجاتا ہے -

مہر کا بیان

مسئلہ ۵۲ - نکاح مین مہر بھی ضروری ہے بلا مہر نکاح نہین ہوسکتا اور مہر واسطے انعقاد نکاح کے ضروری نہین ہے بلکہ واسطے بقاء نکاح کے ضروری ہے -

تشریح

ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی چیز کا مالک دوسیرے کو کچھ بدلہ لیکر یا بلا بدلہ کر دیوے مگر عورت کو جائز نہین ہے کہ اپنے عضو مخصوص کا شوہر کو مالک بلا عوض کر دیوے - اگر عورت نے ایسا کیا اور تمام شرائط ایجاب قبول اور گواہ کے بجالائی نکاح منعقد ہوجاویگا مگر مہر مثل لازم آویگا -

مسئلہ ۵۳ - کم سے کم مقدار مہر کی شرع شریف مین دس درہم ہین اس سے کم مہر نہین ہوسکتا ہے اور اگر اس سے کم کا کوئی مہر مقرر کرے تو دس درہم ہی مہر لازم ہوگا -

تشریح

دس درہم ساڑھے اکتیس ماشہ چاندی کے ہوتے ہین جو کچھ قیمت موافق سکہ رائج ہووے تجویز کی جاوے - اگر عورت کم پر رضامند ہوگئی تو بھی اتنا ہی آویگا ہان البتہ اگر بالکل مہر نہ ہوتا تو مہر مثل لازم آتا -

مسئلہ ۵۴ - یہ کچھ ضرور نہین کہ مہر مثل درہم ہی ہون بلکہ جو چیز کہ مال ہو اور اوسکی قیمت اتنی ہو یا زیادہ وہ سب مہر ہوسکتی ہین خواہ چاندی ہو یا سونا یا اور کچھ چیز ہو گھوڑا بھینس زمین وغیرہ -

تشریح

جیسا آجکل رواج ہو رہا ہے کہ مہر لاکھون سے باندھتے ہین اور اوس کے ساتھ دو دو دینار لگا دیتے ہین یہ بھی مہر ہوسکتا ہے

اور جنہون نے یہہ ایجاد کیا ہے اونکی یہہ غرض تھی کہ عورت زکوٰۃ سے بچ جاوے کیونکہ تانبے پہ بدون نیت تجارت زکوٰۃ نہین آتی
ہے بخلاف چاندی کے کہ اوسمین بلانیت سوداگری بھی زکوٰۃ آتی ہے اور قرض مین زکوٰۃ مالدار کو دینی پڑتی ہے پس جب کسی عورت کا
مہر ہزار دو ہزار مقرر ہوتا تو اوسکے وہ روپئے اوسکے شوہر کے ذمہ قرض ہوتے جب وصول ہوتے اوسکو تمام سالون کی زکوٰۃ
لازم آتی بخلاف ٹکون کے کہ وہ تانبا ہے اوسمین زکوٰۃ نہین آتی ہے۔ کیونکہ نیت تجارت نہین ہے۔

مسئلہ ۵۵ شریعت محمدیہ مین شراب اور سور اور مردہ مال نہین ہین یہہ مہر نہین ہوسکتی ہین۔

مسئلہ ۵۶ آزاد آدمی کی خدمت بھی مال نہین ہے وہ بھی مہر نہین ہوسکتا ہے۔

تشریح

جیسا کہ زید نے کسی عورت سے نکاح کیا اور ایک سال کی خدمت یا اوسکو ایک سال پڑھانا یا اور کوئی جان کی محنت اپنا مہر مقرر
کیا یہہ مہر نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ اور جان کی محنت کو کوئی مال نہین کہتا ہے
اس زمانہ مین بڑی خرابی یہہ پیش آرہی ہے کہ مہر کو ایک فرضی چیز سمجھ رہے ہین کوئی نہین سمجھتا ہے کہ یہہ واجب الادا ہے
بھلا غریب بیچارہ پچاس پچاس ہزار کے جو مہر قبول کر لیتا ہے اسکے کیا معنی ہین اگر اوس سے کہا جاوے کہ فلانا گانون پچاس ہزار
کا آتا ہے تو کبھی خریداری کو راضی نہووے گو اوسمین یہہ شرط لگائی جاوے کہ کما کر دیدینا۔ پس اصل مہر تو وہ ہے جو کہ ازواج
مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مقرر ہوا ہے اور باقی جو کچھ کرے تو ایسا ہو کہ قابل
ادا ہونا چاہیے۔ پہلے نوساجو گذر گئے اونکی لاکھون روپیہ کے مہر ہوتے تھے اور وہ گانون اور ریاستین مہر مین اپنی ازواج
کے نام لکھدیتے تھے اب اونکی اولاد جو مفلس قلاش ہین وہی رسم بجالاتے ہین حالانکہ اونکو اوسکا ادا کرنا آسان تھا ان سے کب
ہوسکتا ہے۔ انہین کہان طاقت ہے۔ پس ایسے لوگون کا نکاح فقط قول سے ہوا مہر کے ادا کا کیا احتمال ہے خلاصہ یہہ ہے
کہ افضل مہر تو وہ ہے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اور دختران کا ہوا اور اگر کچھ اور ہو تو وہ ہونا چاہیے کہ شوہر اوسکو
ادا کرسکے ظاہر بات ہے کہ ہر کوئی شخص اپنی طاقت کے موافق بوجھ اوٹھا سکتا ہے اوسمین بعضے بے کس لیس کہا کرتے مسلمانونکو
چاہیے کہ اول جب رشتہ کیا جاوے مہر کی بھی تصریح کردیا کرین۔ یہہ مہر جو اجکل مقرر کراتے ہین محض برائے نام ہوتے ہین کسی کو ادائگی کا
خیال نہین ہوتا ہے۔ اور بلاتحقیق قبول کر لینا یہہ خود دلیل ہے اکثا بجیات واجب الادا نہین ہے۔

مسئلہ ۵۷ مہر دو قسم کا ہے ایک مہر معجل اور دوسرا مہر موجل۔ مہر معجل اوسکو کہتے ہین کہ اول نقد دیا جاوے یا اوس کے

ادا کرنیکی کوئی میعاد نہو جب چاہے عورت وصول کر سکے - اور موجل اوسکو جو کسی میعاد پر ادا کیا جاوے -

تشریح

یہہ موقوف رواج پر ہے - ہندوستان مین اب کہین رواج مہر معجل کا نہین پایا جاتا ہے کہ جو کچھہ مہر مو نقد اوس مجلس مین دیا جاوے اگر ملک عرب مین ہو تو معلوم نہین - البتہ جسکو یہان بری کہتے ہین اوس مین جوڑا عروس کا اور کچھہ اور اشیا مثل دو چار عدد زیور کے بھی ہوتے ہین اگر اسکے اندر نیت تملیک ہوتی ہے تو بیشک یہہ مہر معجل شمار کیا جائیگا - مگر بعض بعض جگہہ جو دیکھا گیا تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مقصود نمایش ہوتی ہے - دوسرے کی چیزین بھی مستعار لیکر کارروائی کر لیتے ہین غرض یہہ ہے کہ وہ قسم جسپر قاضی نکاح منعقد کرتا ہی وہ کہین معجل نہین ہے - پس اگر عورت شوہر کے گھر جانے سے انکار کرے کہ جبتک میرا مہر نہ دے مین نہین جاتی ہون اوسکو نہین پہونچتا ہے اور اگر مہر معجل مقرر ہوا ہو تو اوسکو اختیار ہے خواہ تسلیم نفس سے پہلے یا پیچھے اپنے نفس کو روکے اور جہان مہر کچھہ معجل اور کچھہ موجل ہون تو بقدر معجل یہی حکم ہی اور جہان مہر مطلق ہو وہان عرف کے اعتبار سے دیکھا جاوے کہ ایسی عورتون کے کتنے موجل اور کتنے معجل ہی جو کچھہ ہو وہ معجل قرار دیا جاوے - کسی مقدار کا لحاظ نہین ہے -

ہمارے دیس مین تو مہر موجل بھی بلا تعداد اجل مقرر ہوتے ہین ان کے لیئے فقہا نے میعاد موت یا طلاق رکھی ہے پس اس زمانہ مین حالت قیام نکاح مین کوئی عورت جبراً مہر وصول نہین کر سکتی ہے - اگر یہہ عرف بدلجاوے تو البتہ اور کچھہ صورت ہوگی - مہر کو مسائل کا

مسئلہ ۵۸ - جب مہر مین وہ چیز جسکا مہر ہونا عند الشرع جائز نہین ہی دوسری اور اشیاء کے ساتھہ ملائی جاوے تو مہر صرف وہی اشیا ہونگی جس سے مہر مقرر کرنا جائز ہے اور باقی کلام لغو ہونگے -

تشریح

فرض کرو کسی نے مہر کچھہ شراب اور کچھہ روپیہ مقرر کیئے تو مہر صرف روپیئے ہونگے - اگر روپیہ مقدار مفروضہ سے کم ہوگا تو موجب مسئلہ ۵۳ اوسکی تکمیل لازم ہوگی -

مسئلہ ۵۹ - وجود مہر کا تو نکاح سے پیدا ہوتا ہے لیکن استحکام اور استقرار صحبت کر لینے سے یا خلوت صحیحہ شوہر یا وفات زوجین سے ہوتا ہے - عام ہی وہ صحبت خواہ حقیقی ہو یا حکمی ہو مثلاً عدت مین دوبارہ نکاح کرے دوسرا مہر پورا لازم آویگا -

تشریح

فرض کرو زید نے ہندہ سے نکاح دو ہزار روپیہ کے مہر پر کیا اب وجود مہر تو اس نکاح سے پیدا ہوا لیکن یہہ دو ہزار جب واجب الادا

ہونگے کہ جسوقت شوہر عورت سے صحبت کرلے یا خلوت صحیحہ حاصل ہوجاوے ۔ خلوت صحیحہ اوسکو کہتے ہین کہ شوہر زوجہ کے ساتھ ایسی جگہہ جمع ہو کہ اگر چاہے صحبت کرسکے اور مانع حسی اور مذہبی اور خارجی کوئی نہو کیا معنی زوجین سے کوئی بیمار نہو اور ہرگز اُسوقت مذہب کی رو سے صحبت کرنی منع نہو اور پردہ کا مقام ہو سب سی خالی ہو ۔ اگر دونوں اس طرح جمع ہوگئے ہون ۔ اگر مرد کو علم اسبات کا نہین ہے کہ یہہ میری زوجہ ہے وہ خلوت صحیحہ نہین اگر مرد کو علم اسبات کا ہی اگرچہ عورت کو علم اسکا نہو کہ یہہ میرا شوہر ہے خلوت صحیحہ ہوجاویگی ۔ پس اگر روزہ رمضان شریف یا احرام حج مین اگر دونوں اس طرح سے ملین وہ خلوت صحیحہ شمار نہین کیجاویگی اور مرض سے یہہ مراد ہے کہ جسکے سبب سے ہونیسے وطی دشوار ہو یا زیادتی مرض کی ہوجاوے ۔ اگر مرد کا آلہ تناسل بالکل نہو اور قابل صحبت نہو یا بچہ ہو تو عذر معتبر نہین ہے خلوت صحیحہ ہوجاویگی اور استحکام اور اُستوار سے یہہ مراد ہے کہ جب خلوت صحیحہ ہوچکی مہر پورا واجب ہوگیا ۔ اب اگر عورت کی طرف سی کوئی ایسا فعل بھی ہوجاوے کہ وہ اپنے شوہر پر آیندہ کو حرام ہوجاوے تب بھی مہر ساقط نہین ہوتا ہے جیسا کہ عورت اپنے شوہر کے بیٹے کو اپنی اوپر قدرت دیدے تب بھی مہر پورا آویگا بخلاف اوسکے کہ جب یہہ فعل قبل صحبت یا خلوت صحیحہ کیا جاوے تو اوس وقت مین اس عورت کو کچھ دینا لازم نہین آویگا ۔ اور اگر مرد قبل صحبت اور خلوت صحیحہ اپنے اختیار سے چھوڑدے تو جتنا مہر مقرر کیا ہے اوسکا آدھا دینا لازم آویگا ۔ اگر شوہر زوجہ مین سے کوئی مرجاوے تب بھی پورا مہر لازم آتا ہے ۔

مسئلہ ٦٠ ۔ شوہر کو اختیار ہے کہ اگر کچھ چاہے مہر مین زیادہ کردے اور عورت کو اختیار ہے کہ اپنے مہر سے جتنا چاہے کم کردے لیکن اس کا استحکام بھی بموجب مسئلہ ٥٩ صحبت کرنے یا خلوت صحیحہ یا وفات سے ہوگا ۔

تشریح

یہہ اختیار جب ہی ہوگا کہ نکاح باقی ہو اگر جدائی ہوگئی تو زیادتی کمی نہین ہوسکتی ہے کیونکہ مہر تمام ہوچکا اور نیز یہہ بھی عام ہے کہ جو کچھ اب زیادہ دیتا ہے وہ پہلی جنس سے ہو یا نہو مثلاً پہلے اوسکی زوجہ کا مہر دو ہزار روپئے تھے اب وہ دو سو بیگہہ زمین بھی مہر مین دیتا ہے سو اب سب مہر مین داخل ہوجاویگا ۔ بہت لوگونکو غلطی ہوتی ہے کہ اپنی زوجات کے نام اپنی جائداد بمقابلہ اونکی مہر کے فروخت کرتے ہین اور دین مہر تھوڑا ہوتا ہے اور جائداد زیادہ ہوتی ہے تو وہان شفیع کھڑا ہو کر اوتنے روپئے دے کر جبراً خرید لیتا ہے ۔ اگر اوس شخص کو جائداد دینی تھی تو اسطرح سے دیتا کہ جائداد داخل مہر دیتا ۔ اور جو جائداد خود مہر ہووے تو اوسمین شفعہ نہین ہے ۔ باب شفعہ مین اوسکا ذکر آویگا ۔ مگر عورت کا قبول بھی شرط ہے اور زیادتی جیسا کہ شوہر کرسکتا ہے اسی طرح

ولی بھی کرسکتا ہے مثلاً زید نے اپنے صغیر لڑکے کا خالدہ کا ہندہ سے دو ہزار پر نکاح کیا اب زید والد شوہر کو اختیار ہے کہ مہر مین جو کچھہ چاہے اور زیادہ کردے اور اگر طلاق زوجہ کو قبل صحبت کرنے یا خلوت صحیحہ کے دیجاوے تو نصف مہر بیچ زیادتی مجرا نہین ہوگی۔

مسئلہ ۱۶۱ - اگر کسی عورت کا بلا ذکر مہر نکاح ہویا نکاح مشروط اوپر نہونے مہر کے ہویا نکاح اسطرح ہو کہ تو مجھسے اپنی دختر کا نکاح کردے مین اسکی عوض مین اپنی ہمشیرہ کا تجھسے نکاح کردون اور مہر طرفین مین کچھہ نہین ہے تو ان سب صورتون مین نکاح سب صحیح ہین اور مہر مثل لازم آویگا بشرطیکہ صحبت یا خلوت صحیحہ ہوگئی ہو ورنہ صرف متعہ لازم آویگا۔

تشریح

یہہ پہلے ثابت ہوچکا ہے کہ مہر نفس وجود نکاح کے لیئے ضروری نہین ہے بلکہ بقاے نکاح کو لیئے ضروری ہے جہان کچھہ مہر مقرر نہو یا ممنوع شرع شریف مہر مقرر کیا جاوے تو وہان مہر مثل لازم آویگا اور مہر مثل اوسکو کہتے ہین کہ اس صفت کی عورتون کا اسکو باپ کے خاندان مین کیا مہر ہے اور مہر مثل مین اعتبار دس چیزون کا ہے - عمر اور جمال اور شہر اور وقت اور عقل اور دینداری اور کنواری اور علم اور خُلق اور اولاد یعنی جو ایسی عورتین ہین کہ اسی کی عمر کی اور ایسا ہی جمال ہو خاص اسی شہر کی رہنیوالی اور اسی زمانہ مین اور ایسی ہی عقل اور دینداری مین ہون اور جیسے یہہ کنواری ہے وہ بھی کنواریان ہون اور علم تہذیب اخلاق ایسی ہی رکھتی ہون اور کچھہ اولاد نہ رکھتی ہون جو اونکا مہر ہے وہ اسکا مقرر کیا جاوے اگر کسی صفت مین اختلاف ہو تو اوسکے مہر کی نظیر نہین ہوسکتی ہے مثلاً کنواری کے مہر کو رانڈ کے مہر سے مقابلہ نہین کرسکتے اور ایک شہر کے مہر کو دوسرے شہر پر قیاس کرسکتے ہین اور نہ پُرانے زمانیکے مہر کو اب کے زمانہ پر قیاس کرسکتے ہین - علی ہذالقیاس حسینہ جمیلہ عورت کا مہر مثل بدشکل عورت کے نہین ہوتا ہے خلاصہ یہہ ہے کہ مہر بمنزلہ قیمت شمار کرنا چاہیئے - اُن اوصاف کی بدلنے سے جب قیمت بدل جاوے تو مہر کیون نہین بدلیگا اور اسرواج نہین مہر مین کچھہ لحاظ ان صفات کا نہین بلکہ ایک جتھے اور برادری کا کچھہ مہر ہے اور دوسرے جتھے اور برادری کا کچھہ اور مہر ہے اور حسن وغیرہ کا کچھہ خیال نہین کرتے ہین پس مہر مثل اب کی زمانے سبھ کے موافق اوسکو کہتے ہین کہ جو مطلق مہر کہنے اور لینے سے سمجھہ مین آتا ہو - یہہ ایک قاعدہ شرع شریف پر موقوف ہے وہ یہہ ہے کہ جب کسی شے کی قیمت مطلق بیان کیجاوے تو وہ محمول غالب نقد پر ہوتی ہے جیسے کوئی شخص ایک روپیہ کی کوئی شے خریدے تو اوس سے مراد انگریزی روپیہ ہوگا - گو اوسنے تصریح نہین کی ہو علی ہذالقیاس مہر بھی وہی ہوگا جو علی العموم اوسکی قوم مین سب مقرر کرتے ہین یہ صورت دیگر ہوگی۔

لحاظ ہو۔ قاعدہ کلیہ ہے اگر تفریق نکاح صحیح مین قبل وطی یا خلوت صحیحہ ہوتی ہے تو نصف معین وقت عقد دینا لازم آتا ہے اگر نکاح
فاسد مین تفریق قبل از صحبت یا خلوت صحیحہ ہووے تو وہان کچھ لازم نہین آتا ہے بجز اسکے کہ عورت کو تین کپڑے دلوے پانچ درہم
کی قیمت کے اور نصف مہر مثل سے زیادہ قیمت کے نہون۔

مسئلہ ۶۲ - اگر اختلاف درباب تعیین مہر کے ہو تو دیکھنا چاہیے کہ مہر مثل کسی کے دعوی کی تائید کرتا ہی یا نہین اگر
کسی کے دعوی کی تائید کرتا ہو تو فریق ثانی کے ذمہ ثبوت ہی اگر ثبوت نہو فقط حلف سے دعوی فریق مؤید مہر مثل ثابت ہو جاویگا
اور اگر مہر مثل کسی کا مؤید نہین تو ہر ایک کے ذمہ بار ثبوت ہی جو اپنے دعوے کو ثابت کر دیگا اوسی کا حکم حاکم کر دیگا اور اگر
دونون ثبوت بہم پہنچاوین تو عورت کے گواہ مرجح سمجھے جاوین گے۔

تشریح

فرض کرو زید شوہر اور ہندہ زوجہ کے درمیان اختلاف دربارہ تعیین مہر ہے زید کہتا ہی کہ مہر ہزار روپیہ ہین اور ہندہ کہتی ہی دو ہزار
روپیے ہین اب دیکھنا چاہیے کہ اُن کے خاندان کا مہر مثل کیا ہے اگر وہ مؤید زوج کے دعوے کا ہو یعنی اوس کے دعوے کی برابر
یا کم ہو تو یہان زوجہ کو اپنے دعوی کے ثبوت کی حاجت ہی اگر زوجہ سے ثبوت نہوا تو شوہر کا دعوی بلا شہادت حلف لیکر ثابت
ہو جاویگا اور اگر مہر مثل عورت کے دعوے کا مؤید ہے یعنی اوسکے دعوے کے برابر ہے یا زائد ہے تو شوہر کو مثل صورت اول ثبوت
لازم ہی اور اگر مہر مثل دونون کے دعوون کے بیچ مین ہے تو ہر ایک اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرے جسنے اپنا دعوی ثابت کر دیا
اوسکا حاکم حکم کریگا اور اگر دونون کا ثبوت برابر ہے تو مہر مثل کا حکم کرے اور اگر مہر مثل بیچ مین ہو اور ثبوت کچھ کسی کے پاس نہ
تو دونون سے حلف لے - اگر دونون نے حلف کر لیا تب بھی مہر مثل کا حکم کرے اور ایک نے حلف کیا اور دوسرا حلف سے
انکار کرتا ہی تو حلف کرنیوالے کے دعوے کا حکم کرے پس دونون کو حلف خاص اوسی صورت مین آتا ہی جب مہر مثل کسی کا مؤید
نہو اور جس صورت مین ایک کے ذمہ حلف ہو اگر وہ حلف سے انکار کرے تو مخالف کا دعوی ثابت ہو جائیگا۔

مسئلہ ۶۳ - جس عورت کو صحبت کرنے اور خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دی جاوے اُسکا آدھا مہر بچتا ہے اور آدھا
مہر عقد نکاح کیوقت کا محسوب ہوگا اگر شوہر نے کچھ مہر مین بعد نکاح زیادتی کر دی ہو اوسکا آدھا نہین لیا جاویگا۔

تشریح

مسئلہ ۶۱ مین پہلے لکھا گیا ہے کہ زیادتی کا استقرار صحبت یا خلوت صحیحہ سے ہوتا ہے جب یہ دونون امر نہین پائے گئے تو وہ

زیادتی کا لعدم ہے پس اصل مہر جو ہوگا اُسکا آدھا ملیگا - اگر اختلاف درمیان تعین مہر ایسی حالت مین ہووے او ثبوت کسی دعوے کا نہو تو مہر ساقط ہوگا او متعہ شوہر پر واجب ہوگا کہ زوجہ کو دے اسلیے کہ مہر پہلے صحبت کرنے او خلوت صحیحہ سے استقرار قبول نہین کرتا پس اختلاف سے یہان مہر بالکل ساقط ہوگیا او متعہ لازم آیا او متعہ تین کپڑون کو کہتے ہین اور وہ کپڑے شوہر کی حیثیت کے مطابق ہوگا اگر امیر ہے قیمتی کپڑے دے اگر غریب ہے تو اوسی کے مطابق کپڑے دے لیکن اوسکی قیمت نصف مہر کے برابر نہو بلکہ کم ہو -

مسئلہ ۶۴ - اگر عورت شوہر کے سامنے مرجاوے تو اوسکا چہارم یا آدھا مہر ساقط ہوگا اُسکا شوہر خود وارث ہوجاویگا

تشریح

جب کسی کی زوجہ مرجاوے دو حال سے خالی نہین یا تو مرتے وقت اوس زوجہ کے اولاد ہے یا نہین اولاد بیٹا بیٹی دونون کو شامل ہے اور یہہ بھی ضرورت نہین کہ وہ اولاد اوس شوہر ہی کی ہو بلکہ جائز ہے کہ اوسکے پہلے خاوند سے ہو پس درصورت موجودگی اولاد شوہر کو چہارم حصہ ملتا ہے اور اگر اولاد نہو تو آدھا حصہ ملتا ہے - پس جیسا ترکہ مستورات او رکچہہ چیز ہے اسی طرح مہر بھی متروکہ سمجہا جاویگا -

مسئلہ ۶۵ - عورت کو یہہ بھی اختیار ہے کہ اپنا کُل مہر یا کم شوہر کو بخشدے اور فقط قبول سے ہی وہ مہر ساقط ہوجاویگا کچھہ اسکی حاجت نہین ہے کہ تجدید قبضہ کیجاوے -

تشریح

یہہ کچھہ ضرور نہین ہے کہ شوہر اول مہر زوجہ کو دیدے اور پھر زوجہ اوسکو بخشدے بلکہ جو دین شوہر کے ذمہ ہے وہ اوسکو سر سے ساقط ہوگیا - یہہ صورت دین پر ہوگی جب کہ مہر ایسی چیز ہو جو قابل قرض رہنے کے ہو - اگر مہر زمین وغیرہ ہو تو اوسمین بدون قبض ہبہ صحیح نہین ہوگا اور نہ اوسکا مہر موجل ہوسکتا ہے -

مسئلہ ۶۶ - اگر درمیان شوہر اور زوجہ کے اختلاف زیور مین واقع ہو - زوجہ کہے کہ مجھکو بطریق ہدیہ دیا اور شوہر کہے منجملہ مہر کے دیا تو قول زوج کا معتبر ہوگا -

تشریح

اگر اس قسم کا اختلاف لباس مین ہو تو زوجہ کا قول معتبر ہوگا اسمین ظاہر بھی ہے کہ بطور ہدیہ دیا ہوگا - اسیطرح جو چیزین ایسی ہون کہ کھانا

مسئلہ ۶۷ - عورت کو بعد مرنے شوہر کے اختیار ہے کہ اپنا مہر بخشدے لیکن جب اوسنے معاوضہ پالیا تو معاف کرنا لغو ہے شوہر کے سر سے اوّل ہی ساقط ہوگیا۔

تشریح

فرض کرو زید مرا اور اوسکی زوجہ نے بمقابلہ دین مہر بضامندی دیگر ورثہ قبضہ املاک کر لیا اور فی الواقع اوسکا متروکہ بھی اتنا ہی ہو کہ دین مہر ادا کیا جاوے یا کم ہو تو یہ عورت کا قبضہ بمنزلہ بیع شمار کیا جاویگا پس ایسی حالت میں معاف کرنا لغو ہے - اگر بلا رضامندی ورثہ قبضہ ہو متروکہ اوسکی دیت مہر سے زیادہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کا قبضہ بطریق مرتہن ہے ایسی حالت میں بعد مرنیکے بھی اگر مہر بخشدے تو صحیح ہے اسکی تفصیل باب عاریت میں لکھی جاویگی۔

نفقہ کا بیان

مسئلہ ۶۸ علاوہ مہر شوہر کے ذمہ روزمرہ کا خرچ دینا زوجہ کو ضروری ہے اور یہ خرچ دونوں کے حال کا اوسط ہونا چاہیئے اور مکان رہنے کیواسطے بھی علیحدہ چاہیئے۔

تشریح

یعنی اگر شوہر امیر ہے اور زوجہ غریب ہے تو خرچ غریبی سے زیادہ اور امیری سے کم ہونا چاہیئے اور مکان علیحدہ بھی شوہر کے ذمہ ضرور ہے اگر زوجہ بوجہ نہونے مکان یا خرچ روزمرہ کے تسلیم نفس سے انکار کرے تو اوسکو اسکا استحقاق پہونچتا ہے۔

مسئلہ ۶۹ - بسبب نہدینے خرچ روزمرہ کے حاکم جبرًا طلاق نہین دلا سکتا ہے البتہ عورت کو حکم دے کہ شوہر کے اوپر قرض لیکر اپنا خرچ چلا اوس خرچ کا ذمہ دار شوہر ہوگا یعنی حاکم کے فعل مختار کرنیسے اوسکو دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز نہین ہے۔

مسئلہ ۷۰ - خرچ شوہر کے ذمہ جبھی واجب ہوگا کہ عورت نے اپنا نفس تسلیم کردیا اور وہ عورت قابل صحبت بھی ہو عام ہے مرد خواہ قابل صحبت ہو یا نہو۔

تشریح

عورت کا قابل صحبت ہونا اس کے یہ معنے ہین کہ صغیرہ نہو اور اگر بوجہ شرعی یا مرض کے قابل صحبت نہو اوسکا اعتبار نہین ہے اوس صورت مین نان و نفقہ واجب ہے اور مرد خواہ بچہ ہو یا مجنون ہو جب عورت نے نفس تسلیم کردیا اوسپر نان و نفقہ واجب ہوگیا۔

مسئلہ ۷۱ - جب عورت نے بلا نفقہ شوہر اپنا گذارہ کسی طرح پر کر لیا تو اون ایام ماضیہ کا نفقہ شوہر پر واجب نہین جبتک اوسکو حاکم سے حکم قرض لینے کا شوہر پر حاصل نہو۔

مسئلہ ۷۲ - اگر شوہر غریب ہو اور نفقہ غریبوں کا سا واجب ہوا ہو بعد امیر ہو جانے کے نفقہ مثل امیروں کے آیندہ کو دے اسی طرح اسکا برعکس ہے -

مسئلہ ۷۳ - اگر عورت شوہر کے یہاں بیمار ہو جاوے یا اپنے گھر سے بیمار ہو کر شوہر کے یہاں چلی آوے یا اپنے ہی گھر ہے شوہر کو پاس آنے سے نہ روکے یا عورت قابل وطی ہو لیکن قابل دیگر استمتاع ہو یعنی بوسہ مساس کے لائق ہو اور وہ اپنا نفس تسلیم کرے یا عورت باپ کے یہاں رہتی ہو اور شوہر کو وطی سے منع نہین کرتی ہو اور وقت طلب شوہر اوسکے گھر جانے سے انکار نکرتی ہو - ان سب صورتون مین شوہر پر نفقہ واجب ہے -

مسئلہ ۷۴ - اور نیز نفقہ زوجہ کا اوس حالت مین بھی شوہر کے ذمہ واجب ہی جبکہ زوجہ نے اپنے نفس کو بوجہ دلا پانے اپنے حق کے روک لیا ہو -

مسئلہ ۷۵ - اگر عورت تسلیم نفس تمام دن رات یا بعض دن رات مین نکرے یا شوہر بلا عذر شرعی دیدنی اور استیفاء حق کے استمتاع عورت سے روکا جاوے جتنے دنون وہ فعل موجود ہوگا اون ایام کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہین ہے -

تشریح

عام ہے خواہ کوئی شخص اجنبی روکے جیسے غصب کی صورت مین یا خود عورت ہی اوسکا باعث ہو جیسا کہ عورت بلا رضامندی شوہر گھر سے بھاگ جاوے یا بلا وجہ سفر حج کرے یا کوئی مانع شرعی جو عورت کی جانب سے پیدا ہوا ہو جیسے عورت نے اپنے شوہر کے اصول یا فروع کو اپنے اوپر قدرت دیدی ہو - اگر مانع شرعی خود مرد کی جانب سے پیدا ہووے جیسا کہ مرد نے اپنی زوجہ سے ظہار کر لیا تو اس صورت مین نفقہ ساقط نہین ہوتا ہے -

مسئلہ ۷۶ - طلاق کی عدت مین زوجہ کا نفقہ بذمہ شوہر واجب ہوتا ہے کیونکہ شوہر کے حق کیواسطے روکی گئی ہے اور تفریق فسخ نکاح کی عدت مین یا موت کی عدت مین نفقہ واجب نہین ہے -

مسئلہ ۷۷ - اگر کسی مقدار پر خاوند بیوی مین مصالحت واقع ہوگئی پھر اگر عورت کا گذارہ اوسمین نہو سکے تو زیادہ مقرر کرا سکتی ہے اور مرد اوسیقدر دینے سے انکار نہین کر سکتا ہے بجز اس کے کہ مرد کا افلاس اچھی طرح حاکم کو معلوم ہوجاوے اور وہ کم کر دے -

مسئلہ ۷۸ - اگر حاکم نے حکم سے عورت کا کچھ نفقہ مقرر ہوگیا ہو لیکن عورت کو یہ حکم نہین ہوا کہ تو اپنے شوہر کے اوپر

قرض لیکر کھا - ایسا نفقہ خواہ کتنے ہی دنون کا ہو بعد مرنے شوہر کے یا بعد اوس فعل کے جس سے نفقہ ساقط ہوجاوے شوہر کے ذمہ واجب الادا نہین ہیگا -

مسئلہ ۷۹ - اگر کسی شخص کے کئی عورتین ہون اون مین باعتبار امارت وغربت فرق نفقہ مین ہوگا نہ کہ برابر شمار کیجائیگی

مسئلہ ۸۰ - نفقہ زوجہ کا جبتک دین واجب الادا نہو اوسکا ابرا یعنی شوہر کو بری الذمہ کردینا جائز نہین ہے -

تشریح

اگر کوئی عورت کسی سے نکاح کرے اور وہ یہہ شرط کرے کہ مین اپنے شوہر سے نفقہ نہ لونگی یا اثناء نکاح مین یہہ شرط کرے کہ مین آیندہ کو نفقہ نہین لونگی اور وہ نفقہ بحکم حاکم مقرر نہین تھا تو اس اقرار کی وہ عورت آیندہ زمانے کے لیئے پابند نہین کیجاتی ہے زمانہ آیندہ مین جب چاہے دعوی کرے اور اگر اوسکا نفقہ بحکم حاکم کچھ ماہوار یا سالانہ مقرر ہوگیا تھا اور اوس سے شوہر کو بری الذمہ کرے تو البتہ وہ اقرار صحیح ہے اوسپر پابندی لازم ہے - یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو کوئی دین جاری واجب الادا ہو اوسکا ابرا صحیح نہین ہے -

مسئلہ ۸۱ - عورت کو اختیار ہے کہ علیحدہ مکان شوہر سے (جسمین کوئی عزیز شوہر کا نہ آسکے) طلب کرے - اگر وہ تسلیم نفس مین یہی عذر پیش کرے قابل پذیرائی ہے -

مسئلہ ۸۲ - شوہر کو اختیار ہے کہ عورت کو اوسکے عزیز و اقارب کے پاس جانے سے روک دے لیکن اوس حد تک جسمین قطع رحم کی صورت نہو جاوے -

مسئلہ ۸۳ - عورت کو اپنے والدین بیمار کی خدمت جائز ہے اگرچہ شوہر نارضامند ہو - علی ہذالقیاس ہمکلام ہونا تمام عزیز اقارب سے جائز ہے خواہ شوہر نارضامند ہو

تشریح

خلاصہ یہہ ہے کہ عورت کو ان امور مین جو خلاف شریعت قرار دیئے گئے ہین اطاعت شوہر لازم نہین ہے اور وہ اونکی خلاف کرنے مین عورت کو نافرمان اور ناشزہ کہا جاویگا -

طلاق کے بیان مین

مسئلہ ۸۴ - طلاق اوس قید کے اوٹھانیکو کہتے ہین جو بسبب نکاح کے پیدا ہوئی ہو بشرطیکہ طلاق دینے والا عاقل بالغ ہو بچے اور باولے اور بیہوش اور سوتے کی طلاق معتبر نہین اور نہ اجنبیہ عورت اور باندی کو طلاق دے سکتے ہین - البتہ

وہ نشئیات ہیں کہ کھانا عند الشرع منع ہو اگر اونکے نشہ میں طلاق دیجاوے وہ نافذ ہوجاتی ہے -

تشریح

شرع شریف میں یہہ عتاب مرد نشہ لینے پر ہے کہ اوسکا قول اوسکی ضرر کے حق میں معتبر کیا گیا - اور اگر نشہ کسی حلال شئے سے ہوجاوے اوس نشہ میں اگر طلاق دے اوسکا حکم مبہوش کا سا ہے اوس سے طلاق نہیں واقع ہوتی ہے -



مسئلہ ۸۵ - خاوند بیوی کا علاقہ ایسا نہیں ہے کہ استمراری ہو اور قابل زوال نہو - بلکہ جب چاہے یہہ علاقہ منقطع ہوسکتا ہے بخلاف نسب کے کہ وہ منقطع کرنے سے قطع نہیں ہوتا ہے - اگر کوئی بھائی یا باپ - ماں سے نفی کرے کہ یہہ میرے رشتہ دار نہیں سب اقرار کالعدم ہیں

مسئلہ ۸۶ - طلاق دینے کا اختیار شوہر کو ہے عورت کو نہیں - البتہ اگر شوہر اپنا اختیار عورت کے سپرد کردے تو جہانتک سپردگی عمل میں آویگی اوس حد تک عورت کو اختیار ہے کہ نافذ کرے زیادہ کا منصب نہیں ہے -

مسئلہ ۸۷ - الفاظ طلاق کی دو قسم ہیں ایک صریح اور دوسری کنایہ صریح اوسکو کہتے ہیں کہ وہ لفظ خاص اسی کے لئے تجویز ہوا ہو اور کنایہ اوسکو کہتے ہیں کہ سوائے اس معنی کے کچھ اور بھی معنے ہوں -

تشریح

تمام الفاظ کی دو قسم ہیں کچھ لفظ طلاق ہی پر موقوف نہیں - اول صریح دوسری کنایہ صریح وہ ہے کہ جسکے معنے بلا نیت سمجھ میں آویں اور اس لفظ سے دوسری معنی سمجھ میں نہیں آتے ہیں جیسا کہ لفظ روپیہ اس سے اسکے معنے بلا نیت سمجھ میں آتے ہیں اور اب اسکو کوئی راحت القلوب کہے یہہ کنایہ ہے کیونکہ صریحی معنے راحت القلوب کے روپیہ کے نہیں ہیں - پس اسیطرح الفاظ طلاق بھی صریح اور کنایہ ہونگے جو کہ لفظ صریح ہیں ان میں نیت کی حاجت نہیں ہے یہانتک کہ اگر صریحی لفظ دوسری زبان کے بھی کہے اور معنے نہ سمجھے یا ہنسی میں کہے اور لہو و لعب مقصود ہو تب بھی طلاق ہوجاتی ہے کیونکہ ہر شخص اپنی زبان پر پکڑا جاتا ہے - نیت کا صریحی لفظ میں اعتبار نہیں -

مسئلہ ۸۸ - صریحی لفظ طلاق کے وہ ہیں جو عربی زبان میں اسی معنی کے لئے مستعمل ہیں اور علاوہ اس کے جو لفظ ہر ایک زبان میں اس معنی کے لئے خاص ہیں وہ بھی صریحی ہیں اوسمیں اعتبار عرف کا ہے ترجمہ کا نہیں ہے بعض لفظ ایسے ہیں کہ مرادف

ہوتے ہین لیکن ایک صریحی ہوتا ہے دوسرا نہین۔

تشریح

عربی زبان مین طَلَّقتُ اور تَرَکتُ قریب المعنی ہین مگر طلّقت لفظ صریح ہے اور ترکت نہین ہے اسیطرح فارسی مین بہت لفظ ہین علیٰ ہذا القیاس اُردو مین بہت لفظ ہین۔ پس بلحاظ محاورہ اور زبان کے اِس زمانے مین لفظ چھوڑ دینا اور آزاد کر دینا اُردو مین الفاظ صریحی طلاق ہین گو انکا ترجمہ عربی مین صریحی لفظ طلاق نہون۔ پس یہ بات محاورہ اور سمجھہ پر مبنی ہے کہ جو لفظ خاص اسی معنی کے لیئے لوگ بولتے ہون اور مجرد اوس کے بولنے سے یہی معنے سمجھ مین آتے ہون وہ صریحی ہین اور جو لفظ ایسے نہون وہ لفظ کنایہ ہین۔ مثلاً شوہر زوجہ کو کہے کہ مجھسے تجھسے کچھ واسطہ نہین رہا۔ یہ لفظ صریحی نہین ہین۔ ہزارون شخص یہ لفظ بولتے ہین اور معنی علاوہ طلاق مراد ہوتے ہین۔

مسئلہ ۸۹۔ صریحی لفظ سے بلانیت طلاق رجعی واقع ہوجاتی ہے لیکن تین سے کم طلاق مین شوہر کو اختیار ہے کہ اندر میعاد عدت کے اوسکو کسی قول یا فعل سے پھر رجوع کرے تو وہ زوجہ ہی رہتی ہے۔ اور کنایہ کے لفظ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے یعنی اندر میعاد عدت کے یا بعد کو نکاح سے پھر حلال ہو سکتی ہے بشرطیکہ تین سے کم طلاق دی ہون۔

تشریح

عورت سے خلوت یا صحبت کرنا یا شہوت سے بوسہ لینا یا زبان سے کہنا کہ مین نے طلاق سے رجوع کیا یہ سب رجعت شمار کیئے جاوینگے۔

مسئلہ ۹۰۔ طلاق جبتک ہو سکتی ہے کہ زوجہ اوسکے نکاح مین ہو۔ اگر نکاح سے باہر ہوگئی یا نکاح ہی منعقد نہین ہوا تھا تب طلاق سے کچھ ثمرہ مترتب نہین وہ قول لغو ہے اسیطرح اجنبی عورت کو طلاق دینی بھی..... قول لغو ہے اِلّا اوس صورت مین کہ طلاق کو معلق نکاح پر کیا ہو تو وہ تعلیق صحیح ہے۔

تشریح

اگر کسی نے اپنی عورت کو ایک طلاق دی پھر جب اوسکی عدت گذر جاوے دو طلاق اَور دیدی تو وہ دونون طلاق لغو ہین۔ کیا معنی وہ عورت مطلقہ ثلثہ شمار نہین کیجاویگی کہ بلا دوسرے شوہر اوسپر حلال نہو اسیطرح کسی شخص نے اپنی سالی سے جو دوسری زوجہ کے نکاح کرلیا اور پھر اوسکو تین طلاق دیدین تو وہ قول لغو ہے کیونکہ اوسکا نکاح ہی نہین ہوا تھا اب اگر اوسکی زوجہ مرجاوے تو وہ اپنی سالی سے بلا نکاح دوسرے خاوند کے نکاح کر سکتا ہے کیونکہ وہ اِسکی سالی مطلقہ ثلثہ شمار نہین کیجاویگی

علی ہذا القیاس کوئی شخص اپنی باندی کو طلاق دے وہ بھی لغو ہے کیونکہ اوسکی حالت نکاح سے نہین ہوئی ہے - ایسے ہی کوئی شخص ایک عورت غیر منکوحہ کو یون کہے کہ تجھکو مین نے طلاق دی اور پھر اوس سے نکاح کرے تو نکاح مین کچھہ خرابی نہین ہے، ہا اگر یون کہے کہ جو مین تجھسے نکاح کرون تو تجھکو طلاق ہے یہ تعلیق صحیح ہوجاویگی نکاح کرتے ہی طلاق عائد ہوگی اور مستحق نصف مہر کی ہوگی اور شوہر سے جُدی ہوجاویگی اور شوہر کو مُفت نصف مہر دینا پڑیگا -

مسئلہ ۹۱ - طلاق کے واسطے عورت کا حاضر ہونا شرط نہین اگر شوہر غائبانہ طلاق دے تب بھی طلاق ہوسکتی ہے اور میعاد عدت طلاق کے دن سے شمار کیجاویگی - عورت کی علم کی تاریخ سے نہین یہانتک کہ اگر عورت کو بعد گزرنے میعاد عدت کے خبر ہو تو کچھہ اور عدت اوسپر نہین آتی ہے -

مسئلہ ۹۲ - طلاق جس طرح زبان سے شوہر دیسکتا ہے اسیطرح بذریعہ تحریر بھی دے سکتا ہے اور اسکی میعاد بھی تحریر کے دن سے شمار کیجائیگی -

مسئلہ ۹۳ - اگر کوئی پڑھنے پڑھانے یا مشق کے لکھا نہین زبان یا تحریر مین لفظ طلاق لاوے اوس سے طلاق عائد نہین ہوتی ہے -

تشریح

کوئی شخص دوسرے کو پڑھاتا ہے اور اوسکو مونھہ سے یہہ نکلی طلقت امراتی - یعنی اپنی عورت کو طلاق دی - یا عبارت کاغذ پر کسیکو بطریق مشق لکھدی اور لکھنے والے یا پڑھانے والیکی زوجہ ہے اس سے طلاق نہین ہوتی ہے وہ تعلیم پر محمول ہے ہان البتہ اگر بروقت پڑھانے کے ہی اپنی عورت حاضر کی طرف اشارہ کرکے کہے چاہے معنی نہ سمجھتا ہو طلاق ہوجاویگی -

مسئلہ ۹۴ - جو شوہر اپنی زوجہ کو تین طلاق دیدے خواہ متفرق یا ایک دفعہ یا بائنہ یا رجعی پھر وہ عورت اوسکو حلال نہین تاوقتیکہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نکرے اور پھر وہ شوہر اوس سے صحبت نکرے اور اوسکو طلاق ندے اور عدت اوسکی نہ گذر جاوے - یا شوہر ثانی مرجاوے خواہ صحبت کی ہو یا نکی ہو -

تشریح

تین طلاق کے صرف یہی معنی نہین کہ زبان پر تین دفعہ لفظ طلاق کا آجاوے بلکہ ہر دفعہ اوسکا کہنا بطریق انشا ہو بطریق خبر نہو یہانتک کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو ایک طلاق دی اور ہزار آدمی کو سامنے بہ دفعات یہ خبر بیان کی وہ سب اوس اول طلاق کی خبر اور نقل ہین ایک ہی طلاق شمار کیجاویگی تاوقتیکہ دوسرا لفظ بطریق معاہدہ اور انشا نہو کبھی شبہ نہین ہے -

اگر تین طلاق ایک مرتبہ دی ہوں تو اوسمین بلاشبہ مغلظہ ہوجاویگی اگر متفرق تین طلاق دی ہوں تو جس عورت سے صحبت کرلی ہو وہ بیشک مطلقہ ثلثہ ہوجاویگی اور جس عورت سے صحبت نکی ہو وہ مطلقہ ثلثہ نہین ہوگی کیونکہ جب اوّل طلاق اوسکو ہوگئی وہ بالکل شوہر سے جدا ہوگئی دو طلاق جسوقت اوسکو دین وہ محل طلاق نہین ہے لہذا اوسکو یون کہا جاویگا کہ مطلقہ ثلاثہ نہین ہے -

مسئلہ ۹۵ - طلاق رجعی مین عورت اوسکی سب طرح منکوحہ ہی ہے کچھ پردہ وغیرہ شوہر سے ضروری نہین ہے مگر بہتر ہے کہ بروقت داخل ہونیکے اوسکو آگاہ کردیا کرے -

تشریح

رجعی کی ایسی مثال ہے کہ جیسے کوئی شخص کسی جانور کا کھونٹے سے رسا ڈھیلا کردے اور ظاہر مین وہ بندھا ہوا ہی معلوم ہووے لیکن جانور اگر چاہے جاسکتا ہے پھر اگر اوسکو کس دیا اور مضبوط بندھ گیا یہ معنی رجعت کے ہین اور اگر عدت گذر گئی تو وہ عورت جُدی ہوجاویگی یہ اسکے معنے ہین کہ جانور کُھل کر چلا گیا - بخلاف طلاق بائنہ کے کہ اوسکے یہہ معنے ہین کہ جانور کو کھونٹے سے کھول دیا ہوا اور بالکل جُدا ہوگیا ہو بدون باندھے پھر نہین رہ سکتا ہے یہان کسنے سے کام نہین چلتا ہے یہی معنی ہین کہ طلاق بائنہ مین بدون نکاح عورت حلال نہین ہے - رجعت یہان معتبر نہین ہے -

مسئلہ ۹۶ - جتنے لفظ کنایہ ہین سب سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے بجز تین لفظ کے کہ وہ یہہ ہین :- اعتدی - استبرئی رحمک - وانت واحدۃ - یعنی عدت مین بیٹھ یا اپنے رحم کو پاک کر یا تو اکیلی ہے - اور باقی کنایات سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے -

تشریح

کنایہ اوسکو کہتے ہین کہ علاوہ معنی طلاق کے اوس لفظ کے کچھ اور بھی معنی ہون - کنایہ سے جبتک نیت نکیجاوے یا حال دلالت نکرے طلاق نہین ہوسکتی ہے - دلالت حال اوسکو کہتے ہین کہ طلاق کا تذکرہ اس کلام سے پہلے ہو - یا شوہر ناراض غضبناک ہو یا عورت پر ہو رہا ہو - اب یہ دیکھنا چاہیے کہ کنایہ کے لفظ کے جو علاوہ طلاق کے اور معنی بھی ہوسکتے ہین وہ معنی ایا معنی طلاق کا مرد نے یا محض گالی ہین یا اور کچھ مثلاً اگر زوجہ نے شوہر سے کہا کہ مجھکو طلاق دیدے اور شوہر خفا ہوکر کہے کھڑی ہوجا یا چلی جا اس قسم کے الفاظ - ان کے ایک یہی معنی ہین کہ مین نے طلاق دیدی دوسرے معنے یہہ ہین کہ جھڑکتا ہے کہ ایسا سوال مت کر اور اگر اس عورت

کے جواب مین ایسے الفاظ کہے کہ تو بری ہے یا خالی ہے اِسکے ایک یہہ بھی معنی ہین کہ طلاق تجکو دی یا یہہ معنی کہ تو بھلائی اور حُسن وغیرہ سے بری خالی ہے - یہہ محض الفاظ گالی کے شمار کیئے جاوینگے - اور اگر عورت کے جواب مین یہہ کہا کہ اِعتدی اسکا ایک یہہ بھی معنی ہین کہ تو عدت مین بیٹھہ دوسرے یہہ معنے ہین کہ شمار کر کچھہ معلوم نہین کہ کس چیز کو شمار کرنا مراد ہے - آپ شمار کرنا یہ کوئی پہلے کلام کا رد ہے اور نہ کوئی گالی ہے - خلاصہ یہہ ہے کہ اگرچہ مطلق لفظ کنایہ مین نیت ضروری ہے لیکن شرع تین حال سے خالی نہین یا تو حالت رضامندی مین یہہ الفاظ کہیگا یا حالتِ غضب مین یا حالت تذکرہ طلاق مین پہلی حالت مین تینون قسم کے الفاظ سے طلاق واقع نہین ہوگی - حالتِ غضب مین پہلی دو قسم کے الفاظ محتاج نیت ہین اور تیسری قسم کے الفاظ مین بِلا نیت طلاق ہوجاتی ہے - اور حالت تذکرہ طلاق مین پہلی قسم کے الفاظ نیت کے محتاج ہین پچھلی دو قسم کے الفاظ سے بلا نیت طلاق واقع ہوجاتی ہے -

مسئلہ ۹۷ - طلاق نہ قابل ٹکڑے کرنے کے ہے اور نہ کسی مکان سے خصوصیت رکھتی ہے اور نہ تین سے زیادہ آزاد عورت کے لیئے ہے اور نہ دو سے زیادہ باندی کے لیئے ہے -

تشریح

اگر کسی نے ہزارواں حصہ طلاق کا دیا وہ پوری طلاق شمار کیجائیگی - اگر کسینے یون کہا کہ تجھے طلاق ہے فلانے گھر مین تو اوسیوقت طلاق ہوجائیگی اگر کسینے کسی عورت کو دو سو طلاق دیدین لس تین واقع ہونگی باقی کلام لغو شمار کیجائیگی -

مسئلہ ۹۸ - اگر کوئی لفظ نہ صراحتہً لفظ طلاق ہو نہ کنایتہً اور اوس سے کوئی شخص طلاق مراد لیوے طلاق واقع نہین ہوتی ہے جیسے یون کہے کہ مین تجھسے ناراض ہون اس لفظ کے معنے طلاق کے نہین ہین اور یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر لفظ سے وہی معنی قابل اعتبار ہوتے ہین کہ وہ معنی صراحتہً یا کنایتہً سمجھے جاوین -

مسئلہ ۹۹ - گونگے کی طلاق اگر وہ لکھنا نہین جانتا ہے اشارہ سے ہوسکتی ہے ورنہ بذریعہ تحریر دے - اسیطرح جو شخص بول سکتا ہو یا لکھہ سکتا ہو لیکن اوسنے زبان ہی ہلائی اور کوئی حرف پیدا نہین ہوا یا قلم کو لفظ طلاق لکھنے کی گردش ہی کی ہے مگر لفظ ظاہر نہین ہوئے - یا اوس شے جسپر لکھتا ہے قابل کتابت ہی نہین جیسے پانی ہوا - یا قلم مین وہ چیز نہین جس سے لکھے - ان صورتون مین طلاق نہین ہوتی ہے

تفویض طلاق کا بیان

مسئلہ ۱۰۰ - جب طلاق مرد کی صفت ہے اوسکا اختیار ہے کہ یہہ صفت دوسرے کو بھی منتقل کرسکے کیونکہ مالک شے اوسیکو

کہتے ہین کہ اوسکو اختیار استعمال کا بھی ہو۔ اوس انتقال کی تین صورتین ہین

مسئلہ ۱۰۱ اول یہہ کہ جس طرح صفت طلاق شوہر کو حاصل ہے بعینہ اس صفت کا دوسرے کو مالک کر دینا کہ وہ بھی مستقلاً اوسکی عورت پر طلاق نافذ کر سکی اسکو شرع شریف مین تفویض کہتے ہین۔ دوسرے یہہ کہ شوہر دوسرے کو اختیار دیدے کہ اس صفت کو ظاہر مین استعمال کر یگا۔ فی الواقع یہہ فعل میرا ہوگا اور تو میرا نائب شمار کیا جاوے اسکو توکیل کہتے ہین۔ تیسرے یہہ کہ شوہر ایک شخص کو اپنے الفاظ دیکر بطریق سفارت عورت کے پاس بھیجے کہ تو یہہ لفظ اوسکو سنادے اسکو رسالت کہتے ہین یعنی ایلچی ہونا۔

تشریح

تفویض اور توکیل اور ترسیل کا فرق معلوم ہوگیا کہ تفویض مین در صورت و در حقیقت شخص غیر ہی طلاق دینے والا ہوتا ہے موافق اوس منصب کی جو شوہر کیجانب سے حاصل ہوا اور توکیل مین مطلق تو یہی صورۃً ہوتا ہے لیکن در حقیقت طلاق دینے والا شوہر ہوتا ہے اور ترسیل مین در حقیقت اور در صورت طلاق دینے والا شوہر ہی ہوتا ہے شخص غیر محض ناقل ہوتا ہے پر شرط یہہ ہو کہ شوہر نے جسوقت اور جس مقدار اور جس کیفیت تک اجازت دی اوس سے شخص غیر تجاوز نکرے۔ پھر جب تفویض مین تملیک ہوتی ہے اسمین رجوع نہین ہو سکتا ہے اور شخص غیر مملک قابل معزولی نہین اور شوہر کے ابطال طلاق کرنے سے باطل نہین ہوتی اور مقید ایک مجلس کے ساتھ ہوتی ہے اور شخص غیر کے مجنون ہونے سے باطل نہین ہوتی بخلاف توکیل کے کہ اوسمین یہہ کوئی صورتین نہین چلتین۔ اسکا مطلب یہہ نہین کہ وہ شخص غیر بحالت جنون طلاق دے سکتا ہے بلکہ وہ تفویض باقی رہتی ہے جب اوسکو ہوش آویگا طلاق دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۰۲ تفویض طلاق تین طرح ہو سکتی ہے۔ تخییر۔ امر بالید۔ مشیت۔ تخییر مین ایک تو نیت طلاق دوسرے قید مجلس تیسرے شوہر یا زوجہ کے کلام مین لفظ نفس کا ضرور ہے مثلاً شوہر کہے اختیار کر تو اپنے نفس کو زوجہ کہے اختیار کیا مین نے یا شوہر کہے اختیار کر تو زوجہ کہے اختیار کیا مین نے اپنی نفس کو یا شوہر کہے اختیار کر تو اپنے نفس کو زوجہ کہے اختیار کیا مین نے نفس اپنے کو۔ غرض یہہ ہے کہ نفس کا لفظ یا تو ایک کے کلام مین ہو یا دونون کے کلام مین اگر کسی کے کلام مین نہین ہوگا طلاق نہین ہوگی جیسے شوہر کہے اختیار کر تو زوجہ کہے اختیار کیا مین نے۔ اور یہہ بھی ضرور نہین کہ نفس کا ہی لفظ ہو بلکہ جو لفظ اس کے ہم معنی ہو یا ایسا جزو ہو جس سے کل کو بیان کر سکین جیسے گردن اور روح وغیرہ ایسے جزو ہر ایک زبان مین مختلف ہین دریافت سے معلوم ہو سکتے ہین۔

تشریح

اس مسئلہ میں ایک مجلس ضرور ہے مگر فی الفور مثل شفعہ ضرور نہیں اگر مجلس ورانہ ہوا اختیار باطل نہیں ہوتا اگر مجلس مختلف ہو جاویگی اختیار باطل ہو جاویگا اور مجلس کا مختلف ہونا جیسا کہ وہاں دوسری جگہ چلے جانے سے ہو جاتا ہے اسی طرح دوسرے کام کو شروع کرنا اس سے بھی ہوتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جس سے اعراض پایا جاوے۔ اگر کھڑی تھی بیٹھ گئی یا اپنے ماں باپ کو مشورہ کے لیے بلایا تو اس قسم کے افعال کوئی دلیل اعراض نہیں ہے اور اگر بیٹھی تھی یہ سنکر کھڑی ہو گئی یہ دلیل اعراض کی ہے۔ اور اختیار کرتو اپنے نفس کو اس سے تین طلاق کی نیت شوہر نہیں کر سکتا ہے البتہ اگر شوہر تین دفعہ یہ لفظ کہے چاہے زوجہ کیسا ہی اختیار کرے تب بھی تین طلاق عائد ہو جاتی ہیں اور اس سے طلاق بائنہ واقع ہو گی رجعی نہیں ہو گی

مسئلہ ۱۰۳ - اگر جس میعاد تک تفویض عمل میں آئی تھی اسکے گذرنے کے بعد عورت کو معلوم ہوا اب عورت کو اختیار نہیں مثلاً غروب آفتاب تک تفویض مقید تھی بعد غروب آفتاب عورت کو خبر ہوئی ہو۔

مسئلہ ۱۰۴ اگر کسی نے اپنی زوجہ کو اس طرح اختیار دیا کہ جب میں تجھکو خرچ نہ دوں تجھکو اپنے نفس کا اختیار ہے جب چاہے طلاق دے لینا۔ یا کسی نے بوقت نکاح یا بوقت تحریر کابین نامہ یہ شرط کر لی ہو تو عورت کو بعد نہ دینے خرچ کے اختیار ہوگا کہ طلاق دے اور وہ طلاق بلا اختیار شوہر واقع ہو جاویگی علی ہذا القیاس کوئی عورت یہ شرط کرے کہ اگر میرے اوپر تو کسی اور عورت سے نکاح کرے تو اوسکو طلاق دینے کا مجھکو اختیار حاصل ہوگا یہ بھی شرط صحیح ہو گی۔

تشریح

اس زمانے میں یہ شرط بہت مفید اون عورات کو ہیں کہ جو کسی بدمعاش کے پلہ پڑ گئی ہیں اور اب زمانہ ایسا ہی ہوتا جاتا ہے کہ کثرت زنا کی بہت ہو گئی اور اپنی عورتوں کو بہت تنگ کرنے لگے اگر بوقت نکاح اس شرط کو کام میں لاویں تو بہت مفید ہے

مسئلہ ۱۰۵ لفظ امر بالید اور مشیت کے حکم مثل تخییر کے ہیں لیکن اتنا فرق ہے کہ امر بالید سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے اور مشیت میں طلاق عورت کے ارادے پر موقوف ہے اور نفس کے لفظ کا ذکر کسی کلام میں بیان بھی ضرور ہے اور نیز اوسے مجلس میں قبول کر لینا الا اوس صورت میں کہ شوہر نے تمام وقتوں کی اجازت دیدی ہو جیسا کہ یوں کہے کہ جب چاہے تو اپنے نفس کو طلاق دے لے اس صورت میں مقید بمجلس نہ ہو گی۔

مسئلہ ۱۰۶ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو بیٹی یا بہن کہے تو اس سے طلاق نہیں ہوتی ہے۔ البتہ اگر مثل بیٹی یا بہن کے

کہے اور نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہو جاویگی ورنہ نہین۔

مسئلہ ۱۰۷- اگر کوئی شخص اپنی عورت کو او طلاقن کہکے پکارے اگر وہ عورت پہلے طلاق دی ہوئی اس خاوند یا اور خاوند کی نہو تو بالیقین لفظ طلاق ہو جاویگا اور اگر پہلے بھی وہ طلاق دی ہوئی ہے تو اوسمین اگر شوہر ارادہ طلاق کرے تو طلاق ہوگی اور اگر ارادہ گالی کا ہے کہ یہ عورت اس صفت کی ہے تو یہی مراد ہوگی یعنی طلاق نہین شمار کیجائیگی۔

تشریح

اسکا ذکر مسئلہ ۱۰۳ مین پہلے بالتفصیل ہو چکا ہے وہان سے یہ قید محفوظ رکھنی چاہیے بخلاف اسکے کہ اگر بلا ارادہ پکارنے کے پورا لفظ طلاق اس طرح سے کہے کہ تجھکو مین نے طلاق دی یہ جتنی دفعہ کہے مستقل شمار کیا جاویگا۔

تعلیق طلاق کے بیان مین

مسئلہ ۱۰۸- شوہر کو اختیار ہے کہ طلاق کو کسی شے پر معلق بھی کردے کہ اگر فلان امر اسطرح ہو تو تجھکو طلاق ہے۔

مسئلہ ۱۰۹- جسوقت وہ معلق کرتا ہو اوسوقت عورت اوسکی زوجہ ہو اجنبیہ نہو الّا اوسصورت مین کہ طلاق کو نکاح پر ہی معلق کیا تو اجنبیہ کی بھی تعلیق صحیح ہے

تشریح

زید اگر ہندہ کو یون کہے کہ اگر تو فلانے گھر مین داخل ہوگی تو تجکو طلاق ہے۔ یہ تعلیق جب صحیح ہوگی کہ جسوقت یہ لفظ کہے ہندہ زید کی منکوحہ ہو ہان البتہ اگر ہندہ زید سے محض اجنبیہ تھی اور زید نے کہا کہ اگر مین تجھسے نکاح کرون تو تجھے طلاق ہے یہ تعلیق صحیح ہوگی نکاح ہوتے ہی طلاق ہو جاویگی کیا معنی آدھا مہر مفت ہندہ اڑا ویگی اگر اسیطرح ہندہ کو پندرہ بیس آدمی کہین تو ہندہ کو ایک مجلس مین بالتفریق سب سے نکاح جائز ہے اور سب سے نصف مہر کی مستحق ہوگی اور کسیکی زوجہ آخر مین نہین ہوگی کیونکہ ان سب کی طلاق قبل دخول ہوگی اور طلاق قبل دخول مین عدّت لازم نہین ہے کہ کچھ انتظار کرے اوسی وقت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور یہ طلاق رجعی نہین ہوتی ہے کہ شوہر پھر رجعت ہی کرلے۔

مسئلہ ۱۱۰- اور جس امر پر طلاق معلق ہو وہ امر معدوم ہو لیکن ہو سکتا ہو اگر موجود ہوگا تب بھی تعلیق ہوئی فی الحال طلاق ہو جاویگی۔ علی ہذا القیاس وہ امر جو نہین سکتا تب بھی وہ کلام لغو ہے۔

تشریح

زید اگر اپنی عورت کی طلاق کو عمر کے آنے پر معلق کرے تو عمر کا آنا ہو سکتا ہے لیکن اسوقت حاصل نہین اگر اوسیوقت حاصل ہو تو فی الحال طلاق واقع ہو گئی تعلیق نہوئی اور یون کہنا کہ اگر اونٹ سوئی کے سوراخ مین گھس جاوے تو تجھکو طلاق ہے یہہ کلام لغو ہے۔ جیسا کہ یہہ مثل ہے "نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچیگی"۔

مسئلہ ۱۱۱ تعلیق کا لفظ طلاق کے ساتھہ ملا ہوا ہو اگر بیچ مین سکتہ کرکے لفظ تعلیق کہے تو معتبر نہین ہوگی مگر اوس حالت مین کہ جب کسی شخص کی زبان مین لکنت ہو دیر مین لفظ منھہ سے نکلتے ہون۔

تشریح

یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر ایک شخص کے دو کلام ہون تو ان مین یا تو خلاف ہوگا یا نہین اگر خلاف نہین تو دونون کلام معتبر سمجھے جاوینگے خواہ ملاکر کہے ہون یا جدے جدے۔ اگر دونون کلام خلاف ہین تو دیکھنا چاہیئے کہ آیا دوسرا کلام پہلے کلام کو بالکل نابود کرتا ہے یا کچھہ باقی چھوڑتا ہے۔ اگر نابود کرتا ہے تو دوسرے کلام کا مطلقاً اعتبار نہین خواہ ملاکر کہے یا جدے جدے اگر پہلے کلام سے کچھہ باقی چھوڑتا ہے اوسکو استثنا کہتے ہین اگر ملاکر کہا تو معتبر کیا جاویگا ورنہ نہین مثلاً زید کہے عمر کے میرے ذمہ پچاس روپئے آتے ہین پھر کہنا کہ عمر کا کچھہ نہین آتا۔ یہہ رجوع اقرار سے اسکا کچھا اعتبار نہین۔ اگر یون کہتا کہ عمر کے میرے ذمہ پچاس روپئے ہین مگر دس۔ تو اسکا اعتبار کیا جاتا۔ چالیس واجب الادا شمار کیئے جاتے۔ اگر دیر مین مگر دس کہتا تو اسکا بھی اعتبار نہین۔ یہہ قاعدہ کلیہ کچھہ طلاق ہی پر منحصر نہین سب جگہہ جاری ہے۔ طلاق مین تعلیق بھی بمنزلہ استثنا ہے اسکو واسطے بھی متصل ہونا کلام مین جو جب اسی قاعدہ کے مشروط ہے۔

مسئلہ ۱۱۲ اگر طلاق کے لفظ کے ساتھہ فقط حرف شرط کہا اور شروط ذکر نہین کیا وہ کلام لغو ہے نہ فی الحال طلاق ہوگی اور نہ معلق۔ مثلاً کوئی کہے۔ تجھکو طلاق ہے اگر۔

مسئلہ ۱۱۳ جب تعلیق بجمیع شرائط صحیح ہوجاوے پھر باطل نہین ہوتی ہے جبتک وہ عورت ایسی حرام ہوجاوے کہ نکاح سے بھی حلال نہو۔ اور فقط نکاح کے نکلنے سے تعلیق باطل نہین ہوتی ہے

تشریح

اسکا یہہ مطلب ہے کہ آزاد عورت کو تین طلاق اور باندی کو دو طلاق شوہر۔۔۔ سے ایسا حرام کردیتی ہین کہ بلا واسطہ دوسرے شوہر کے نکاح سے بھی حلال نہین ہوتی اور اسکو مطلقہ مغلظہ کہتے ہین پس خلاصہ یہہ ہوا کہ تاوقتیکہ مطلقہ مغلظہ نہ تعلیق باطل

نہین ہوتی ہے مثلاً زید نے اپنی عورت ہندہ سے یہہ کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تجکو طلاق ہے - پھر گھر مین داخل ہونے سے پہلے زید ایک طلاق بلا تعلیق دیدے اور وہ عورت جدی ہوجاوے تو اس جدی ہونے سے اگرچہ وہ زوجہ نہین رہی مگر وہ تعلیق باطل نہین ہوئی کیا معنی اگر پھر زید اوس سے نکاح کرے اور وہ گھر مین داخل ہو تو موجب تعلیق اوسپر طلاق واقع ہوگی اور اگر زید گھر مین داخل ہونے سے پہلے اوسکو تین طلاق دیتا تو وہ تعلیق باطل ہوجاتی یعنی اگر دوسرے شوہر سے حلالہ کراکر پھر زید سے نکاح کرتی اور پھر گھر مین داخل ہوتی تو بموجب اُس تعلیق کے طلاق واقع نہین ہوگی - اسی طرح اگر زید اپنی عورت کو یہہ کہتا کہ جتنی دفعہ تو گھر مین داخل ہوگی تجہکو طلاق ہے - اگر اوس عورت پر تین طلاق واقع ہوچکین پھر شوہر ثانی سے حلالہ کراکر زید کے نکاح مین آئی اب طلاق نہین واقع ہوگی کیونکہ وہ تعلیق باطل ہوچکی -

مسئلہ ۱۱۴ - اگر مرد نے عورت کے کلام کا جواب دینے مین بشکل تعلیق الفاظ بیان کیئے وہ تعلیق نہین ہوگی فی الحال طلاق ہوجاویگی مگر شرط یہہ ہے کہ عورت مرد کا کلام طعن وطنز آمیز ہو مثلاً عورت نے کہا او بے غیرت مرد نے کہا اگر مین بے غیرت ہون تو تجہکو طلاق ہے - فی الحال طلاق ہوجاویگی - اگر کلام طعن آمیز نہو تو وہ تعلیق ہی شمار کیجاویگی - مثلاً عورت کہے کہ میرے اوپر دوسری عورت سی نکاح کرنا - مرد نے کہا اگر مین دوسری عورت سے نکاح کرون تو تجکو طلاق ہے - اسمین تعلیق رہیگی -

مسئلہ ۱۱۵ - اگر طلاق کو ایسے دو امر پر معلق کیا کہ اون سے واقعہ خالی نہین ہے بالیقین طلاق ہوجاویگی - اگر واقعہ اُن دو امر سے خالی ہوسکتا ہے تو طلاق نہین ہوگی جیسے کہے اگر زید کل آوے یا نہ آوے تجہکو طلاق ہے تو طلاق واقع ہوجاویگی اور اگر یون کہے - اگر تو مجکو دوست رکھے یا دشمن تو تجکو طلاق ہے - اسمین طلاق نہین ہے جائز ہے کہ نہ دوستی رکھتی ہو اور نہ دشمنی بلکہ بیچ بیچ مین ہو -

مسئلہ ۱۱۶ - اگر اول صورت تعلیق منعقد ہوگئی پھر بعد وقوع شرط محال ہوجاوے تب بھی آیندہ کو تعلیق لغو ہوجاویگی مثلاً کسی نے کہا کہ اگر تو زید سے کلام کرے تو تجہکو طلاق ہے پھر زید مرگیا تعلیق لغو ہوگئی -

طلاق المریض کا بیان

مسئلہ ۱۱۷ - اگر مریض مرض الموت مین اپنی عورت کو طلاق بائن یعنی چاہے طلاق ہوسکتی ہے مگر اوسکا اثر عدت کے گذرنے تک کچھہ نہین یعنی اگر مریض اہین عدت کے مرجاویگا تو وہ عورت وارث ہوگی اور طلاق رجعی مین تو عورت انقضائے عدت تک زوجہ ہی کے حکم مین رہتی ہے اور اسمین مریض اور صحیح کا ایک حکم ہے -

تشریح

مرض الموت کی تفصیل باب وصیت مین لکھی جاویگی مگر اتنا یہان جاننا چاہیئے کہ اوسکو حالت یاس کی ہوگئی ہو تمام وارثون مین سے کوئی ایسا نہین ہے کہ اسکا رشتہ قطع ہوجاوے بجز زوجہ کے کہ اسکا رشتہ قطع کرنے سے قطع ہوسکتا ہے لیکن مرض الموت مین حق ورثہ مریض کے مال سے متعلق ہوجاتا ہے اسیواسطے برعایت ورثہ وصیت تہائی مین نافذ ہوتی ہے پس ایسی حالت مین اوس کی وراثت کا انقطاع پورا پورا موثر نہین البتہ جو تفریق عورت کی طرف سے عمل مین آوے یا وہ شوہر کو اپنی خوشی سے آمادہ طلاق پر کرے تو بلا شک اوسکا حق منقطع ہوجاتا ہے - مگر مرض الموت مین یہ بھی ضرور ہو کہ مریض کو اپنی زندگی کا احتمال ضعیف ہو اگر بالکل احتمال زندگی نہ ہے جیسا کسی کو قصاص مین قتل کا حکم ہوگیا یا کسی جانور نے پکڑ لیا یا لڑائی مین مقابلہ کو قوی دشمن کے سامنے کھڑا ہوا ایسے وقت کی طلاق بالکل موثر نہین ہے -

مسئلہ ۱۱۸ - پس جو تفریق عورت کیجانب سے ہو جیسا دعوی خیار بلوغ اور خیار عتق یا دعوی منسوخی النکاح بسبب نہ یعنی نامرد شوہر کے یا بتراضی طرفین ہو جیسے خلع اور مباراۃ اور طلاق بعوض مال ان سب صورتون مین عورت وارث نہین ہوگی - علی ہذا القیاس اگر مریض نے طلاق کو عورت کی کسی ایسی فعل پر معلق کیا جو اوس عورت کو ضروری نتھا جیسے یون کہے کہ اگر تو زید کے یہان جاوے تو تجکو طلاق ہے - اگر عورت نے وہ فعل کیا تو سمجھا جاویگا کہ از خود اوس نے طلاق لی اسمین اس کی کچھ خصوصیت نہین کہ مرض الموت مین اس معاملہ کا انعقاد ہوا یا کہ صحت مین -

مسئلہ ۱۱۹ اگر مریض نے اپنے فعل پر طلاق کو معلق کیا یا عورت کے ایسے فعل پر جو کرنا عورت کو ضرور ہے خواہ باعتبار مذہب جیسے نماز روزہ وغیرہ یا باعتبار حاجت بدنی جیسے کھانا پینا وغیرہ یا معلق کیا اجنبی شخص کے فعل پر خواہ وہ فعل اوسکو ضروری ہو یا نہو یا معلق کیا کسی وقت پر ان سب صورتون مین عورت وارث ہوگی - اگر شرط کا وقوع مرض مین ہووے عام ہے جسوقت تعلیق کی اوسوقت مرض ہو یا نہو -

تشریح

ان سب صورتون مین عورت کی جانب سے تفریق نہین ہے مرد ہی جدا کرنا چاہتا ہے - اگرچہ ایک صورت انمین ایسی بھی ہے کہ عورت کے فعل پر ہی طلاق معلق ہے مگر چونکہ وہ فعل عورت کو کرنا ضروری ہے اسواسطے وہ معذور سمجھی گئی اوسے یہ نہین کہا جاویگا کہ اوسنے از خود طلاق لی -

مسئلہ ۱۲۰ اگر تعلیق اور شرط دونون صحت مین ہون عام ہے کسی شے پر معلق کیا ہو یا کسی فعل غیر ضروری عورت پر معلق کیا ہو عورت وارث نہین ہوگی۔

تشریح

زید نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین فلان کام کرون تو تجکو طلاق ہے اور زید نے جسوقت وہ کام کیا اور جسوقت یہہ بات کہی تھی دونون وقت تندرست تھا وہ عورت وارث نہوگی۔

مسئلہ ۱۲۱ اگر تعلیق صحت مین ہو اور شرط مرض مین۔ اگر شوہر کے کسی فعل پر معلق کیا گیا ہے تو وارث ہوگی عام ہے خواہ وہ فعل ضروری ہو یا نہو۔

تشریح

زید نے بحالت تندرستی اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین عمرو سے کلام کرون تو تجکو طلاق ہے اور حالت مرض مین اوسنے عمرو سے کلام کیا چونکہ یہہ کلام کرنا کچھ ضروری نہ تھا لہذا اسکو ایسا سمجھا کہ عمداً آپ ہی طلاق دی ہے اور وجہ سے منقطع ہونا چاہا لہذا وہ وارث ہوئی اور اگر اپنے ہی فعل ضروری پر معلق کرتا تب بھی معذور تھا اوسوقت مین بھی وارث ہوتی۔

تنبیہ

یہہ کل ۱۶ سولہ صورتین ہین کیونکہ طلاق یا تو کسی وقت کے آنے یا کسی فعل شوہر یا زوجہ یا شخص اجنبی پر معلق کیجاوے اور پھر ہر ایک کی چار چار صورت ہین یا تو تعلیق اور شرط دونون مرض مین ہون یا صحت مین یا تعلیق مرض مین اور شرط صحت مین یا بالعکس پس چار کو چار مین ضرب دینے سے سولہ احتمال ہوگئے۔ انہین سے جونسی صورتین شوہر کیجانب سے جدائی سمجھ مین آوے اوسمین عورت وارث ہوگی ورنہ نہین اسیواسطے شوہر کا نام فار یعنی بھاگنے والا اور زوجہ کا زوجۂ فار ہے۔

رجعت کا بیان

مسئلہ ۱۲۲ شوہر کو بلا رضامندی زوجہ اختیار ہے کہ بابین عدت طلاق رجوع کرے خواہ وہ رجوع فعل سے ہو یا قول سے۔

تشریح

شرع شریف مین چونکہ طلاق سب حلال چیزمین سے بری ہے لہذا طلاق دینے والیکو اوسپر مثل اور اقرارات کے پابند نہین کیا گیا اوسکے لیئے میعاد مقرر کردی گئی کہ اگر چاہے اوس میعاد مین اپنے قول سے رجوع بھی کرلے۔

مسئلہ ۱۲۳ رجوع کے لیئے ضروری ہے کہ آزاد عورت کے لیئے تین سے کم اور باندی کے لیئے دو سے کم طلاق صریحی دی ہو

ورنہ رجوع نہین ہو سکتا ہے۔

تشریح

اگر کسی نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی اوسمین رجعت نہین عام ہے خواہ ایک بائن دی ہو یا زیادہ۔ اگر طلاق صریحی دی اور تین طلاق آزاد عورت کو اور دو طلاق باندی کو دی تب بھی رجعت نہین ہو سکتی ہے اور باقی صورتون مین رجعت ہو سکتی ہے۔

آجکل کے زمانہ مین باندیان اور غلام کہین نہین ہین خصوصاً ہندوستان مین تو ہرگز نہین جو لوگ قحط مین غریبون کے لڑکے لڑکیان مول لیتے ہین وہ شرعی باندی غلام نہین ہین اور اونکے احکام مثل آزادون کے ہین۔

مسئلہ ۱۲۴ - جن جن حالتون کی طلاق صحیح ہو اون مین رجعت بھی صحیح ہے بجز اسکے کہ طلاق مجنون اور سوتے ہوئے کی صحیح نہین ہو اور رجعت فعل سے اونکی صحیح ہے یعنی اگر شوہر بوقت صحبت کرنے کے باولا ہو یا سوتا ہو عورت نے اوسکا آلہ داخل کر لیا انمین رجعت صحیح ہو جاویگی۔ اگر مجنون اور سوتا ہوا زبان سے کہتا تب رجعت صحیح نہین تھی۔

مسئلہ ۱۲۵ رجعت اون فعل سے ہوتی ہے جسکے کرنے سے حرمت مصاہرت ہو جاوے یعنی رشتہ سسرالگی ثابت ہو جاوے۔

تشریح

وہ افعال نکاح کے باب مین تفصیل سے لکھے گئے جیسا کہ عورت سے صحبت کر لی یا شہوت سے بوسہ لینا یا اوسکی فرج کو شہوت سے دیکھنا اور پاخانہ کے مقام کو شہوت سے دیکھنا اوسکا یہ حکم نہین البتہ اوسمین دخول کرنا بمنزلہ دخول فرج در بارہ رجعت قرار دیا گیا ہے۔ عورت کا برضامندی شوہر بوسہ لینا مثل شوہر کے بوسے کے ہے اوس سے رجعت ہو جاویگی۔

مسئلہ ۱۲۶ - جب رجعت کا حق شوہر کو عند الشرع حاصل ہے اگر شوہر بوقت طلاق حقِ رجعت چھوڑ دے تو وہ چھوٹتا نہین ہے پھر اختیار ہے کہ رجعت کر لے۔

تشریح

مثلاً زید نے اپنی عورت کو طلاق دی اور یہ کہا کہ مین رجعت نہین کرونگا یا مجھکو حقِ رجعت نہین ہے اس کہنے سے رجعت ساقط نہین ہوتی ہے۔

مسئلہ ۱۲۷ - شوہر کے واسطے عمدہ بات یہ ہے کہ رجعت قول سے کرے اور اوسپر گواہ کرے پھر اوس سے صحبت کرے اور فقط صحبت ہی کی ہو تب بھی جائز ہے۔ اگر کسی نے عورت کو طلاق دی ہو اور پھر رجعت کر لے اور عورت کو نہ طلاق کا علم ہو نہ رجعت کا

تب بھی رجعت صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۸ - اگر بحث اس امر کی ہو کہ رجعت ہوئی یا نہیں تو دیکھنا چاہیئے کہ اگر یہ بحث بعد گذرنے عدت کے ہے تو قول بلا حلف عورت کا معتبر ہے اور ثبوت شہادت مرد کا موثر ہے۔ اگر بابین عدت ہو تو مرد کا قول معتبر ہے۔

تشریح

فرض کرو زید کہتا ہے کہ میں نے ابین میعاد عدت رجوع کر لیا اور ہندہ کہتی ہے رجوع نہیں کیا اور یہ مسئلہ فریقین ہے کہ بروقت تنازعت میعاد عدت گذر چکی ہے۔ پس اگر دونوں کے پاس کچھ ثبوت نہیں ہے تو عورت کا قول بلا حلف معتبر ہوگا اور وہ بائنہ ہو جاویگی اور جو شوہر نے بگواہی گواہان ثابت کر دیا کہ میں نے اندر میعاد عدت کی رجوع کر لیا تھا تو اوسکی گواہ معتبر ہونگے۔ اگر بابین عدت یہ تنازعت ہے پس شوہر کے قول کا اعتبار کیا جاویگا کیونکہ اوسکو اوسوقت بھی منصب رجوع کا ہے عورت کے انکار سے کچھ ثمرہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۹ - اگر بحث اس امر کی ہو کہ بروقت رجوع میعاد عدت گذر چکی تھی یا باقی تھی تو مرد کے قول کا اعتبار کیا جاویگا۔

تشریح

فرض کرو زید نے جمعہ کے روز رجوع طلاق سے کیا۔ ہندہ اوسکی زوجہ نے کہا کہ میری عدت جمعرات کو پوری ہو چکی تھی اور زید کہتا ہے کہ نہیں ہفتہ کو عدت پوری ہوئی۔ بابین میعاد میں نے رجوع کیا ہے تو شوہر کے قول کو معتبر سمجھنا چاہیئے۔ یہ مسئلہ جب ہے کہ شوہر نے جسوقت رجوع کیا اوسکے بعد عورت نے یہ عذر کیا ہو کہ میری عدت گذر چکی ہے اور جو عورت پہلے اقرار گذرنے عدت کا کر چکی ہو اور اوس کے بعد شوہر رجوع کرے اور مدعی ہو کہ عدت ابھی نہیں گذری تو شوہر کے قول کا اوسوقت اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۰ - اگر رجعت کے صریحی لفظ ہوں تو بلا نیت بھی مثل اور معاملات کے صحیح ہے اگر کنایہ ہو تو بلا نیت صحیح نہیں ہے کنایہ اس قسم کے الفاظ ہیں:- تو میرے نزدیک ایسی ہی جیسی کہ پہلے تھی اور تو میری عورت ہے۔ اور نکاح کے لفظ سے بھی مثلاً یوں کہے کہ میں نے تجھسے نکاح کیا۔ رجعت ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۳۱ - اگر کسی شوہر نے طلاق سے رجوع کر لیا ہو اور زوجہ کو اطلاع نہیں کی ہو تو اگر وہ زوجہ بعد گذرنے عدت کے دوسرے خاوند سے نکاح کر لے اور وہ اوس سے صحبت بھی کرے تب بھی وہ پہلا شوہر فسخ نکاح کرا سکتا ہے اور بعد گذرنے عدت کے بھی اوسکو اپنے تحت میں لا سکتا ہے۔

باب رجعت درمختار اور ہدایہ کا دیکھو

مسئلہ ۱۳۲ - اگر شوہر زوجہ سے کہے کہ مین نے کل رجعت کی عورت انکار کرے وہ انکار معتبر نہین ہان اگر شوہر اوسوقت اقرار رجعت کرے اور عورت فی الفور کہے کہ میعاد رجعت گذر چکی - عورت کا قول معتبر ہوگا - اگر سکوت کے بعد کہے تو معتبر نہین

مسئلہ ۱۳۳ - جس عورت کی عدت حیض سے شمار کیجاتی ہو اگر حیض دس دن پوری مدت مین منقطع ہوا ہے تو معاً حیض اخیر کے گذرتے ہی میعاد عدت ساقط ہوجاویگی - عام ہے عورت نے غسل کیا ہو یا نہین - اگر بعد انقطاع حیض اور قبل غسل شوہر رجعت کرے اوسکو منصب نہین -

مسئلہ ۱۳۴ - اگر دس دن سے کمتر مین حیض منقطع ہوا ہے تو فقط انقطاع حیض سے میعاد رجعت نہین ختم ہوتی بلکہ عورت کے غسل یا گذرنے وقت صلوٰۃ پر میعاد ختم ہوتی ہے - اگر کسی نے بعد انقطاع حیض اور قبل غسل رجعت کی وہ جائز ہے اور غسل تو بھی جب منقطع ہوگی کہ جب آیندہ کو حیض نہ آوے اور اگر حیض آگیا تو کہا جاویگا کہ عورت کی عادت بدل گئی اور وہ غسل درمیان تھا

مسئلہ ۱۳۵ - جو عورت پابند شریعت غرّا نہو خواہ بوجہ کفر یا بسبب اختلال عقل اوسکی میعاد رجعت اخیر حیض کے منقطع ہونے سے ختم ہوجاتی ہے عام ہے خواہ وہ حیض دس دن مین ختم ہوا یا کم مین مثلاً یہودیہ یا نصرانیہ مجنونہ یا بیہوش ہو

مسئلہ ۱۳۶ - اگر عورت حاملہ کو طلاق دی گئی فی الفور وضع حمل ہو اگر وہ گوشت کا لوتھڑا ہے تو میعاد رجعت باقی ہے اگر اعضا پیدا ہوگئے ہین تو میعاد رجعت ساقط ہوگئی -

مسئلہ ۱۳۷ - جس عورت کو طلاق بائنہ دی گئی ہو اوس سے رجعت کرنیکا اختیار نہین لیکن اگر تین سے کم دی گئی ہون تو نیز عدت اور بعد گذرنے عدت کے اوس سے نکاح جائز ہے -

مسئلہ ۱۳۸ - عورت مطلقہ ثلثہ بلا حلالہ پہلے شوہر کو حلال نہین ہے اور حلالہ اوسکو کہتے ہین کہ دوسرے شوہر سے نکاح صحیح کرے اور وہ اوس سے صحبت کرے عام ہے شوہر ثانی خواہ بالغ ہو یا قریب البلوغ ہو یا خصّی ہو غرض یہہ ہے کہ دوسرے شوہر کو یہہ ضرور ہے کہ اوس سے صحبت کرے خواہ اوسکو انزال ہوا یا نہو - یا دوسرا شوہر مرجاوے تو صحبت کی ضرورت نہین ہے -

مسئلہ ۱۳۹ - نکاح بشرط تحلیل جائز ہے گو اسمین شبہہ نکاح موقت کا ہے مگر عمدہ حیلہ اسکا یہہ ہے کہ شوہر ثانی عورت سے یہہ کہے کہ اگر مین تجھ سے صحبت کرون تو تجھکو طلاق ہے اسمین کچھہ خرابی نہین اور نکاح موقت بھی نہوا -

مسئلہ ۱۴۰ - اگر عورت کو یہہ خیال ہو کہ شوہر ثانی مجھکو طلاق نہین دیگا تو بوقت نکاح شوہر ثانی سے شرط کرے کہ مجھکو اختیار ہوگا جب چاہون مین اپنے آپ کو طلاق دونگی -

ایلا کا بیان

مسئلہ ۱۴۱ ایلا اوس قسم کا نام ہے کہ شوہر چار مہینہ یا زیادہ عورت کے پاس نجانے پر کھاوے اور کمتر پر اگر کھاوے اوسکو ایلا نہین کہتے بلکہ وہ محض قسم ہے۔

مسئلہ ۱۴۲ - ایلا منعقد ہوتا ہے اوسی شخص سے جو مجاز طلاق دینے کا ہو اور عورت بھی اوسکی منکوحہ ہو یا ایلا کو نسبت طرف ملک کے کیا ہو اور نیز قسم بھی شرعی ہو۔

تشریح

بچہ اور باولا اور سوتا ہوا مجاز ایلا نہین علی ہذا القیاس اجنبیہ عورت بھی مجاز ایلا نہین مثلاً کسی شخص نے اجنبیہ سے کہا کہ مین قسم خدا کی چار مہینے تیرے پاس نہین جاؤنگا اور پھر اوس سے نکاح کیا تو حکم ایلا اوسپر مترتب نہوگا - البتہ اگر یون کہتا کہ اگر مین تجھسے نکاح کرون تو اللہ کی قسم تیرے پاس چار مہینے نہین جاؤن گا یہ ایلا ہوجاویگا - اور قسم شرعی وہ ہے جو اللہ کے نام سے کھائی جاوے یا اللہ کی صفات پر یا قران شریف پر جو کچھ رائج عرف مین ہو مگر اولاد کو گود مین اوٹھانا اور اسی قسم کے افعال جاہلیت کو قسم شرعی نہین کہتے ہین تو ان سے ایلا متحقق نہین ہوتا ہے - اگرچہ یا روزہ یا طلاق وغیرہ پر تعلیق کرے وہ ایلا ہے۔

مسئلہ ۱۴۳ - ایلا کا حکم یہ ہے کہ شوہر اگر اپنی قسم پر پکا رہا تو بعد گذرنے چار مہینے کے اوس عورت پر ایک طلاق باین واقع ہوجاویگی یعنی بلا نکاح حلال نہین - اگر شوہر نے اوس قسم سے رجوع کیا تو اوسپر کفارہ قسم کا لازم آویگا۔

تشریح

یہ بڑا باریک مسئلہ ہے عوام اسسے واقف نہین ہین اگر حالت غضب مین قسم کھالی اور پھر اتفاق سے چار مہینے گذر گئے اب وہ عورت اوس سے جدی ہوگئی اوسکو اختیار ہے چاہے اس سے نکاح کرے یا نکرے اور بعد گذرنے عدت کے دوسرے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے اب غور کا مقام ہے کہ اگر شوہر خفا ہوکر کہین اسطرح سفر مین چلا جاوے اور وہ رجوع نکرے پھر وہ اوسکی عورت کہان رہتی ہے اور اگر برس دو برس کے بعد آیا اور اوس سے ہم بستر ہوا وہ صریحی زنا نہین تو کیا ہے اور وہ اولاد اوسکی نہین ہوگی۔

مسئلہ ۱۴۴ - ایلا کے الفاظ صریحی وہ ہین جنکے ظاہر معنی ہم بستر نہونیکے ہون جیسا مین تجھسے صحبت نکرونگا یا پاس آونگا علی ہذا القیاس اور الفاظ سمجھ لو - ایسے الفاظ سے بلا نیت ایلا ہوجاتا ہے اور علاوہ اس کے جو الفاظ کنایہ ہون اون سے بلا نیت ایلا نہین ہوتا ہے جیسا کہ یون کہے کہ مین تیری صورت نہین دیکھونگا یا تو مجھپر حرام ہے

مسئلہ ۱۴۵ - اگر ہمیشہ کو قسم کھائی جاوے یا تمام عمر کو قسم کھائے پھر بڑا سخت ایلاء ہے کیا معنی اگر چار مہینے پاس نگیا عورت کو طلاق بائنہ واقع ہوگی. اگر نکاح کیا پھر چار مہینے پاس نگیا دوسری طلاق بائن ہو گئی پھر اگر نکاح کیا اور پاس نگیا تیسری طلاق واقع ہوجاویگی اور پھر بلا حلالہ نکاح سے بھی حلال نہین اگر حلالہ کرکے پھر نکاح کیا تو پہلے ایلاء کا حکم ساقط ہوگیا اور جب پاس جاویگا قسم کا کفارہ لازم آویگا-

مسئلہ ۱۴۶ - ایلاء سے رجوع کا نام شرع شریف کی اصطلاح مین فئی ہے جبتک صحبت ممکن ہو زبان سے معتبر نہین ورنہ زبان سے کہو کہ مین نے اپنی اوس قسم سے رجوع کیا. طلاق مین رجوع زبان اور فعل دونوں سے برابر تھا اور ایلا مین زبان سے جب رجوع متصور ہوگا کہ فعل سے عاجز ہو-

تشریح

اگر ایلا کرنے والا بیمار ہوجاوے یا اتنی دور ہو کہ باقی عورت کے پاس نجا سکے تب زبان سے ایلا صحیح ہے- اگر مدت باقی تھی اور پھر عورت کے پاس آگیا یا اچھا ہوگیا زبان سے رجوع کرنا باطل ہوگا پھر صحبت ہی سے رجوع کرنا ضروری ہے-

خلع کا بیان

مسئلہ ۱۴۷ - اگر شوہر زوجہ سے کچھ عوض لیکر عقد نکاح کو زائل کرے اوسکا نام شرع شریف مین خلع ہے مگر شرط یہہ ہے کہ وہ عوض ایسا ہو کہ مہر ہو سکتا ہو

مسئلہ ۱۴۸ - جو حقوق اور ذمہ داری کہ درمیان شوہر اور زوجہ کے عقد نکاح سے پیدا ہوئے وہ خلع اور مبارات طرفین سے ساقط ہوجاتے ہین مگر عدت کے دنون کا خرچ بلا تصریح ساقط نہین ہوتا ہے کیونکہ وہ بعد کا حق ہے-

تشریح

زید نے ہندہ سے خلع کچھ مال پر کیا اگر نفقہ اور مہر واجب الادا ہو ہندہ اوسکے بعد اوس کی دعویدار نہین ہوسکتی ہے ہان البتہ اگر ہندہ کا کوئی قرض علاوہ اسکے ہو وہ ساقط نہین ہوتا ہے-

مسئلہ ۱۴۹ - اگر شوہر بعوض مال طلاق دے اسکا یہہ حکم نہین کہ تمام ذمہ داریان طرفین سے ساقط ہون اگرچہ یہی بات ہے کہ خلع اور طلاق بعوض مال برابر ہے کہ طلاق بائن واقع ہوتی ہے-

تشریح

شرع شریف مین خلع ایک جُدا معاملہ ہے لفظ خلع اور دیگر اُن الفاظ سے جو اوسکے ہم معنی ہین تمام ذمہ داریان طرفین سے ساقط ہو جاتی ہین جنکی بناے مخاصمت ازدواج سے متعلق ہون بخلاف طلاق کے کہ اوس مین کل حقوق ساقط نہین ہوتے ہین دوسرے یہہ فرق ہے کہ خلع مین اگر مال فاسد ہو تب بھی طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے بخلاف لفظ طلاق کے کہ اس مین اگر مال فاسد ہو طلاق بلا مال رجعی شمار کیجاویگی اور وجہ یہہ ہے کہ خلع مین مال ہونا مشروط ہے اور طلاق مین مال مشروط نہین جہان کہین مال تقابل معاوضہ نہین طلاق بلا مال واقع ہوجاویگی اور خلع مین بلا مال کے صورت ممکن نہین لہذا وہان پہلا سا حکم باقی رہا اور طلاق مین رجعی واقع ہوگی اور خلع بیع اور شرا اور طلاق اور مبارات کے لفظ سے بھی ہو سکتا ہے اگرچہ یہہ الفاظ صریحی خلع نہین ہین عورت کو معنی خلع سمجھنے ضرور ہین اگر بے سمجھے یہہ معاملہ کیا اوسکو اوپر اوسکی ذمہ داری نہوگی -

مسئلہ ۱۵۰ - خلع مین عورت کیجانب سے ایک معاملہ سمجھا جاتا ہے اور مرد کی جانب سے قسم کے حکم مین ہے یعنی عورت نے اگر ایجاب کیا قبل قبول رجوع کر سکتی ہے - علی ہذا القیاس کچھ سودا بھی کر سکتی ہے بخلاف شوہر کے کہ وہ نہ رجوع کر سکتا ہے اور نہ شرطیہ خلع کر سکتا ہے -

تشریح

زید نے اگر اپنی عورت سے یہہ کہا کہ مین نے ہزار روپیہ پر تجھسے خلع کیا - اب عورت کی قبول سے پہلے اوسکو اختیار رجوع نہین ہے اور نیز زید یہہ شرط نہین کر سکتا کہ مین تین روز مین اگر چاہون اس معاہدہ سے پھر جاؤنگا - پس ایسی حالت مین اگر عورت وہ روپیہ دیدیگی طلاق پڑ جاویگی بخلاف اوسکی کہ عورت زید سے یہہ کہے کہ ہزار روپیہ پر تو مجکو طلاق دیدے وہ شرطیہ معاملہ اور قبل قبول رجوع کر سکتی ہے -

مسئلہ ۱۵۱ - اگر عورت نے خلع ایسی چیز پر کرانا چاہا جو مسلمان کے نزدیک مال نہین ہے اور اوس چیز کا نام ایسا بیان کیا کہ وہ مال ہو دیکھنا چاہیئے کہ درواقع شوہر کو بھی معلوم ہے کہ وہ مال ہے یا نہین اگر شوہر کو معلوم ہو کہ یہہ مال نہین تو طلاق بلا مال واقع ہوگی اور مہر اوسکے سر سے ساقط نہین ہوگا - اگر شوہر کو معلوم نتھا تو مہر دیدینا عورت کو لازم آویگا اگر وصول پاچکی ہے ورنہ شوہر کے سر سے ساقط ہو جاویگا -

تشریح

فرض کرو ہندہ نے اپنے شوہر سے یہہ کہا کہ اس سرکہ کے بدلے تو مجھسے خلع کرلے اور وہ چیز درحقیقت شراب ہے اگر شوہر کو بھی

یہہ معلوم تھا کہ یہہ شراب ہے تو طلاق بلا مال واقع ہو گی اگر شوہر کو یہہ معلوم نہین تھا تو عورت نے اگر مہر وصول کر لیا ہو تو واپس کر دے ورنہ شوہر کے سر سے مہر ساقط ہو جاویگا۔ غرض یہہ ہے کہ ایسی حالت مین بدل خلع مہر قرار دیا جاویگا۔

مسئلہ ۱۵۲ - اگر خلع بلفظ کنایہ کیا جاوے تو مثل طلاق کنایہ یہی رعایت کیجائیگی یعنی تذکرہ طلاق اور نیت پر موقوف ہوگا

مسئلہ ۱۵۳ - اگر عورت نے یون کہا کہ خلع کر بعوض اوس مال کے جو میرے ہاتھ مین ہے۔ اگر اوسکے ہاتھ مین کچھہ نہین ہے تو بدل خلع مہر قرار دیا جاویگا اور اگر عورت نے کہا کہ خلع کر لے بعوض اُن روپیون کے جو میرے ہاتھ مین ہین اور ہاتھ مین کچھہ نہین تو بھی تین روپیہ لازم آوینگے اور اگر عورت یون کہے کہ جو کچھہ میرے ہاتھ مین ہے اوسپر خلع کر لے اور اوسکے ہاتھ مین کچھہ نہین ہے تو صفت طلاق بائنہ واقع ہو جائیگی۔ کیونکہ لفظ خلع کنایات طلاق سے ہے۔

مسئلہ ۱۵۴ - اگر عورت سمجھہ دار نہو اور وہ کسی عوض پر خُلع کرے وہ عوض لازم نہین آویگا البتہ طلاق شوہر کیجانب سے عورت پر بلا مال پڑ جاویگی۔

مسئلہ ۱۵۵ - بدل خلع یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ عورت شوہر کی اولاد کو میعاد معینہ تک خرچ دے یا بلا خرچ دودھ پلاوے چونکہ دودھ پلانے کی میعاد مقرر ہے بلا تعیین مدت بھی دودھ پلانا صحیح ہے اور دودھ پلانے کی میعاد ڈھائی برس ہین اور اڑھائی برس بعلیم پیدایش بچہ سے ہونگے نہ کہ وقت خلع سے۔

مسئلہ ۱۵۶ - اگر چھوٹی بچی کا باپ اپنی دختر کی طرف سے خلع کرے وہ خلع صحیح ہے اور مال واجب نہین ہوگا عام ہے خواہ صغیرہ نے قبول کیا ہو یا نکیا ہو کیونکہ بچے کے قبول کا اعتبار نہین اور نہ باپ پر اسکا منصب ہے کہ صغیرہ کے مال کو تلف کرے البتہ اگر باپ اپنے پاس سے روپیہ دیدے وہ امر دیگر ہے۔ اگر بڑی لڑکی کی طرف سے خلع کیا اگر اوس نے قبول کیا تو مال واجب ہوگا ورنہ یہان بھی بلا مال طلاق واقع ہو جائیگی۔

تشریح

اسکا یہہ مطلب ہے کہ باپ اپنی دختر کا ولی ہے اور وہ خلع کرا دے تو اس معاملہ مین نہ مال عورت کے پاس سے دیا جاوے گا نہ باپ کے مال سے وہ صفت طلاق ہو جائیگی۔ یا عورت قابل معاملہ ہو وہ قبول کر لے تب عورت کے مال سے بدل خلع دیا جاویگا جیسا کہ کوئی اجنبی کرا دے اور اگر اپنی طرف سے باپ مال دے تو اس مین اس دوسرے معاملہ کی وجہ سے باپ پر مال واجب ہوا اسیطرح ماں کا بھی خلع کرانا اپنی دختر کی طرف سے صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۷ - شوہر نابالغ کی طرف سے اوسکا کوئی ولی خلع نہین کر سکتا ہے عام ہے خواہ نابالغ بھی قبول کرے یا نکرے

تشریح

ہندہ نے اپنے نابالغ شوہر کے باپ سے درخواست کی کہ بمقابلہ اتنے روپیہ کے مجکو طلاق دیدے وہ طلاق صحیح نہین ہے کیونکہ ولی کو اختیار قبول نکاح کا تو ہے لیکن فسخ نکاح کا نہین ہے۔

مسئلہ ۱۵۸ - اگر عورت مرض الموت مین خلع کراوے تو اوسکا حکم وصیت کا ہے یعنی تہائی مال سے زیادہ بدل خلع نہین دیا جاویگا یعنی وراثت اور بدل خلع سے جونسا کمتر ہو وہ دیا جاویگا۔

تشریح

فرض کرو ہندہ نے اپنے شوہر سے بمقابلہ دو ہزار روپیہ کے خلع کیا اور کل متروکہ اُسکا تین ہزار روپیہ تھا اور اگر یہ عورت مرجاتی تو شوہر بروی وراثت مثلاً ڈیڑھ ہزار کا پانے والا ہے پس ایسی صورت مین وارث شمار کیا جاویگا۔ اگر ایک ہزار بدل خلع ہوتا اور بطریق وراثت ڈیڑھ ہزار ملتے تو بدل خلع معتبر ہوتا اور یہ جب ہے کہ عورت عدت مین مرجاوے۔ اگر بعد گذرنے عدت کے مری یا وہ عورت قابل عدت نہین یعنی غیر مدخولہ سے خلع کیا تو وہان بدل خلع ہی لازم آویگا۔

ظہار کا بیان

مسئلہ ۱۵۹ - اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کے سارے بدن یا ایسے جزو کو جس سے کل بیان کر سکتے ہون یا جزو شائع کو اپنی اون عورتون محرمہ کا کے سارے بدن یا جزو شائع سے تشبیہ دے جن سے نکاح کرنا ہمیشہ کو حرام ہے اوسکا نام ظہار ہے۔

تشریح

ظہر کے عربی زبان مین پشت کے معنے ہین قران شریف مین فقط ایک صورت واقع ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ منکوحہ کی پشت کو اپنی مان کے ساتھ تشبیہ دے۔ لیکن فقہا نے اسمین تعمیم کی ہے عام ہے خواہ سارے بدن کو یا پشت یا اور کوئی جزو کو تشبیہ دیجاوے اور اسمین بھی تعمیم کی ہے کہ جس سے تشبیہ دین خواہ مان ہو یا بہن ہو یا اور کوئی جس سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے۔ ہر زبان مین بعض ایسے جزو ہوتے ہین جن سے کل بیان ہو سکتا ہے مثلاً عربی مین رقبہ اور ظہر اور روح اور فرج وغیرہ علی ہذا القیاس ہر زبان مین ایسا جزو چاہیئے اور جزو شائع جیسا تہائی چوتھائی وغیرہ غرض جزو ہو تو ایسا ہو جس سے طلاق واقع ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی عورت ایسی ہو کہ جس سے نکاح کرنا ایک وقت معین تک حرام ہے اور ہمیشہ نہین جیسا کہ سالی سے

بموجودگی زوجہ نکاح حرام ہے اور ہمیشہ کو نہین اُس سے تشبیہہ دینے سے ظہار نہین ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۔ ظہار کا حکم یہہ ہے کہ جبتک اُسکا کفارہ ندے اوس سے صحبت کرنی حرام ہے مگر وہ عورت اوسکی زوجہ رہتی ہے اگر صحبت کرے تو اولاد اوسکی ہوگی اور بروقت وفات وراثت بھی جاری ہوگی صرف گناہ اوسکے ذمہ ہوگا کہ صحبت قبل کفارہ کی۔ اور کفارہ یا ایک غلام آزاد کرے (یہہ تو اس زمانے مین ممکن نہین) یا ساٹھ روزے لگاتار جسکے بیچ مین صحبت نہو اور بیماری کا اس مین عذر معتبر نہین اگر بوجہ بیماری افطار کیا تب پھر نئے سرے سے روزے رکھو اگر روزہ رکھنے ممکن نہون تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلادے۔

تشریح

دیکھو کتنا نازک مسئلہ ہے کہ ذراسے لفظ سے عورت سے صحبت کرنی حرام ہوجاتی ہے۔ لوگ ان مسائل کا خیال نہین کرتے ہین اگرچہ معاملۂ دنیاداری کے اعتبار سے تو علاقۂ زوجیت مین کچھ نقصان نہین لیکن کتنا بڑا سخت گناہ ہے بہت لوگ خوشی مین آکر اپنی عورت کے اعضا کو اپنی ماں بہن کے اعضا سے تشبیہہ دیدیتے مین بلکہ اپنی ساس کے اعضا سے بھی تشبیہہ حرام ہے کیونکہ وہ بھی مثل ماں کے ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۔ اگر تشبیہہ ندے بلکہ یون کہے کہ تو مثل میری ماں یا بہن کے ہے اس سے ظہار ثابت نہین ہوتا۔

مسئلہ ۱۶۲۔ ظہار عورت کی جانب سے نہین ہوسکتا کسی لفظ سے کہے کیونکہ عورت کو مجاز طلاق دینے کا نہین ہے

مسئلہ ۱۶۳۔ اگر کوئی کہے کہ تیری پشت مثل میری ماں کے ہے سوبار تو اُتنی ہی دفعہ ظہار ثابت ہوگا اور ہر ایک کا جدا کفارہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۶۴۔ اگر ظہار کسی مدت معین تک کرے تو ظہار وہان تک ہی قایم رہیگا یعنی اوس مدت تک بدون کفارہ اوس سے صحبت حلال نہین اور بعد گذرنے اوس میعاد کے ظہار ساقط ہوجاویگا۔ مثلاً یون کہے کہ دو مہینہ تک تیری پشت مثل میری ماں کے ہے تو وہ دو مہینہ تک قبل کفارہ حلال نہین اور بعد دو مہینے کے وہ ساقط ہوگیا بلا کفارہ حلال ہے پورے پورے مسائل ظہار اسوجہ سے نہین لکھے گئے کہ اس سے معاملۂ دنیاوی مین کچھ فرق نہین آتا ہے محض عقوبت کا مستحق ہے مگر اتنا جاننا ضروری ہے کہ صریح لفظ ظہار کا وہ ہے جسمین پشت کا لفظ ہو۔ اوس سے بلا نیت ظہار ثابت ہوجاوے گا۔

لعان کا بیان

مسئلہ ۱۶۵ - لعان وہ چار گواہیان ہین شوہر اور زوجہ کی جانب سے ساتھ قسم کے اور پانچوین مین شوہر کی جانب سے لفظ لعن ہو اور عورت کی جانب سے لفظ غضب یہ معاملہ جب ہوتا ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کے اوپر تہمت زنا کی لگاوے اور جب لعان دونون طرف سے ہو جاوے تو حاکم دونون مین تفریق کردے اور قبل تفریق حاکم شوہر کو اختیار ہے کہ از خود بوسیلۂ طلاق تفریق کردے

تشریح

- یہ طرفہ نازک معاملہ ہے ابتدائی اسلام مین جو شخص اپنی عورت پر تہمتِ زنا لگاتا تھا جیسے اور معاملات مین ثبوت گواہان مانگتے تھے اسی طرح شوہر سے بھی گواہ طلب کیے جاتے تھے - اس مین بہت نقصان تھا کیونکہ ایسی حالت مین گواہ کہان ہوسکتا ہے پس اگر ثبوت بہم نہ پہونچتا تو شوہر پر حد قذف لازم آتی - اسواسطے اللہ تعالے نے اپنے کلام پاک مین ارشاد فرمایا کہ اس مین ثبوت گواہی کی ضرورت نہین بلکہ شوہر اور زوجہ آپس مین طریق مخصوص سے قسما قسمی کرلین شوہر کی قسم قائم مقام حد قذف ہو جائیگی اور زوجہ کی قسم قائم مقام حد زنا ہو جائیگی جب اس طرح سے دونون قسم کھالین تو حاکم ہمیشہ کو اون مین تفریق کرادے اور ہمیشہ کے یہ معنی ہین کہ جبتک شوہر اور زوجہ قابل شہادت ہون -

مسئلہ ۱۶۶ - لعان جب ہوتا ہے کہ خاوند بیوی پاکدامن بھلے مانس ہون فاسق فاجر نہون اور ایسے ہون کہ جنکی گواہی کا اعتبار قاضی کے یہان ہوتا ہو اور نیز جس وقت لعان کرین اون مین علاقۂ زوجیت باقی ہو - اگرچہ یہہ ضروری ہے کہ شوہر اپنی زوجہ پر تہمت زنا یا اوسکی اولاد کا انکار کرے لیکن دعوی لعان شوہر کیجانب سے بھی ہوسکتا ہے اور عورت کی جانب سے بھی اور نیز اولاد کی طرف سے بھی قبل کسی دعوی کرنے کے حاکم از خود لعان نہین کرا سکتا ہے بلکہ حاکم تو جہان تک ممکن ہو پردہ پوشی کرادے - اگر کسی نے دعوی کیا دوسری فریق کو حاکم جبراً طلب کریگا -

مسئلہ ۱۶۷ - اگر مرد دعویدار ہو عورت اوسکا دعوی اگر تسلیم کرے تو عورت پر حد زنا آتی ہے - اگر عورت دعویدار ہو اور شوہر اپنے قول سے پھرے تو شوہر پر حد قذف یعنی جو بہتان لگانے کی سزا شرع مین ہے لازم آوے گی اگر ایک کی دعوی کو دوسرا تسلیم نہین کرتا ہے تو وہان دونون پر قسم اس طرح سے آویگی کہ شوہر اول چار قسم اس طرح سے کھاوے کہ اللہ کی قسم مین اس دعوی مین البتہ سچا ہون اور پانچوین قسم اس طرح سے کھاوے کہ میرے اوپر اللہ کی لعنت

اگر مین اس دعوی مین جھوٹا ہون جب اس طرح سے پانچ قسمین کھالے پھر عورت کو کہا جاویگا کہ تو پانچ قسم کہا اگر عورت قسم کھانے سے انکار کرے تو محض انکار سے شوہر کا دعوی ثابت نہین ہوگا بلکہ عورت یا قسم کھانے یا دعوی تسلیم کرنے پر مجبور کیجاویگی اور عورت اس طرح قسم کھاوے - چار دفعہ تو یون کہے کہ اللہ کی قسم میرا شوہر اس دعوی مین بڑا جھوٹا ہے اور پانچوین دفعہ یون قسم کھاوے کہ میرے اوپر خدا کا غضب ہو اگر میرا شوہر اس دعوی مین سچا ہو جب دونون نے اس طرح سے قسم کھالی اب قاضی اون مین تفریق کرادے اور پھر جبتک کہ وہ اہل شہادت باقی ہین اون مین نکاح نہین ہو سکتا ہے - اگر مرد یا عورت قابل شہادت نہین رہے اوسوقت مین نکاح جائز ہے -

مسئلہ ۱۶۸ - اگر شوہر کسی بچہ کا بھی انکار کرے کہ فلانا بچہ میرے نطفہ سے نہین تو حاکم بروقت تفریق اوسکی نسب کو بھی شوہر کیجانب سے زائل کردے اور اوسکی مان کی طرف منسوب کرے -

تشریح

انکار کے یہ معنے ہین کہ بروقت ولادت یا بروقت خریدنے سامان ولادت کر انکار کرے اور یہ معنی نہین کہ برسون شیر و شکر کی طرح ملاپ رہا اور مدت کے بعد انکار کرے اس سے کچھ ثابت نہین ہوتا ہے -

مسئلہ ۱۶۹ - اگر حمل کا انکار کرے وہ انکار معتبر نہین کیونکہ حمل پر قاضی حکم نہین دیسکتا ہے کیا معلوم ہے وہ حمل ہے یا پیٹ پھول رہا ہو اور لعان بھی نفی حمل سے نہین ہوتا ہے البتہ اگر دعوی زنا بھی ہمراہ نفی حمل ہو تو البتہ لعان ہو سکتا ہے -

تشریح

اکثر شوہر عورت بھلی مانس پاکدامن کو حرام کار فاحشہ زانیہ کہہ بیٹھتے ہین اگر وہ عورت حاکم کے یہان دعویدار ہو اگر خاوند اپنے قول سے رجوع کرے تو حد قذف لازم آویگی ورنہ لعان کی صورت ہوگی - آدمیونکو چاہیئے کہ ایسے الفاظ سے اجتناب کرین

عنین یعنی سست کا بیان

مسئلہ ۱۷۰ - نکاح مثل بیع نہین کہ سارے احکام بیع اوس مین جاری ہون جیسے خیار عیب کہ اگر کسیے مبیعہ مین کچھ عیب پایا اوسکو واپس کردیتے ہین یہان یہ مسئلہ جاری نہین کہ خاوند مین اگر کچھ عیب ہو فسخ نکاح کرالے الا اگر زوج مین وہ مادہ ہی نہو جس غرض کے لئے نکاح کیا ہے تو البتہ فسخ نکاح کا اختیار ہے -

تشریح

ہندہ نے زید سے نکاح کیا پھر معلوم ہوا کہ زید جذامی ہے یا برص کی بیماری ہے یا اوسکو مرگی آتی ہے۔ ان عیوب سے نکاح منسوخ نہیں ہوتا ہے ہاں اگر وہ قابلِ صحبت نہو تو البتہ نکاح منسوخ کرا سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۱ یہہ نکاح منسوخ کرانا عورت کا حق ہے اگر وہ اپنے حق کو ایکدفعہ چھوڑ دے پھر منسوخ نہیں کرا سکتی ہے یا اوسکو بروقت نکاح معلوم ہو تب بھی منسوخ نہیں کرا سکتی ہے کیونکہ رضامندی ظاہر ہو گئی اور یہہ بھی شرط ہے کہ عورت بھی قابلِ صحبت ہو۔ اگر اوسمین بھی کوئی ایسا عیب ہو جسکی وجہ سے صحبت نہو سکی تب بھی عورت کو منسوخی نکاح کا حق نہیں پہونچتا ہے۔

تشریح

رضامندی کے یہہ معنی ہین کہ اپنے قول سے رضا ظاہر کرے یا ایسے فعل جس سے رضامندی پائی جاتی ہو۔ اسمین سکوت کا اعتبار نہین ہے اور نہ مثل شفعہ فی الفور طلب کرنا ضرور ہے اگر کوئی اپنے شوہر کو عنین پاوے جبتک وہ رضامند قول سے نہین ہوئی جب چاہے تفریق کرا سکتی ہے یہانتک کہ اگر حاکم کے یہان نالش بھی کی اور پھر اوس دعوی کو چھوڑ دیا یا حاکم نے ایک سال کی مہلت اوسکے شوہر کو دی تھی اور بعد گذرنے سال کے کچھ مدت تک سکوت کیا۔ ان سب امور سے اوسکا حق زائل نہین ہوتا ہے کیونکہ دعوی کے چھوڑنے یا مہلت سے حق کا چھوڑنا لازم نہین آتا۔

مسئلہ ۱۷۲ اگر مرد قابلِ صحبت نہین تو دیکھنا چاہیئے کہ آیا علاج سے قابلِ صحبت ہونیکا احتمال ہے یا نہین اگر یہہ احتمال نہو تو حاکم فی الفور تفریق کرا دے جیسے کسی کا آلۂ تناسل کٹا ہوا ہو یا ذرا سا ہو مثل سر پستان عورت کے یا کوئی بوڑھا پھونس ہو۔ علی ہذا القیاس اور بہت سے سبب ہین۔ اگر اسکا احتمال ہو کہ علاج سے قابلِ صحبت ہو سکتا ہے تو حاکم اوسکو ایک سال کی میعاد دے اور اس مہلت کا شروع یوم نالش سے ہوگا یا اوس روز سے کہ شوہر علاوہ اور سوا نع صحبت کرنے سے فارغ ہو۔

تشریح

سال بھر کی میعاد نہ یوم نکاح سے شمار کیجاویگی اور نہ یوم ناراضی سے بلکہ یوم نالش سے شمار کیجاویگی اگر یوم نالش شوہر کو ایسا عذر ہے کہ اوسکی وجہ سے صحبت نہین کر سکتا ہو مثلاً مریض ہو یا احرام حج کا باندھ رکھا ہو یا اوسنے اپنی عورت سے ظہار کیا ہو اور کفارہ اوسکا ساٹھ روزہ ہون تو یہ میعاد سال بھر کی بعد صحت اور فراغت احرام اور کفارہ کہ دو ماہ کے

شروع ہوگی اگر سال بھر کی میعاد گذر جاوے تو حاکم بلا طلب جدید حکم تفریق کا نہیں دے سکتا ہے لیکن یہی شرط ہے کہ عورت اِس مدت مین مرد کے پاس رہے اگر وہ غائب ہو جاویگی تو اوتنے دن اور زیادہ لیئے جاوینگے اور مرد کا غائب ہونا یا سفرِ حج کرنا کوئی عذر نہیں اور ایام حیض عورت اور ماہ رمضان داخل سال شمار کیا جاویگا۔ چونکہ سال بھر کی میعاد واسطے تجویز ہوئی کہ تمام فصل اس مین پوری ہو جاوینگی جونسی فصل مین چاہے علاج کر لے اس لیئے سال شمسی اِس خاص میعاد مین معتبر ہے وہ تین سو پینسٹھ ۳۶۵ دن کا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۔ اگر بحث اس امر کی ہووے کہ خاوند عنین ہے یا نہین تو دیکھنا چاہیئے کہ یہہ اختلاف آیا ابتداے نالش مین ہے یا درمیان سال کی مہلت کے۔ اگر ابتداے نالش مین ہو تو دیکھنا چاہیئے کہ جس عورت سے نکاح کیا تھا وہ بروقت نکاح کنواری تھی یا نہین۔ اگر کنواری نہو تو حلف سے شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا اور حلف سے انکار کرنے مین عنین ہونا ثابت ہو جاویگا۔ اگر بروقت نکاح کنواری تھی تو ایک یا دو عورت معتبرہ کی گواہی لیجاوے کہ آیا ابتک کنوارپن باقی ہے یا زائل ہو گیا تب بھی حلف سے شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا اور اگر وہ یہہ کہین کہ یہہ ابتک کنواری ہے تو عنین ثابت ہو جاویگا اب سال بھر کی میعاد اوسکو دیجاویگی۔

مسئلہ ۱۷۴۔ اگر ایسی بحث بعد ثابت ہونے عنین اور درمیان مہلت سال بھر کے پیش ہو پس اگر نکاح کے وقت بھی کنواری نہ تھی تو شوہر کا قول حلف سے معتبر کیا جاویگا اور حلف سے انکار کرے تو تفریق حاکم کرا دیگا۔ اور اگر کنواری سے نکاح کیا تھا اور اب بھی وہ کنواری ہے تو حاکم تفریق کرا دے اور اب کنواری نہین ہے تو حلف سے شوہر کا قول معتبر ہوگا۔ اگر حلف سے انکار کرے تو حاکم تفریق کرا دے۔

تشریح

اِسکا معلوم کرنا کہ کنواری ہے یا نہین عورات خوب جانتی ہین اِسکی تحقیق بذریعہ دائیگان ہونی چاہیئے۔ مگر فقہا نے یہی علامتین لکھی ہین کہ دیوار پر پیشاب کی دھار چڑھتی ہو یا انڈا اندر مقام مخصوص کے جاتا ہو علیٰ ہذا القیاس جس طرح معلوم ہو جاوے۔ ہندہ کہتی ہے کہ میرا شوہر زید سست ہے اور مجھسے ہم بستر ہونیکی قدرت نہین رکھتا ہے اور زید کہتا ہے کہ مین اس سے ہم بستر ہوا ہون اور مجھکو قدرت ہے۔ اگر زید نے رانڈ سے نکاح کیا تھا تو اسمین زید کا قول حلف سے معتبر ہوگا اور اگر ہندہ بروقت نکاح کنواری تھی اور بروقت منازعت کنواری نہین ہے تب بھی شوہر کا قول ہی

معتبر ہوگا اور اگر ابتک کنواری ہو تو بیشک عورت کی قول کا اعتبار ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۵ عنین کے حکم مین خصی بھی داخل ہی جسکو بدھیا کہتے ہین اوسکو بھی سال بھر کی میعاد دیجاویگی۔ مگر یہ حق منسوخی جبھی تک ہی کہ اوّل ہی سے سست ہو اگر اوّل قابلِ صحبت ہوا اور پھر سست ہوگیا یا اوس سے ایکدفعہ بھی صحبت ہو لیا ہو پھر اختیار منسوخی نکاح کا نہین ہے۔

مسئلہ ۱۷۶ جب عورت منسوخی نکاح کراوے اگر اوس عورت سی خلوتِ صحیحہ ہو چکی ہو تو اوسکے مہر مین کچھ نقصان نہین آتا ہے اور اوس عورت پر عدّت بھی لازم آویگی۔

عدّت کا بیان

مسئلہ ۱۷۷ بعد زوال نکاح یا مشابہ نکاح کی عورت کے میعاد معین تک رکے رہنے کو شرع شریف مین عدّت کہتے ہین۔ اصل مقصود شارع کا عدّت سے حفاظتِ نسب ہے۔ اگر آج کسی سے نکاح کرلے اور کل کو کسی سے تو کیا معلوم ہو تا کہ یہ نطفہ کسکا ہے

تشریح

خلاصہ یہ ہی کہ اگر عورت ایسے مرد کی تحت سے جدی ہو جاوے کہ اوسکو صحبت کرنے سے کچھ مواخذہ شرعی ہو اور صحبت بھی کرلی ہو یا صحبت نکی ہو تو وہ عورت حاملہ ہو تب عدّت آتی ہے ورنہ نہین آتی زنا مین اسوجہ سے عدّت نہین کہ صحبت کرنی اوسکو منع ہے اور اگر اپنی زوجہ کے شبہہ مین کسی اجنبیہ عورت سے صحبت کرلے اوسمین عدّت آتی ہے۔ کیونکہ مواخذہ شرعی نہین ہے۔ اور علی ہذا القیاس باندی کو آزاد کیا تب بھی عدّت آتی ہے کہ وہ جدی ایسے مرد کے تحت سے ہوگئی ہے کہ صحبت کرنے سے مواخذہ شرعی نہین ہے اور منکوحہ نکاح فاسد کا بھی یہی حکم ہے کہ عدّت آویگی اور غیر مدخولہ کی عدّت نہین ہے کیونکہ اوس سے صحبت نہین ہوئی۔ اگر عدت مین نکاح کیا جاوے اور پھر طلاق دیجاوے تو پہلی ہی صحبت معتبر سمجھکر دوسری عدّت آتی ہی یہ صحبت حکمیہ کی مثال ہی اور بچہ کی عورت اگر حاملہ ہو تو اوسکی عدّت وضع حمل ہے اگرچہ اوس نے صحبت نہین کی مگر چونکہ حاملہ ہے اور طلاق کی صورت بچہ مین ہو نہین سکتی کیونکہ بچہ طلاق نہین دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸ - عدّت تین قسم کی ہے عدّت زنِ مطلقہ اور عدّت شوہر مردہ اور عدّت حاملہ۔ جبکہ زوجہ حاملہ ہو اوسکی مطلق عدّت وضعِ حمل ہے خواہ وہ حمل شوہر کا ثابت ہو یا نہو اور نیز عام ہے خواہ شوہر مرجاوے یا چھوڑدے۔ یہانتک کہ اگر مردہ کو غسل بھی نہ دیا ہو اور عورت کا حمل وضع ہوجاوے وہ قبل دفن ہی نکاح کرسکتی ہے گو صحبت کرنی بوجہ

نفاس کے حرام ہو

مسئلہ ۱۷۹ - جو عورت حاملہ نہو اور اوسکا شوہر مرجاوے اوسکی عدت چار مہینہ دس دن آزاد عورت کے لیئے ہے اور باندی کے لیئے نصفی ہے ۔

مسئلہ ۱۸۰ - عدت عورت آزاد مطلقہ کے لیئے تین حیض کامل اور باندی کے لیئے دو حیض اگر حیض آتا ہو تو تین مہینے آزاد کے لیئے اور ڈیڑھ مہینہ باندی کے لیئے - اگر حیض مین طلاق دی ہو تو وہ حیض عدت مین شمار نہین کیا جاویگا ۔

مسئلہ ۱۸۱ - عدت کی میعاد شروع یوم طلاق اور وفات سے ہوگی اگرچہ عورت کو طلاق کا علم نہو یہانتک کہ اگر کسی عورت کا شوہر مرگیا ہو اور اوسکو چار مہینے دس دن کے بعد خبر ہوئی ہو اوسکی عدت ختم ہوگئی اسی طرح طلاق مین حکم ہے اسی طرح شروع میعاد نکاح فاسد مین جدائی کے دن ہی یا ارادہ چھوڑنے صحبت سے ہے ۔

مسئلہ ۱۸۲ - اگر شوہر نے بیماری مین طلاق دی اور قبل گذرنے عدت کو مرگیا تو اوسکی عدت وہ میعاد ہے جو دونون قسمون وفات اور طلاق سے زیادہ ہو ۔

تشریح

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مریض کی طلاق کا پورا اعتبار نہین اور اوسکو فار کہتے ہین تو یہان شبہ ہوا کہ آیا عدت وفات سے مراد لی جاوے یا طلاق سے - لہذا شارع نے یہ تجویز کیا کہ ان دونون مین سے جو نسا زیادہ ہو تو بالیقین اسکی عدت شمار کرنا چاہیئے مثلاً اگر تین حیض زیادہ دن مین ختم ہون تو یہ عدت ہونی چاہیئے اور اگر دس دن چار مہینے زیادہ ہون اور تین حیض کمتر مین ختم ہون تو عدت وفات لینی چاہیئے ۔

مسئلہ ۱۸۳ - وہ عورت جو بجائے حیض عدت مہینون سے کرتی ہے اگر درمیان مہینون کے پھر حیض آگیا تو وہ عدت باطل ہو جاویگی از سرنو پھر حیض سے عدت شمار کیجاویگی - اگر ایک وہ حیض آکر پھر موقوف ہوگیا پھر از سرنو مہینون سے دوسری عدت کرے پہلے مہینون کو اس حیض نے ساقط کردیا - (اسکی تشریح حاشیہ پر دیکھو) ۴

مسئلہ ۱۸۴ - جو عورت عدت مین ہو اور پھر اوس سے شوہر یا اور کوئی شخص صحبت کرے تو زمانہ صحبت کرنے سے اور تین حیض عدت کرے اور پھر ان تینون حیض سے پہلے عدت کے باقی اور دوسری عدت مین شمار کیے جاوینگے

تشریح

فرض کرو ہندہ عدتِ طلاق مین تھی اوسکو ایک حیض آ لیا تھا جو پھر وہ شبہہ سے صحبت کی گئی تو تین حیض اور عدت کرے او تینون حیض سے دو پہلی حیض دوسرا تیسرا عدتِ اوّل او پہلا دوسرا عدتِ ثانی شمار کیا جاوے اسیطرح فرض کرو عدتِ وفات مین تھی اور ایک مہینہ گذر لیا تھا جو کسی شخص نے شبہہ سے اوس سے صحبت کری تو وہ حیض جو دس دن چار مہینے پورے کرنے تک آوین وہ عدتِ ثانی مین محسوب ہون گے۔ اور اگر تینون حیض اس مدت مین آلین دونون عدت ختم ہو جاوینگی ورنہ باقی حیض بعد گذرنے دس دن چار مہینے کے اور عدت مین ہے اور شبہہ سے صحبت کریگا۔ یہہ فائدہ ہی کہ اگر اوس نے زنا کیا اوسکے لیئے کوئی عدت نہین ہے اور شبہہ کے یہ معنی ہین کہ دوسرے شخص نے اپنی زوجہ سمجھکر صحبت کر لی یا شوہر نے عدتِ طلاق مغلظ مین یہ سمجھا ہو کہ مجکو اس سے صحبت حلال ہی۔

مسئلہ ۱۸۵ - اگر درمیان شوہر اور زوجہ کے اختلاف دربارہ گذرنے عدت کے ہو تو حلف سے عورت کی قول کا اعتبار کیا جاویگا مگر شرط یہہ ہے کہ وہ زمانہ اسکا احتمال بھی رکھتا ہو کہ اس مقدار مین عدت گذر سکتی ہے اگر طلاق سے دس پندرہ روز بعد اختلاف ہو عورت کا قول ہرگز معتبر نہین کیا جاویگا۔

تشریح

کم سے کم حیض کی مقدار تین دن ہین اور کم سے کم دو حیضون کا فاصلہ پندرہ روز ہین اس حساب سے اونتالیس [۳۹] دن مین تین حیض کا گذرنا ممکن ہے اس سے کم مین نہین۔ پس خلاصہ یہہ ہوا کہ جب اختلاف خاوند بیوی مین ہوا اونتالیس [۳۹] دن گذر گئے ہون تب عورت کا قول حلف سے معتبر کیا جاویگا ورنہ نہین۔

حداد یعنی سوگ کا بیان

مسئلہ ۱۸۶ جس عورت جوان کا خاوند مرجاوے یا طلاق بائنہ دیجاوے اوسکو میعاد عدت تک سوگ کرنا چاہیے یعنی کسی قسم کی خوشبو یا تیل اور جو سامان زینت ہین سرمہ مہندی کسنب زعفران وغیرہ کے رنگے کپڑے استعمال کرنے نچاہئین اگر بطریق دوا ضرورت مین استعمال کرے کچھ مضایقہ نہین ہے بچی کو عدہ سوگ نہین ہے۔

مسئلہ ۱۸۷ - جو تفریق بوجہ فساد نکاح ہو اسمین سوگ نہین ہے کیونکہ ایسی تفریق نعمت ہے کچھ رنج کرنا نچاہیے ایسے ہی جو تفریق ایک موجب نعمت ہو اوسمین سوگ نہین۔

مسئلہ ۱۸۸ - جس عورت کو طلاق دی گئی جس مکان مین عدت کے دن پورے کرے وہان سے نہ رات کو نہ دن کو نکلنا چاہیئے - البتہ اگر کوئی عذر ہو تو دوسرے مکان مین چلی جاوے اور جب طلاق واقع ہوئی اُس وقت جونسے مکان مین تھی تھی اہل مکان عدت وہی ہے -

تشریح

اگر مکان مین آگ لگجاوے یا زبردستی نکالدی جاوے یا وہان رہنے سے اوسکو اپنی جان کا خوف ہو یہ سبب عذر مین -

مسئلہ ۱۸۹ - جس عورت کا خاوند مرجاوے اوسکی عدت مین ایسا تشدد نہین ہے جیسا کہ مطلقہ کی عدت مین تھا اوسکو جائز ہے کہ دن کو جہان چاہے جاوے اور بلکہ کچھ رات کو بھی چلی جاوے لیکن شب باشی مکان عدت مین ضرور ہے اور اگر ضرورت ہو تو دوسرے مکان مین منتقل کیجاوے -

مسئلہ ۱۹۰ - جس عورت کو طلاق بائنہ مغلظہ دیجاوے اوسکو ضرور ہے کہ اوس مکان مین اپنے شوہر سے پردہ کرے کیونکہ وہ بالکل جدی ہوگئی البتہ مطلقہ رجعیہ کو پردہ کی ضرورت نہین ہے وہ حکم مین زوجہ کے ہے لیکن بہتر وہان یہی ہے کہ شوہر اطلاع کرکے گھر مین جاوے -

مسئلہ ۱۹۱ - اگر سفر مین طلاق دیجاوے یا خاوند مرجاوے پس اگر یہہ واقعہ تین پڑاؤ وطن سے کم مین ہو تو اپنے وطن کی طرف رجوع کرے اگر تین پڑاؤ یا زیادہ مین یہہ واقعہ پیش ہوا تو عورت کو اختیار ہے چاہے اپنے وطن کو لوٹ آوے یا آگے کو چلی جاوے - عام ہے اوسکو ساتھ کوئی اوسکا محرم ہو یا نہو - الا اوس صورت مین کہ کسی خاص شہر مین یہہ واقعہ پیش ہوا ہو تو اوسکو وہان عدت کرنی ضرور ہے - پھر اگر محرم ساتھ ہو تو سفر کرے ورنہ نہین -

ثبوت نسب کا بیان

مسئلہ ۱۹۲ - عورت منکوحہ کے زمانہ نکاح سے چھ مہینے یا زیادہ مین جو بچہ پیدا ہو بلادعوی شوہر کا سمجھا جاویگا الا اوس صورت مین جو بطریق لعان حاکم نے تفریق کردی ہو وہ اوسکا بچہ نہین شمار کیا جاتا ہے اور جو نکاح سے چھ مہینے کم کا بچہ ہو وہ شوہر کا نہین شمار کیا جاویگا اگرچہ اسی کے نطفہ سے ہو بطریق زنا حامل ہا ہو -

تشریح

ثبوت نسب مین قیاس کو دخل نہین ہے اور اگر یہہ بات بھی قطعی طور سے معلوم ہوجاوے کہ اسکا نطفہ نہین اسکا کچھ اعتبار نہین ہے

کیونکہ عورت منکوحہ اگر زنا بھی کرے وہ بچہ شوہر کا ہوگا زانی کا نہیں ہو سکتا ہے ۔ یہ مسئلہ بہت نازک ہے وراثت مین اِس زمانے مین بہت اسکی ضرورت ہے زناکاری آجکل زیادہ ہوتی ہے خصوصاً اُمرا کے خمیر مین یہ بلا سما گئی ۔ ہزارون کسبیون سے زنا کرتے ہین اور پھر نکاح کر لیتے ہین تو زمانہ نکاح کا بچہ اوسکی جائداد کا وارث ہوگا اور پہلے زمانہ کا نہیں ہوگا اور ایک بلا جاہلون مین پھیل رہی ہے کہ ایک شخص کی زوجہ سے دوسرا ہم بستر ہو جاتا ہے ۔ وہ سب اولاد شوہر کی ہوگی اور اوس زانی کی نہیں ہوگی زنا کرنے سے بچہ کا نسب زائل نہیں ہوتا جبتک بطریق لعان حاکم تفریق نکرادے اسمین خاص حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے ۔ الولد للفراش وللعاہر الحجر ۔ یعنی بچہ اوسیکا ہے جسکی تحت مین وہ عورت ہے اور زنا کرنے والے کو سنگساری ہے ۔

مسئلہ ۱۹۳ ۔ اگر کسی شخص نے عورت کو طلاق رجعی دی ہو اور عورت نے گزرنے عدت کا اقرار نہین کیا تو اگر بچہ دو برس یا زیادہ مین بھی وقت طلاق سے پیدا ہو وہ شوہر کا ہوگا اور دو برس سے زیادہ مین کہا جاویگا کہ بعد طلاق کے صحبت کی ہوگی اور رجعت بھی ثابت ہوگی

تشریح

کم سے کم مدت حمل چھ مہینے ہین اور زیادہ سے زیادہ دو برس ہے ۔ اگرچہ عادت یہ ہے کہ نو ماہ مین بچہ پیدا ہوتا ہے مگر چھ مہینے اور دو برس مین بھی پیدا ہو سکتا ہے ۔ اگر کسی مطلقہ رجعیہ کے دو برس سے کم مین بچہ پیدا ہو بالیقین نہین کہہ سکتے ہین کہ بعد طلاق کا نطفہ ہے ۔ جائز ہے کہ پہلے کا ہو اور اگر پورے دو برس یا زائد مین پیدا ہو تو بالیقین یہی کہا جاویگا کہ بعد طلاق کا نطفہ ہے کیونکہ اوس سے صحبت کرنی بھی جائز ہے پس رجعت ثابت ہوگئی اسلیے کہ عورت کا اقرار نہین ہے کہ میری عدت گذر گئی جائز ہے کہ اوسکی عدت تین حیض دو برس مین یا زیادہ مین پوری ہو اور عدت مین اوسنے صحبت کی ہو البتہ جسکی عدت مقرر ہے یعنی دس دن چار مہینے اوسمین کچھ احتمال نہین ہے ۔

مسئلہ ۱۹۴ ۔ عورت مطلقہ بائنہ اور شوہر مردہ کے دو برس سے کم مین اگر بچہ پیدا ہو وہ شوہر کا ہوگا یعنی جو ایسا ہو کہ طلاق بائنہ یا وفات سے پہلے کا نطفہ کہہ سکتے ہون ۔ پورے دو برس یا زیادہ کو یہ نہین کہہ سکتے کہ طلاق یا وفات سے پہلے کا ہے ۔

مسئلہ ۱۹۵ ۔ جس عورت نے اپنی عدت گذرنے کا اقرار کر لیا ہو پس بائنہ اقرار سے چھ مہینے یا کم مین جو بچہ پیدا ہو وہ شوہر کا سمجھا

جاویگا اگر پورے چھ مہینے یا زیادہ مین پیدا ہو وہ طلاق دینے والے کا شمار نہین کیا جاویگا۔

تشریح

اسکی یہ وجہ ہے کہ جب عورت نے اپنی مدت گذرنے کا اقرار کر لیا شوہر سے جدی ہو گئی اب کم سے کم مدت حمل مین جو بچہ پیدا ہو وہ دوسرا حمل سمجھا جاویگا۔

مسئلہ ۱۹۶ - اگر خاوند بیوی مین بعد پیدا ہونے بچہ کے اسمین اختلاف ہوا کہ چھ مہینے سے کمتر مین پیدا ہوا ہے یا چھ مہینہ مین تو جو نساء مدعی چھ مہینہ کا ہو اوسکے قول کا اعتبار ہوگا۔

تشریح

اسلیئے کہ اوسکے قول مین بچاؤ زنا سے ہے اور جہانتک کسی کو زنا سے بچایا جاوے بہتر ہے مثلاً شوہر کہتا تھا کہ نکاح سے چار مہینے بعد بچہ پیدا ہوا اور زوجہ کہتی ہے کہ نہین چھ مہینے بعد پیدا ہوا تو عورت کے قول کا اعتبار ہے۔

مسئلہ ۱۹۷ - اگر کسی عورت کا خاوند مر جاوے اور وہ اوسکی بعد بچہ جنے اور وارثین متوفی اوسکی تصدیق کریں اور گواہ ولادت موجود نہون تو وہ بچہ وارثون تسلیم کرنیوالون کے حصونکا شریک ہوگا۔

مسئلہ ۱۹۸ - اگر عورت مرد ہمیشہ سے ہم بستر رہے ہون اور حال نکاح یا عدم نکاح معلوم نہین تو ایسی حالت مین اولاد صحیح النسب سمجھی جاویگی اور یہی قیاس کیا جاویگا کہ بحالت نکاح ہی صحبت کی ہے زنا نہین کیا۔

حضانت یعنی پرورش کا بیان

مسئلہ ۱۹۹ - حضانت کا حق ماں کو ہے اوس کے بعد نانی کو پھر دادی کو پھر بہنون کو پھر خالہ کو پھر پھوپھی کو۔

تشریح

حضانت ولایت کی برخلاف ہے ولایت مین باپ اور باپ کا خاندان مقدم ہے اور حضانت مین ماں اور ماں کا خاندان مقدم ہے کیونکہ رشتہ داری مادری پدری سے زیادہ اتحاد رکھتا ہے اسلیئے نانی دادی سے اور خالہ پھوپھی سے مقدم ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ بچہ کے لیئے اول وہ مونث اصول جن مین واسطہ مرد کا نہو اسکے بعد وہ مونث اصول جن مین واسطہ مرد کا ہو اور اگر اینمین سے کوئی نہو تو ماں کی مونث اولاد اور اگر وہ بھی نہون تو نانی کی اولاد اور وہ بھی نہو تو دادی کی اولاد اور اسیطرح سمجھ لو اور ولایت کے معنے تدبیر مین کہ بچہ کی طرف سے کاروبار کرنے اور حضانت کے یہ معنے ہین کہ گود مین رکھنا اور کھانا وغیرہ کھلانا۔

مسئلہ ۲۰۰ - ان طبقات مین سے جس نے نکاح کر لیا اوسکا حق ساقط ہو جاویگا مگر اوس صورت مین کہ نکاح ایسے شخص سے کیا جاوے کہ وہ بھی خاندان اسی بچے سے ہے جیسے دادی نے خاندان کے کسی دادے سے نکاح کرے۔

مسئلہ ۲۰۱ - مان اور دادی کا حضانت مین لڑکی پر جب تک استحقاق ہے کہ جوان ہو جاوے یعنی حیض آنے لگے اور علاوہ مان اور دادی کے جب کہ وہ بچی آپ کھالے اور سب حوائج اپنے آپ کرنے لگے۔

مسئلہ ۲۰۲ - اگر کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دیدے تو بچہ پر اوس عورت کا حق حضانت باقی رہیگا۔ اِلّا اوس صورت مین کہ کہین سفر مین لیجانا چاہے تو اوسوقت اُسکا حق زائل ہوگا لیکن اگر ایسی جگہہ سفر کرے کہ جہان کی وہ عورت ہو اور نکاح بھی اوسکا وہان ہوا ہو تو ایسا سفر مانع حق نہین ہے

شفعہ کے بیان مین

مسئلہ ۲۰۳ - شفعہ ایک حق شرعی ہے کہ جبراً شفیع مشتری سے اوسی قیمت پر بحکم حاکم لے سکتا ہے

تشریح

اگر زید نے اپنا حصہ خالد کے ہاتھ فروخت کر دیا زید کا بھائی عمر اوسکو جبراً بلا نالش نہین لے سکتا ہے کیا معنی اگر اوسنے ایسا کیا اوسکو عند الشرع حلال نہین ہے۔

مسئلہ ۲۰۴ - شفعہ جائداد غیر منقولہ مین ہوتا ہے جبکہ اُسکا انتقال بذریعہ بیع کیا جاوے اور نیز ثمن بھی ایسا ہو کہ شفیع اوسکا مثل ادا کر سکے۔

تشریح

یہہ معاہدہ مخصوص شریعت مصطفوی ہو اگرچہ بظاہر اس مین یہہ شبہ ہے کہ یہہ ایک ظلم ہے کہ بلا رضامندی چھین لینا ہے لیکن دیدۂ انصاف سے جو دیکھا جاوے تو اس مین کمال انصاف ہے کیونکہ مدار شُفعہ ضرر پر ہے اگر یہہ حق شفیع کو حاصل نہوتا تو اوسکو کتنا ضرر ہوتا مثلاً کوئی بھلا مانس مکان کا شریک ہو اگر دوسرا شریک کسی کسبی یا بدچال کو اپنا حصہ دیدے اوسکو کتنا نقصان پہونچتا اسیواسطے شفعہ غیر منقولہ جائداد مین تجویز ہوا کہ وہ قابل انتقال نہین بخلاف اسکے کہ منقولہ ہو اوس سے ضرر متصور نہین کہ مشتری اوسکو اوٹھا کر لیجا سکتا ہے اور اسیواسطے ہبہ مین شفعہ نہین ہے کہ انصاف کو خلاف ہے کیا ضرور کہ اگر ایک شخص کو ہبہ کرے تو دوسرا شخص بھی ہبہ کردے اور اسیطرح بیع میں یہہ شرط لگی گئی کہ ایسی شئے کے بدلے

مین بیع ہوئی ہو جو شفیع اوس مال کا مثل یا اوسکی قیمت دے سکے پس اگر کوئی بمقابلہ اُجرت حکیم یا خود مہر کسی جائداد
غیر منقولہ کو کرے او سمین شفعہ نہین پہونچتا ہے۔ ہان اگر دین مہر کے عوض مین بیع کرے او سمین شفعہ پہونچ سکتا ہے
کیونکہ اُسکا مثل شفیع دے سکتا ہے اگر خود مہر جائداد کو کیا جاوے تو اوسکا مثل یعنی کوئی عورت نہین دیسکتا ہے

مسئلہ ۲۰۵ شفعہ کا وجوب بیع تام بالعموم ہونیسے پیدا ہوتا ہے۔ اگر بائع بیع شرطیہ کرے تو وہ بیع تام نہین ہے
ہان البتہ اگر مشتری خرید شرطیہ کرے تو وہ بیع بائع کی جانب سے تام ہوگئی اوسمین شفعہ پہونچ سکتا ہے۔

تشریح

بیع تام کے یہ معنی ہین کہ بائع بجمیع وجوہ اپنی ملک کا ازالہ کردے اگر بائع نے اس شرط پر بیع کی کہ مین تین روز مین
اگر چاہون واپس کرلون تو اسکا نام کچے ہو دا بائع کیجانب سے ہو وہ تام نہین ہے ہان اگر اسیطرح مشتری کچہ سودا
کرے تو حق شفعہ ہوگا کیونکہ شفیع مشتری کا قائم مقام ہوجاویگا۔ اگر سودے سے پہلے یا درمیان سودے کے شفیع
انکار کرے تو اوسکا حق زائل نہین ہوتا ہے۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جبتک کوئی استحقاق پیدا نہوا در اوسکا مالک
نہو انکار کالعدم ہے۔ مگر اس زمانے مین عام لوگ یہہ سمجھ رہے ہین کہ بیع تام جب ہوتی ہے جب دستاویز رجسٹری ہوجاتی
ہے یہہ غلط ہے کیونکہ معاملہ بیع کے جزو ایجاب وقبول ہین جس وقت وہ پورے ہوجاوین معاملہ تمام ہوگیا صرف دستاویز
نشانی معاہدہ ہے۔ پس اگر کسی نے بعد پورا ہونے بیع فیمابین متعاقدین اور قبل رجسٹری انکار خریدنے سے
کیا اوسکا حق زائل ہوگیا۔

مسئلہ ۲۰۶۔ جب شفعہ ایسا حق ہے کہ جبراً شفیع بلا اختیار بائع خرید سکتا ہے پس کوئی شرط بائع کی جانب سے
اس قسم کی کہ اس مین کسی شفیع کو استحقاق نہین اور نہ مشتری کے ذمہ اوسکی جوابدہی ہوگی موثر نہین بلکہ کالعدم ہین

تشریح

اکثر لوگ بروقت بیع بائع سے یہہ شرط کرتے ہین کہ اگر کوئی اسکا شفیع پیدا ہووے تو مجھسے کچہ سروکار نہین وہ بائع
سے مخاصمت کرے یہ بالکل غلط ہے۔ اس زمانے مین شفعہ دو قسم کا مروج ہے ایک کا نام شفعہ بربنائے شرع شریف دوسرے
کا نام شفعہ بربنائے واجب العرض جو کہ معاہدہ باہمی کی روسے ہوتا ہے پس ظاہر ہے کہ مسلمان جو معاہدہ ایسا کرینگے
خلاف قانون شریعت ہو وہ معاہدہ کالعدم ہوگا مثلاً اگر یہہ معاہدہ ہوگیا ہو کہ جبتک ہماری شئی کو [illegible]

دوسرے کو نہین دین گے اور فرض کرو جدی شخص از روے شرع شریف شفیع نہو اور جو شفیع ہو وہ ہم جد اور گانون کا
شریک بھی ہو تو اوسکو جبراً حق خریداری پہونچتا ہے اوسکے مقابلہ مین یہہ معاہدہ کب موثر ہوگا ورنہ لازم آویگا کہ شفیع
کو جبراً حق نہین پہونچتا ہے ہان البتہ جن اشخاص نے معاہدہ باہمی ہی ہوا ہے اگر وہی شفیع شرعی بھی ہو تو کچھہ مضائقہ
نہین یہہ بہت جگہہ پیش آتی ہے مثلاً ایک گانوں کے ایک آدمی نے کچھہ اپنے ساجھی چیز کا حصہ ایک اجنبی آدمی کے ہاتھہ بیع کر دیا
کہ جو نہ ہم جد ہے اور نہ گانو کا رہنے والا ہے اور نہ اوس سے کچھہ معاہدہ باہمی کسی وقت مین ہوا ہے اور اوس
بیع کو سب نے تسلیم کر لیا اب آیندہ اگر دوسرا حصہ اوسی جائداد کا فروخت ہووے تو وہ اجنبی شخص شفیع ہوگا گو کہ واجب
العرض مین اس کے خلاف ہو یہی وجہہ ہے کہ اکثر دیہات اور قصبات مین واجب العرضون مین یہہ بھی لکھا ہوا ہے کہ
بیٹیون کو حصہ نہین دینگے یا زوجہ کو خورد و نوش کا صرف مجاز ہے مگر چونکہ یہہ شرط خلاف قانون شریعت ہے معتبر نہین
اسیطرح مسلمانونکا ہر ایک معاہدہ واجب العرض آپس مین جو مخالف امور شرع شریف مسلمہ گورمنٹ ہو موثر نہین ہوگا۔

مسئلہ ۲۰۷ شفعہ ایسا حق نہین کہ بذریعہ ہبہ یا وراثت دوسرے پر منتقل ہو پس جس شفیع نے اپنا حق ثابت کیے کے
حق چھوڑ دیا وہ دوسرے شفیع کو نہین پہونچیگا اور اسکا مشتری ہی مالک رہیگا ہان اگر قبل ثبوت حق اوس نے ہی انکار کرے
تو وہ ایسا سمجھا جاویگا کہ ابتدا سے کالعدم ہے باقی شفیع اوسکو لیوین گے۔

تشریح

فرض کرو ایک مکان کا ایک شفیع ایسا ہی کہ اوسکے مقابلہ مین اور کوئی شفیع نہین ہو سکتا ہے اوسنے اپنا حق عدالت
سے ثابت کرا کے چھوڑ دیا پھر وہ حق دوسرے شفیعون پر کہ اوس سے کمتر ہین منتقل نہین ہوگا کیونکہ اسمین انتقال حق
لازم آتا ہے علی ہذا القیاس اگر برابر کے پانچ شفیع ہون بعد اثبات حق اگر ایک اپنا حق چھوڑ دے تو وہ حصہ اور
شفیعون پر عود نہین کریگا ہان اگر پانچ شفیع برابر سے ایک نے اول ہی انکار کیا یا شفیع قریب نے اول ہی انکار
کیا تو باقی شفیعون کو وہ حق پہونچیگا وہ ایسا سمجھا جاویگا کہ گویا شفیع ہی نہین تھا۔

مسئلہ ۲۰۸ شفعہ کا وجود بیع سے ہوتا ہے جب وہ جائداد بیع ہوگی خواہ کتنی ہی دفعہ ہو نیا نیا وجود پیدا ہوگا
ایک دفعہ کا انکار ہر ایک بیع مین موثر نہین۔

تشریح

فرض کرو کہ زید نے ایک حصّہ اپنے مکان کا خالد کے ہاتھ بیچڈالا اور عمر شفیع نے اوس بیع کو تسلیم کیا پھر اگر خالد زید ہی کے ہاتھ بیچڈالے جسکو ہٹانا کہتے ہیں یا کسی اَور کے ہاتھ فروخت کرے تو عمر کو پھر حق شفعہ پیدا ہوگا کہ دوسری بنا پیدا ہوتی

مسئلہ ۲۰۹ شفعہ کا دعویٰ بابت کل شی متنازعہ بیع مشفوعہ شفیع کو کرنا لازم ہے جزو دعویٰ مسموع نہیں ہوسکتا ہے۔

تشریح

یہانتک کہ اگر چار شفیع برابر کے درجہ کے ہوں اگر ایک دعویٰ اپنے چہارم حق کا بالانفراد کرے وہ دعویٰ مسموع نہین اکیلا ہی کل کا دعویٰ کرے جیسا مجتمع ہوکر کل کا دعویٰ کرتے ۔ غرض مشتری مدعا علیہ پر مجبور نہین کیا جاویگا کہ آدھا یا تہائی بیعہ

مسئلہ ۲۱۰ شفعہ کے اندر اسطرح ترتیب ہے اوّل شفیع خلیط فی نفس المبیع دوسرے شفیع خلیط فی حق المبیع ۔ تیسرے شفیع جار ملاصق ۔ جبتک شفیع خلیط نچھوڑے دوسرو نکو حق نہین پہونچتا ہے ۔ علی ہذالقیاس شفیع حق المبیع کے سامنے جار ملاصق کو حق نہین پہونچتا ہے ۔

مسئلہ ۲۱۱ ۔ شفیع خلیط وہ ہے کہ مبیع کی ذات مین شریک ہو اسطرح سے کہ انگشت برابر ایسی زمین نہو جسمین دونونکا ساجھا نہو یعنی دونون کا حصّہ رلا ہوا ہو ۔

تشریح

خلط کے عربی مین ملانے کے معنے ہین یعنی دونون کا حصّہ ایسا رلا ہوا ۔ کہ کسی جزو زمین کو یہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ فلانی کی ہو جیسا دو تین بیٹے ایک باپ کو وارث ہون یا پانچ آدمیون نے ایک شی بحصّہ برابر یا کچھ زیادہ کم کے حساب سے خریدی ہو اونکو خلیط کہتے ہین پھر جب وہ آپس مین تقسیم کرلین سب کی جدی جدی جائداد ہوجاوے وہ خلیط شمار نہین کیئے جاوینگے ۔ عام لوگ خلیط فی نفس المبیع اوسکو سمجھ رہے ہین کہ جو لوگ ہم جد ہون یا ایک احاطہ مین مکانات واقع ہون یا ایک کھیوٹ مین زمین واقع ہو یہ غلط ہے ۔ ایک دادے کی اولاد اگر اپنی اپنی جائداد تقسیم کرین تب تو خلیط فی نفس المبیع شمار کیئے جاوینگے ورنہ خلیط فی حق المبیع یا جار ملاصق مین شمار کیئے جاوینگے دیکھو اگر ایک شخص کے چار پسر ہون ۔ اور اگر ایک مکان یا اراضی کو انہون نے تقسیم کرلیا پھر اونمین سے ایک پسر کے دو لپسر ہون انہون نے آپس مین تقسیم نہین کیا ہے ان مین سے اگر ایک شخص اپنا حصّہ فروخت کرے تو اسکا شفیع خلیط فی نفس المبیع ...... اسکا سگا بھائی ہوگا ۔ پھر فرض کرو مشتری سے اوس نے یا کسی اور شفیع نے دعویٰ نہین کیا اور

وہ مشتری محض اجنبی شخص ہی اوس کے بعد اگر دوسرا بھائی اپنا حصہ فروخت کرے تو یہ اجنبی شفیع خلیط فی نفس المبیع ہوگا اوسکی سامنے دوسرون کو حق نہین پہونچتا ہے گو وہ ہم جدین غرض خلیط ہونا اوس شے کے اعتبار سے ہے یہہ کسی کی صفت دوامی نہین ہے۔

مسئلہ ۲۱۲ - چونکہ شفعہ ایک حق غیر محسوس ہے لہذا اس مین شفیعون کے عدد کا لحاظ ہے حصون کا نہین ہے

تشریح

فرض کرو زید نے ایک مکان فروخت کیا اور اوس کے پانچ شخص شفیع ہین اور وہ پانچون شخص حصہ مین زیادہ کم اوس مکان کے مالک ہین جسکی روسے دعوی شفعہ کرتے ہین پس تفاوت حصہ کا لحاظ نہین ہوگا بحصہ مساوی سب کو شفعہ پہونچیگا۔

مسئلہ ۲۱۳ - شفعہ چونکہ حق ضعیف ہی اس کے ثبوت کے لیئے تین چیز ضرور ہین اول طلب مواثبت دوسرے طلب اشہاد تیسرے طلب خصومت - اگر مشتری راضی دینے پر نہووے - لیکن جو شخص بوجہ کسی امر کے طلب اشہاد سے معذور ہو تو وہان بجای طلب اشہاد فی الفور اطلاع مشتری یا بائع کو اگر وہ چیز ابتک اوسکی قبضہ مین ہو تجویز کیگئی

تشریح

طلب مواثبت اوسکو کہتے ہین کہ جس وقت علم بیع ہو فی الفور طلب خریداری ظاہر کرے یہانتک کہ اگر علم بیع ہوا اور ذرا سی دور تک چلا گیا اتنا ذرا سا اعراض اوس کے حق کو زائل کرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ علم بیع اور طلب کے درمیان کوئی ایسا فعل نکیا جاوے جو دلیل اعراض ہو اور اسکا جاننا کہ کونسا فعل دلیل اعراض ہے اور کونسا نہین موقوف رواج پر ہے مثلاً شفیع کو اگر علم بیع ہوا وہ بیٹھا تھا کھڑا ہو گیا یا کسی اور کام مین مشغول ہو گیا۔ پس حق شفعہ کی حیثیت سے یہہ فعل ایسا سمجھا جاویگا کہ گویا صراحتہً انکار کردیا ہے اور اگر علم بیع کے بعد شفیع کھڑا تھا بیٹھ گیا یہہ فعل دلیل اعراض نہین کیونکہ معاملہ کے لیئے ہی بیٹھا ہے غرض کہ ہر فعل کا حال رواج سے معلوم ہو جاتا ہے لغت مین مواثبت کے معنے کودنے کے ہین پس شرع شریف مین یہہ مراد ہے کہ سنتے ہی آمادگی ظاہر کرے یہہ ضرور نہین کہ حقیقت مین کودنے لگے بعض لوگ یہہ سمجھ گئے کہ اگر اونچی جگہہ پہ بھی ہو اور خبر بیع سنے تو وہان سے کود پڑے یہ محض غلط ہی۔ پھر جب طلب مواثبت کرلی تو اوسکا حق ثابت ہو گیا لیکن درجہ استحکامی کو نہین پہنچا - اسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ خاکہ کسی نقشہ کا ہو جیسے

طلب مواثبت پورے طور پر ہوچکی اوس کے بعد طلب اشہاد ہے۔ طلب اشہاد اوسکو کہتے ہین کہ شے متنازعہ فیہ
کے پاس جاکر یا مشتری یا بائع کے پاس جاکر دو شخصون کو گواہ کرلے کہ مین اوسکو خریدتا ہون تم گواہ رہنا۔ طلب مواثبت
مین گواہ کی ضرورت نہین ہے اور طلب اشہاد مین گواہ ضرور ہین اس کا یہ مطلب ہے کہ نفس طلب مواثبت بلا گواہ
ہوسکتی ہے اور طلب اشہاد بلا گواہ نہین ہوسکتی ہے۔ رہا یہ امر دیگر ہے کہ ثبوت طلب مواثبت بھی بدون گواہ
نہین ہوسکتی ہے اسلیئے طلب مواثبت کے لیئے بھی گواہ چاہیئے نفس معاملہ اور شے ہے اور ثبوت معاملہ اور شے ہے
جب اوسنے طلب اشہاد بھی کرلی اوسکا حق پختہ ہوگیا جیساکہ پختہ نقشہ خاکہ پر بنایا جاوے مگر اسوقت تک وہ مالک نہین
ہوگا۔ مالک جب سمجھا جاویگا یا تو مشتری اپنی رضا سے اوسکو دیدے یا حاکم دلا دے فقط پختگی حق اس معنی
کر سمجھی جاتی ہے کہ اوسکے بعد اوسکے سکوت کرنے سے حق زائل نہین ہوتا ہے۔ اگرچہ امام محمد صاحب نے تو بعد طلب اشہاد
کے ایک مہینہ میعاد نالش قرار دیا ہے لیکن مفتی بہ یہی ہے کہ کچھ میعاد نہین جب چاہے بذریعہ حاکم لے سکتا ہے
مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ایسا فعل شفیع سے نہ پایا جاوے کہ دلیل اعراض ہو مثلاً وہ طلب اشہاد کرکے بھول گیا ہو
اور خیال بھی نہین رہا ہو ہان البتہ اگر بوجہ نہ بہم پہنچنے قیمت یا اور کوئی سبب معقول کی وجہ سے چند دن تک تاخیر کرے

مسئلہ ۲۱۴ جب کوئی شفیع نالش کرے اوسکو ان امور کا ثابت کرنا ضرور ہے۔ یہ کہ مکان متنازعہ فروخت ہوا۔
یہ کہ مین فلانی قسم کا شفیع ہون اور مین طالب اپنے حق کا ہون۔ یہ کہ شفیع نے طلب مواثبت پورے طور سے ادا کردی
یہ کہ بعد طلب مواثبت اوسیوقت طلب اشہاد بجالایا ہون۔ یہ کہ شفیع نے مشتری سے لینا چاہا اور اوسنے انکار کیا جب
یہ امور بعینہٖ اسی طرح بجالاوے تو مشتری مدعا علیہ کیطرف حاکم التفات کرے ورنہ اول ہی شفیع کے دعوی کو خارج کردے

تشریح

ان واقعات کا بار ثبوت شفیع کے ذمہ ہے اگر انکا ثبوت پورے طور سے نہوسکے تو دعوی شفیع بلا جواب مدعا علیہ
خارج ہوجانا چاہیئے۔ فرض کرو فی الواقع بیع ہوگئی ہو لیکن شفیع طلب مواثبت بجانہ لایا ہو یا طلب مواثبت تو بجالایا
ہو اوسکے بعد طلب اشہاد بجا نہ لایا ہو اور طلب مواثبت اور طلب اشہاد کی حقیقت مسئلہ ۲۰۰ مین معلوم ہوچکی ہے طلب
مواثبت اور طلب اشہاد مین زر ثمن کا حاضر کرنا ضرور نہین خواہ اوسوقت روپیہ مہیا ہو طلب مواثبت ہوسکتی ہے

مسئلہ ۲۱۵ بعد بجالانے تمام شرائط شفعہ کے اگر شفیع اپنا حق چھوڑ دے تب بھی اوسکا حق زائل ہوجاویگا۔

یا صراحتہً یا ضمناً اوس بیع کو تسلیم کرے تب وہ بھی حق زائل ہو جاویگا

تشریح

مثلاً فرض کرو زید نے ایک مکان خریدا اور خالد شفیع نے بعد بجالانے شرط شفعہ کے زید سے یہہ کہا کہ یہہ مکان تو میرے ہاتھ بیچ دے تو اس کہنے سے پہلی بیع کو تسلیم کر لیا حق شفعہ اُسکا باطل ہو گیا تفصیل اسکی یہہ ہے کہ شفیع کی مشتری سے استدعا دو قسم کی ہے ایک تو اسطرح پر کہ جبراً شفیع چاہتا ہے کہ بجائے اپنے مجکو اوسی پہلے عقد مین تو مشتری کرا دے اور تو درمیان سے جدا ہو جا ورنہ عدالت سے مین جبراً لونگا تو یہہ عین حقیقت شفعہ ہے کہ پہلے ہی معاملہ مین بجائے مشتری شفیع آپکو بنانا چاہتا ہے دوسرے یہ کہ شفیع اگر یون چاہے کہ تو میرے ہاتھ بیع کر دے یعنی دوسرا معاملہ کرے اس مین پہلے معاملہ کو تسلیم کر لیا حق شفعہ باطل ہو جاویگا۔ دیکھو ان دونون صورتون مین بہت باریک فرق ہے طلب خصومت مین خوب لحاظ رکھنا چاہیئے اور اسکا وقوع بہت ہی لوگ اسکا خیال نہین کرتے۔

مسئلہ ۲۱۶ جب شفیع کی حقیقت یہہ ہے کہ بجائے مشتری اول پہلے ہی معاملہ مین خود آپ مشتری ہوتا ہے پس شفیع قائم مقام مشتری خاص اُن امور مین جو جزو معاملہ مین سمجھا جاویگا باقی شرائط مین ایکدوسرے کا پابند نہوگا۔

تشریح

اگر درمیان مشتری اور بائع کے یہہ شرط ہوئی تھی کہ مین ہرگز اسکو واپس نہین لونگا خواہ کیسی ہی عیب دار ہو اس معاہدہ کا شفیع پابند نہوگا اوسکو بصورت عیب اختیار واپسی کا ہے یا مشتری نے کچھہ سودے سے خریدی تھی اُسکا اثر شفیع تک نہین پہونچیگا شفیع کا پکا سودا سمجھا جاویگا ہان البتہ جسقدر شئے مبیعہ یا جو مقدار ثمن قرار دیا گیا ہے اوسکی پابندی لازم ہے۔ علی ہذا القیاس اگر بائع نے مشتری کو اُدھار دیا ہو یہہ بھی شفیع کو مجاز نہین کہ وہ شئے اُدھار لے۔

مسئلہ ۲۱۷ جب شفیع خلیط فی نفس المبیع نہو یا وہ اپنا حق چھوڑ دے اوسکے بعد شفعہ شفیع خلیط فی حق المبیع کو پہونچتا ہے۔

تشریح

خلیط فی حق المبیع اوسکو کہتے ہین کہ ذات مبیع مین تو شریک نہو بلکہ منافع اور حقوق مین جو کہ ذات مبیع سے خارج ہین اوس مین شریک ہو جیسا کہ راستہ اور پانی وغیرہ اور راستہ کا شریک پانی کے شریک سے مقدم ہے اگر ایک احاطہ مین بہت سے مکان ہون اور سب کا راستہ ایک ہو پس ایک راستہ والیکو نسبت اوس کے کہ پانی مین شریک ہو ترجیح دیجاویگی اور راستہ سے

مراد وہ راستہ ہے جو شارع عام نہو کیونکہ شارع عام کسیکی ملک نہین ہے پھر راستہ کے شریکون مین اوّل اوسکو ترجیح ہے جو مکان مبیعہ سے اوّل راستہ مین آوے پھر اوسکی بعد جو ہووے اگر برابر کے دو تین شخص ایسے ہون سبکو حصہ پہونچیگا

مسئلہ ۲۱۸ جار ملاصق اوسکو کہتے ہین کہ اوسکا مکان مبیعہ سے ایک جانب یا دو جانب یا تین جانب متصل ہو اور پانی اور راستہ مین بالکل شریک نہو اگر پانی اور راستہ مین بھی شریک ہو تو خلیط فی حق المبیع شمار کیا جاویگا۔

مسئلہ ۲۱۹ جائز ہے کہ ایک شخص چارون قسم کا شفیع ہو جاوے پس وہ اگر اپنا حق ایک قسم کی حیثیت سے چھوڑ دے تو وہ سب قسم کی حیثیت سے چھوڑتا سمجھا جاویگا۔

تشریح

فرض کرو زید ایک مکان مبیعہ کا شفیع خلیط فی نفس المبیع اور حق المبیع فی الطریق اور حق المبیع فی الشرب اور جار ملاصق بھی ہو اوسنے بعد خبر بیع طلب مواثبت اور طلب اشہاد نہین کی وہ ایسی سمجھی جاویگی کہ تمام حیثیت کی رو سے اسکا شفعہ ساقط ہو گیا نہ یہ کہ چار حیثیت کی وجہ سے چار دفعہ اوسکو طلب مواثبت اور طلب شہاد چاہیے تھی۔

مسئلہ ۲۲۰ اور اگر چارون حیثیت کے شفیع مختلف ہون اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ مقدم شفیع کے سامنے موخر کو استحقاق شفعہ نہین مگر سب شفیعون کو اپنے استقرار حق کے لیئے فی الفور طلب مواثبت اور طلب شہاد بجالانا چاہیے ورنہ شفعہ باطل ہو جاویگا۔

تشریح

فرض کرو زید عمرو سگے بھائی ہین عمر غائب ہے زید نے اپنا حصہ کسیکی ہاتھ بیچڈالا شفیع موجود ہین انہون نے جو عمر سے کم درجہ کے شفیع ہین بعد علم بیع طلب مواثبت اور طلب اشہاد لائی بعد مین عمر غائب کو جو خبر بیع پہنچی اوسنے حق اپنا چھوڑ دیا پس ان شفیعون کو بھی حق شفعہ نہین پہونچیگا کہ طلب مواثبت اور طلب اشہاد بعد بیع بجا نہین لائے اگرچہ بخیال اسکے بھی بجا نہ لائے ہون کہ اوّل خلیط مقدم ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ان دونون طلبون کا فی الفور بجالانا ہر قسم کے شفیع پر واسطے استقرار حق کے لازم ہے۔

مسئلہ ۲۲۱ اگر شفیع نے اپنا حق شفعہ بعد معلوم ہونے کسی خاص وجہ کی چھوڑ دیا اور پھر یہ ثابت ہوا کہ وہ وجہ واقع نہین تھی پس وہ رضامندی متعلق اوسی وجہ کے شمار کیجاویگی اور صورت نہونے اوس وجہ کے وہ رضامندی کالعدم ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ اوس وجہ خاص کا اختلاف موجب نفع ضرر اور غلبہ اعراض کا باعث ہو۔

تشریح

اگر زید شفیع نے اپنا شفعہ اسوجہ سے چھوڑ دیا کہ اوسکو معلوم ہوا تھا کہ فلان مکان ہزار روپیہ کو فروخت ہوا یا فلان موصوف نے خریدا ہی یا آدھا اوس مکان کا فروخت ہوا ہے یا ذلیٖ من غلہ کو فروخت ہوا۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ واقع کے برخلاف ہے یعنی ہزار سے کم کو بکا ہے یا کسی اور شخص نے لیا ہے یا کُل مکان بکا ہے یا روپیہ کے عوض مین بکا ہے اگرچہ غلہ کی برابر ہی روپے کیون نہون جس حیثیت پر اوسنے رضامندی ظاہر کی تھی وہ حیثیت یہان پائی نہین گئی۔ ہوسکتا ہے کہ زیادتی ثمن اور عمدہ پڑوسی یا تھوڑا حصہ یا ثمن غلہ کا ہونا جسکے حاصل کرنے مین کچھ دقت ہوتی ہے موجب ترک شفعہ ہو بخلاف اسکے اگر اوسکو معلوم ہوا کہ اشرفیون کی بالعوض بیع ہوئی اوسنے شفعہ چھوڑ دیا بعد کو معلوم ہوا کہ روپیہ کے عوض مین بیع ہوئی ہے تو یہ ایسی وجہ نہین ہے کہ اسکا اختلاف موجب نفع ضرر یا باعث رغبت اور اعراض کا ہووے اسلیے شفعہ ساقط ہی سمجھا جاویگا اگر یہ معلوم ہوا کہ فلانا مکان ایک گھوڑی کے بدلے بکا ہے اور پھر معلوم ہوا کہ روپیہ کے بدلے بکا۔ اس صورت مین اوّل رضامندی سے شفعہ باطل ہو جاویگا کیونکہ گھوڑا اوّل بھی نہین دے سکتا تھا دسپر اوّل ہی روپیہ واجب الادا تھا۔ بخلاف گیہون کے کہ وہ مثلی چیز ہے بعینہ وہی واجب الادا تھے۔ پس مثلی چیزون مین خلاف ہونے سے رضامندی کالعدم ہونی چاہیئے۔

مسئلہ ۲۲۲ - اگر شفیع انکار خریداری قبل بیع کرے وہ شفیع کے شفعہ مین نقصان نہین پہونچاتا۔

تشریح

عوام مین ایک رواج ایسا ہو رہا ہی کہ قبل تمام معاملہ بائع خود ایک نوٹس اطلاع خریداری مکان مشفوعہ شفیع کے پاس بھیجدیتا ہے اور اُس نوٹس سے کچھ مفاد نہین۔ اگر شفیع انکار خریداری کرے کچھ اسکا نقصان نہین اگر بعد تمام ہونے بیع کے مشتری ایک نوٹس بنام شفیع اس مضمون کا دیوے کہ مین نے فلان شخص سے اتنی قیمت کو فلان مکان یا اراضی خرید لی ہے اور تم اوسکے شفیع ہو اگر تمکو لینی منظور ہے تم لیلو ورنہ مین قیمت دیکر کاغذ باضابطہ لکھوالون گا پھر تمکو مجاز شفیع نہوگا البتہ اس کے انکار کرنے سے بیشک حق شفعہ زائل ہو جاویگا۔

مسئلہ ۲۲۳ - اگر شفیع مشتری کی طرف سے وکیل خرید بنا ہو اسکا شفعہ باطل نہین ہوتا اگر بائع کا وکیل ہو یا محض اجنبی ہو اور کاغذ بیعنامہ پر گواہی کردے ان صورتون مین شفعہ ساقط ہو جاتا ہے

تشریح

اسکی یہہ وجہہ ہے کہ شفعہ کا حق اس سے پیدا ہوتا ہے کہ بائع کی ملک سے نکلکر مشتری کے پاس وہ شے آجاوے تو مین مشتری کو قائم مقام ہوجاؤن اسصورت مین اگر شفیع مشتری کا وکیل ہو وہ درپردہ اپنے حق کے پیدا کرنیکا ساعی ہے اس مین دلیل اعراض نہین بخلاف اسکے کہ شفیع اگر بائع کا وکیل ہو اور وہ دوسرے شخص کو اپنی رضامندی سے دلواتا ہے اور نکتہ اسمین یہہ ہے کہ نالش شفعہ مین مدعاعلیہ مشتری ہوتا ہے بائع نہین ہوتا۔

مسئلہ ۲۲۴ اگر شفیع نے اوس شے کو جسکی وجہہ سے دعوی کرتا ہے قبل لینے مکان مشفوعہ کے اپنی ملک سے قطعی طور پر نکالدیا عام ہے خواہ بذریعہ بیع یا ہبہ بالعوض اسکا شفعہ باطل ہوجاویگا

تشریح

اصل یہہ ہے جسوقت باستعانت حاکم جبرًا لینا چاہتا ہے جبتک اوسکو بارے مین حاکم حکم نکرے وہ شے جسکی رو سے دعوی شفعہ کرتا ہے اسکی ملک مین ہونی چاہیئے اگر شفیع نے بعد بجالانے شرائط شفعہ یا بعد ارجاع نالش قبل حکم حاکم اپنا مکان فروخت کردیا اسکا شفعہ باطل ہوجاویگا۔ عام ہے خواہ اسنے اپنی مشتری کو قبضہ دیا ہو یا ندیا ہو ہان البتہ اگر بیع کچے سودے سے کی ہو جسکو اصطلاح شرع شریف مین خیار شرط کہتے مین تب اسکا شفعہ باطل نہین ہوگا مگر اس مین بھی یہ شرط ہے کہ اس سودے سے بائع پھر جاوے اگر شفیع نے اس سودے کو جائز رکھا تو وہ ایسا ہی سمجھا جاویگا کہ گویا اول ہی قطعی طور پر بیع کردیا تھا بس پھر شفعہ باطل ہوگا اسیطرح اگر اوسنے ہبہ کردیا اس سے بھی اسکا حق زائل نہین ہوتا کیونکہ اوسکو حق رجوع حاصل ہے اگر ہبہ کو نافذ سمجھے اور رجوع نکرے اسصورت مین حق شفعہ زائل ہے اور چونکہ ہبہ بالعوض مین اوسکو اول ہی سے حق رجوع حاصل نہین اوس مین بلا قید حق شفعہ زائل ہوجاتا ہے اگر شفیع کی حقیت رہن ہو یا بعد بجالانے شرائط شفعہ رہن کرے تو اسکا حق زائل نہین کیونکہ اوس سے پہلے مالک ہے اور یہی حال بذریعہ عاریت دیدینے کا ہے اور اگر شفیع نے اپنی حقیت ایسی حالت مین وقف کردی ہو تو دیکھنا چاہیئے کہ اگر ایسی طرح وقف کردے جسکی وجہہ سے اسکا ازالہ ملکیت ہوگیا تو اسکا شفعہ باطل ہوجاویگا۔ ورنہ نہین اسکی تفصیل وقف مین معلوم ہوگی۔

مسئلہ ۲۲۵۔ اگر کوئی شفیع نابالغ ہو اوسکے قائم مقام اوسکا مہتمم ترکہ یا باپ شمار کیا جاویگا یعنی انکا تسلیم یا سکوت موجب زوال حق شفعہ ہوگا پھر نابالغ کو بعد بلوغ مجاز شفعہ نہین ہے اسیطرح اگر شفیع نے اپنا وکیل کسیکو کردیا ہو اسکا تسلیم اور سکوت بھی مثل شفیع موکل شمار کیا جاویگا۔

تشریح

پس اگر کوئی شخص کسی کو مختار عام اپنی طرف سے کردے اور خود غائب ہو اگر اوسکا مختار عام طلب مواثبت یا طلب اشہاد بعد علم بیع بجا نہ لاوے یا دعوی شفعہ سے دست برداری کردے وہ حق زائل ہو جاویگا -

مسئلہ ۲۲۶ - دعوی شفعہ حقیقت مین دو دعوون سے مرکب ہے اول ثبوت حق شفعہ دوم تعین ثمن جیسا کہ پہلے دعویکا بار ثبوت شفیع کے ذمہ ہے اسیطرح اگر اختلاف ثمن مین ہو تو اُسکا بار ثبوت بھی شفیع کے ذمہ ہے اگر اوسکے ثبوت مین کچھ نقصان ہو تو بلا حلف بیان مشتری مدعا علیہ مرجح ہوگا اور اگر دونون ثبوت کامل طور سے پیش کرین تو شفیع کا ثبوت مرجح ہوگا -

مسئلہ ۲۲۷ اختلاف ثمن مین بائع کا قول چندان معتبر نہین مثل ایک گواہ کے سمجھا جاویگا اِلّا اوس صورت مین کہ بائع خود مشتری سے ابتک کچھ وصول نہین ہوا ہے تو اوس صورت مین بائع کے قول پر حاکم طے کردے اور اسکو ایسا سمجھو کہ بائع نے قیمت سے کم کردیا -

تشریح

اگر بیع ہزار روپیہ پر ہو اور پھر بائع کچھ روپیہ مشتری کو چھوڑدے تو شفیع کو بھی بقدر حصہ کمی ثمن مین ہو جاتی ہے اور اگر سارا ثمن بائع چھوڑدے تو شفیع کو کل ثمن دینا ہوتا ہے -

مسئلہ ۲۲۸ اگر شفیع اہل اسلام نہو تب بھی اوسکو حق شفعہ پہونچتا ہے اسیطرح اہل اسلام کو بھی شفعہ پہونچتا ہے اگر کافر مشتری ہو -

تشریح

شفعہ کی بنا ضرر پر ہے اسکا قیاس مذہب پر نہین ہے کہ اختلاف دین اسکا مانع ہو مگر اس زمانے مین اس مسئلہ مین ایک پیچیدگی واقع ہوگئی وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ اہل اسلام نہین اور خود کسی مذہب مین دست انداز نہین ہوتی ہے اگر بائع اور مشتری اور شفیع تینون اہل اسلام ہون تو بلا شک اس مسئلہ کو جاری کرسکتی ہے اگر ان تینون مین اختلاف مذہب ہو تو البتہ اسمین موافق قاعدہ گورنمنٹ دقت واقع ہوتی ہے لیکن موافق قاعدہ گورنمنٹ بھی مشتری اور شفیع کا اہل اسلام ہونا کافی ہے کیونکہ بائع کا اس دعوی مین کچھ سروکار نہین ہے اوسکا تو واسطہ درمیان سے نکل گیا یا مشتری جو کہ

مدعا علیہ ہے اگر وہ اہل اسلام ہے اوسکو بموجب اوسکے مذہب کے جبراً پابند کر سکتی ہو عام ہو خواہ شفیع اہل اسلام ہو یا نہو

پس اگر چہ شفیع کو اہل اسلام ہونا ضروری نہین ہو کیونکہ اوسکو ہماری شریعت کے بموجب استحقاق حاصل ہو لیکن گورنمنٹ

اسی قاعدہ کی بموجب شخص غیر معتقد ہو اوسکی کہنے سے معتقد کو مجبور نہین کر سکتی ہے لہذا شفیع کا بھی اہل اسلام ہونا

ضروری ہو۔

مسئلہ ۲۲۹ - اگر مشتری مدعا علیہ کے پاس شئ متنازعہ فیہ کی قیمت کسی ایسی وجہ سے کم ہوگئی جس مین مشتری کی

طرف سے کچھہ تعدی نہین ہوئی تو شفیع اوسی قیمت کو لیگا جتنے کو مشتری نے خرید اہے حال کی قیمت کا اعتبار نہین

اور اگر اصل مین کمی ہوجاوے تب قیمت کم ہوجاوے گی۔

تشریح

فرض کرو زید نے ایک مکان خرید اوہ خود بخود مسمار ہوگیا یا درخت مع اراضی تحتی خرید اوہ درخت سوکھ گیا یا کوئی اراضی

خریدی اوسکا بوقت نالش بھاؤ کم ہوگیا یا کوئی زمین چاہی تھی اب اوس مین پانی آنا منقطع ہوگیا ان سب صورتونمین

شفیع چاہے پوری قیمت کو خریدے چاہے واپس کر دے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ وصف کی مقابلہ مین ثمن نہین ہوتا ہے

لیکن اگر اراضی ہی کم ہوجاوے جیسا کہ نصف غرق ہوگئی اسصورت مین کمی ثمن مین ہوگی کہ یہان مبیع ہی کم ہوگئی

مسئلہ ۲۳۰ - اگر کوئی نقصان مشتری کی تعدی سے ہوا تو بقدر نقصان کمی ثمن مین ہوگی علی ہذالقیاس اگر

مشتری کی صنعت سے کچھہ قیمت زیادہ ہوگئی تو اوسی قدر ثمن مین زیادتی ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ وہ زیادتی قابل

جدی کرنے کے نہو۔

تشریح

فرض کرو زید نے ایک مکان خرید اوسکا ملبہ اوتار لیا تو شفیع میدان زمین کو بقدر حصہ قیمت میدان کے خریدیگا

اور ملبہ مشتری کا ہوگا اور اگر چاہے ملبہ سمیت کل قیمت کو لیوے اور اگر مشتری نے اوس مکان مین دستکاری کی جیسا

رنگ آمیزی وغیرہ تو اس صورت مین بالضرور شفیع کو اوسکی قیمت دینی ادیگی کیونکہ وہ دستکاری قابل جدی ہونے کے

نہین ہے۔

مسئلہ ۲۳۱ - اگر مشتری نے کوئی ایسی زیادتی کی ہو کہ وہ جدی ہوسکتی ہے تو دو حال سے خالی نہین یا تو اوسکا

جُدے کرنے سے ضرر اراضی ہو یا نہیں اگر ضرر ہووے تو شفیع جبرًا اوس زیادتی سمیت یا بزاد قیمت افزائش لیگا

اگر جدی کرنے مین کچھ ضرر نہین تو اوسکی بھی دو صورت ہین اگر وہ زیادتی ایسی ہے کہ کچھ میعاد مین جدے ہونیکے

قابل ہو یا نہین اگر قابل ہے تو میعاد معین تک وہ اراضی مشتری کی قبضہ مین رہندے بعد خالی ہونے کے

مالک ہو ورنہ اوسیوقت قبضہ کرے اور مشتری اپنی زیادتی اوس مین سے جدی کر لے یا شفیع اوسکی قیمت دیدے مگر وہ قیمت

اوکھڑی ہوئی کی ہو قائم کی نہو۔

تشریح

زید نے ایک زمین خریدی اوس مین اگر زراعت کرے تو ایام پختگی زراعت تک شفیع اوس سے خالی نہین کرا دیگا اور

اگر اوس مین درخت لگایا یا مکان بنالیا تو شفیع اوسیوقت اُکھڑوا کر قبضہ کر لیگا

مسئلہ ۲۳۲ جنگل کی اراضی مین بھی شفعہ چار قسم کا ہے شفیع خلیط فی نفس المبیع کی صورت تو ظاہر ہے کہ خاص

اوسی زمین کا شریک ہو جو فروخت ہوئی ہے اور یہہ ضرور نہین کہ نمبر بندوبستی بھی ایک ہو یا نہو۔

تشریح

مثلًا فرض کرو بندوبست کیوقت ایک کھیت تلو بیگھہ کا تھا اور اوسپر ایک نمبر تھا اب وہ اندر زمانہ بہت ٹکڑے ہو گئی

اور بہت سی کھیت ہو گئی اب اوس حالت کے شریک کو خلیط فی نفس المبیع نہین کہین گے پس خلیط فی نفس المبیع تو

وہی ہے جہان حصون کی بیع ہوتی ہے کچھ معین زمین نہین ہوتی۔ یہ سب حق المبیع یا جار ملاصق مین شمار کئے جاوینگے

مسئلہ ۲۳۳۔ جنگل کی اراضی مین خلیط فی حق المبیع وہ ہے کہ اوسکی زمین اور اراضی متنازعہ فیہ مین ایک چاہ یا

چشمہ سے پانی آتا ہو یا دونون زمینونکا راستہ آبادی یا موضع کھلیان تک ایک ہو

تشریح

آبادی مین خلیط فی حق المبیع پانی اور رستہ کی اوپر کیفیت تھی وہان پانی اور راستہ کی نکاسی اوس شے متنازعہ فیہ

سے تھی یہان پانی کا داخل ہونا یا آدمیون کا داخل ہونا مراد ہے مگر شرط یہہ ہے کہ جس چاہ اور جس چشمہ سے پانی دیتے

ہون وہ مملوکہ غیر نہون بلکہ انہین اراضی کی متعلق ہون اور چشمہ بڑے نہون چشمہ بڑا وہ ہے جسمین کشتی جاری ہوتی

ہے اگر ایسے چشمے ہون وہان خلیط فی حق المبیع کی صورت نہین ہے صرف جار ملاصق ہی پائی جاویگی علی ہذا القیاس

راستہ بھی انھین اراضی کی متعلق ہو مملوکہ غیر نہو یا شارع عام نہو اور نافذہ نہو ایسی صورتون مین خلیط فی حق المبیع نہین ہوگا وہ راستہ جسکو دخل خلیط فی نفس المبیع مین ہے اوسکو اُردو مین گھر کہتے ہین کہ دو کھیتون کے درمیان مشترک ہو اور زیادہ جگہہ جہان کھلیان ڈالتے ہون اوس تک راستہ مشترک ہو۔

مسئلہ ۲۳۴ - جار ملاصق کی صورت ظاہر ہے کہ کھیت مبیعہ سے ڈول اوسکی ملی ہوئی ہون اور کوئی شرکت کسی قسم کی حاصل نہو۔

مسئلہ ۲۳۵ - اگر کوئی شخص زمین کو زمین ہی کے بدلے اس صورت مین دونون مین شفعہ پہونچتا ہے عام ہو خواہ شفیع دونون کا ایک ہو یا مختلف۔

تشریح

بیع کے یہہ معنی ہین کہ مبادلہ مال کا مال سے پس اگر ایک جانب مثلی چیز مثلاً روپیہ ہو اور دوسری جانب زمین تو زمین کو مبیعہ کہتے ہین اور روپیہ کو ثمن کہتے ہین اگر دونون جانب زمین ہو تو اس صورت مین ہر ایک مبیعہ ہے اور ہر ایک ثمن لہذا دونون مین شفعہ پہونچیگا پس اگر دونون اراضی کا ایک ہی شفیع ہے وہ دونون اراضی کو مثل قیمت ہر ایک اراضی کے بطریق شفعہ لیویگا

مسئلہ ۲۳۶ - اگر مدعا علیہ کسی مدعی کے دعوی کو تسلیم کرکے بطریق صلح کوئی مکان یا زمین دیوے وہ بھی بمثل بیع متصور ہے اور مین بھی شفعہ ہوگا۔

تشریح

زید ایک مکان کا دعویدار ہے کہ یہہ میرا مکان ہے عمر مدعا علیہ نے اوس کے دعوی کو تسلیم کرکے ایک مکان اپنا دیکر دعوی سے دست برداری کرالی پس یہ بیع ہوئی اور شفعہ طرفین مین واقع ہوگئی مگر شرط یہہ ہے کہ بدل صلح جزو دعوی نہو اگر ہو تو شفعہ نہین ہوتا ہے وہ تقسیم شمار کیجاتی ہے اور تقسیم مین شفعہ نہین ہوتا ہے مثلاً زید و عمر ایک جائداد کے مالک تھے اور عمر کل جائداد پر قابض تھا زید نے کل جائداد کی نصفی کا دعوی کیا عمر نے دعوی کو تسلیم کرکے کچھ جائداد مین سے اسی دعوی کے جزو کی زید کو دیکر دست برداری دعوے سے کرالی اس مین شفعہ نہین پہونچتا ہے۔ البتہ اگر عمر کسی اور اپنی جائداد پیدا کردہ سے بدل صلح مین دیتا تو بیشک بیع شمار کیجاتی۔

مسئلہ ۲۳۷ - اگر مدعی مدعا علیہ کے دعوی پر سکوت یا انکار کرتا ہے اور پھر مدعا علیہ کو کچھ دیکر دست برداری حاصل کرے

کرادے وہ بیشتر لزبیع شمار نہین کیجاویگی بلکہ مدعی کی جانب سے ہبہ دینا بطور تبرع جھگڑا دفع کرنے کے لیئے شمار کیا جاویگا گویا کہ مدعی نے مدعا علیہ کو ہبہ کردیا پس اوسصورت مین وہ چیز جو قبضۂ مدعی مین ہی اوسمین شفعہ نہین پہونچیگا اور البتہ ہبہ لیتا مدعا علیہ کیجانب ایسا سمجھا جاویگا کہ گویا اوسنے اپنا حق پایا پس وہ چیز جو مدعی نے دی اگر قابل شفعہ ہو اوس کا شفیع بمثل قیمت اوس شئے کے جسکا مدعی نے دعوی کیا دیکر مدعا علیہ سے چیز لے سکتا ہے۔

حیلہ سقوط شفعہ کا بیان

مسئلہ ۲۳۸۔ شفعہ کے ساقط کرنے کے لیئے اگر کوئی حیلہ کرے تو وہ جائز ہے۔

مسئلہ ۲۳۹۔ اگر شفیع کی جانب سے تھوڑی زمین زیادہ قیمت کو کسیکے ہاتھ بیچدی اور باقی کو بقیہ قیمت کو دیدی تو شفیع کا شفعہ باطل ہوجاویگا۔ علی ہذا القیاس شفیع کیجانب تھوڑی زمین چھوڑ کر باقی بیچدی یہ عمدہ حیلہ ہے۔

تشریح

مثلاً فرض کرو زید عمر کے مکان کا شرق کی جانب شفیع جار ملاصق ہے۔ اب عمر اوسکی جانب ایک گز زمین یا کم بمقابلہ دو سو تین سو روپیہ کے دیدی اور باقی زمین کو تھوڑی قیمت کو کہ جسکا مجموعہ کل مکان کی قیمت کو برابر ہوجاوے اور یہ حیلہ شفیع جار ملاصق کے لیئے ہے۔ خلیط فی نفس المبیع کے لیئے نہین چلتا۔

مسئلہ ۲۴۰۔ اسیطرح اگر شفیع کی جانب سے کچھ زمین پہلے ہبہ کردی اور قبضہ کرادیا اور پھر باقی کو بیع کردیا تب بھی شفعہ باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۱۔ اگر کچھ حصہ اتنی قیمت کو فروخت کیا جاوے کہ کل مکان کی قیمت سے کچھ ہی کم ہو اور پھر باقی مکان اوس باقی دام کے عوض فروخت کیا جاوے یہ عمدہ حیلہ ہے۔

تشریح

فرض کرو زید کے پاس ایک مکان ایک ہزار کی قیمت کا ہے اور اوسکا شفیع عمر ہے زید نے اپنے مکان کا کچھ حصہ بمقابلہ نو سو ننانوے ۹۹۹ کو فروخت کردیا اگر شفیع نے اسکا شفعہ کیا تو ذرا سی چیز اتنے داموں کو لی ورنہ مشتری خلیط فی نفس المبیع ہوجاویگا۔ اب باقی مکان اگر وہ ایک روپیہ کو بھی دیدے تب بھی شفعہ نہین پہنچتا کیونکہ یہ مقدم ہوگیا یہ حیلہ جار ملاصق کے واسطے مضر ہے۔ اس مین ایک بات لکھنی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ فعل کیا جاوے ایا دنہ ۔ بہ عدالت

صفحہ ۲۱۴ برا جلد ثانی کو دیکھو

صفحہ ۳۸۱ جلد ... کو دیکھو

بھی نافذ ہوگا یا نہین فقہا لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص حیلہ کی غرض سے اسطرح معاملہ کرے وہ اس بارہ مین حلف نہین دیا جاویگا۔ ہان البتہ اسپر حلف دیا جاویگا کہ مین نے فرضی اور نمایشی بیع نہین کی ہے خلاصہ تقریر یہہ ہے کہ حیلۂ اسقاط شفعہ اور ہے اور فرضی ثمن بڑھانا اور ہے اس زمانے مین لوگ حیلۂ شفع اسکو سمجھ رہے ہین کہ پانسو روپیہ پر اگر معاملہ ہووے ہزار لکھوالیں اور رجسٹری کے وقت بھی ہزار دیدین اور پھر اندر خانہ واپس کر لیں اسمین حیلہ نہین ثابت ہوتا۔ البتہ اگر پانسو کی چیز مین سے ذراسی چیز ایک کم پانسو کو فروخت کرے اور اوسمین سے کچھ واپس نکرے اور باقی کو ایک روپیہ دیدے وہ نمایشی بیع نہین ہے۔ پس گران قیمت کو دینا اور ہے اور فرضی قیمت کو زیادہ بیان کرنا اور ہے۔

مسئلہ ۲۴۲ - اگر کوئی زمین یا مکان کسی حکیم کے علاج کے بدلے اور حق الخدمت کے عوض مین دیوے اس مین بھی شفعہ نہین پہونچتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۳ - اگر شفیع کا شفعہ ثابت ہوگیا ہو لیکن ابتک مالک نہوا ہو تو ایسے وقت مین حیلۂ زوال استحقاق شفعہ مکروہ ہے جیسا کہ مشتری شفیع کو اشتعال دے کہ تو مجھسے خرید لے اور وہ رضامندی کرے تو اوسکا حق شفعہ باطل ہوجاویگا ہان اگر پہلے ثابت ہونے حق شفعہ کے حیلہ کرے وہ مکروہ نہین ہے۔ جیسا کہ مسئلہ ۲۳۸ مین کہا گیا۔

تشریح

فرض کرو زید ایک مکان کا شفیع ہے اور اوسنے طلب مواثبت اور طلب اشہاد بجالا کر اپنا حق ثابت کر دیا اب مشتری اوسکو بہکاتا ہے کہ تو مجھسے خرید لے اگر شفیع اس امر کو تسلیم کرے گویا اوسنے مشتری کی ملک کو تسلیم کر لی اور اس کا شفعہ باطل ہوجاویگا یہہ شبہ اوسکے پیچھے اور ایسا حیلہ مکروہ ہے۔

غصب کا بیان

مسئلہ ۲۴۴ - مال محفوظ متقوم دوسرے کا کھلم کھلا ایسی طرح سے لینا کہ اصلی مالک کا قبضہ زائل ہوجاوے اس کا نام شرع شریف مین غصب ہے۔

تشریح

مطلق مال قیمتی اور مطلق مال محفوظ کے چھیننے کا نام غصب نہین بلکہ اسکا قیمتی اور محفوظ ہونا شرعاً بھی ہو مثلاً شراب سود وغیرہ اگرچہ قیمتی چیز مین لیکن شرعاً نہین کافر دار الحرب مین اگرچہ مال محفوظ ہے لیکن شرعاً محفوظ نہین پس ایسے مال کے

چھین لینے سے غصب شرعی ہوتا ہین اور احکام غصب اوس سے متعلق ہونگے اور غصب مین یہہ بھی شرط ہے کہ اصلی مالک کا قبضہ زائل ہو جاوے اور اگر کوئی ایسا فعل کرے کہ اوس سے قبضہ نہ زائل ہو اوسکو غصب نہین کہتے ہین مثلاً کسی شخص کے بچھونے پر بیٹھ گیا اسکو غصب نہین کہین گے اگر کسی کی سواری پر سوار ہو کر کہین کو چلا جاوے یہہ بیشک غصب ہے یہان ایک بات جاننا ضرور ہے کہ غصب اور سرقہ مین کیا فرق ہے غصب کے احکام دیوانی سے متعلق اور سرقہ کے فوجداری سے علاقہ رکھتے ہین سرقہ مین قبضہ مالک کا اوٹھانا ایک خبث نفسانی سے بطریق خفیہ ہوتا ہے اور غصب مین علی الاعلان ہوتا ہے غرض یہہ ہے کہ منشا سرقہ خبث نفسانی ہے اور سبب غصب تغلب ہے - فوجداری کا محکمہ خاص اسی واسطے قائم کیا گیا کہ صفات ذمیمہ کی اصلاح کیجائے تو جو شخص خفیہ کسی کا مال لیجائے اوس مین مالک کو زیادہ رنج ہوتا ہے کیونکہ یہہ بھی امید نہین کہ دادرسی حاکم کے بیان کرنے ہی سے مجکو میرا مال ملجائیگا اور چور کا نفس خبیث پھول جاویگا اور مفسدہ کرنا شروع کریگا بخلاف غصب کے کہ وہان صرف تغلب تو ہوتا ہے لیکن اس کا سبب خبث نفسانی نہین ہے لہذا غصب فوجداری سے متعلق نہین اسیواسطے جس قسم مین یہ ثابت ہوتا ہے کہ مالکانہ طور سے تصرف سابق نہ لیا ہے اور تحقیق ملکیت کی بحث ہو جاوے وہ سرقہ سے بری ہو جاتا ہے دیوانی کے متعلق وہ معاملہ ہو جائیگا - اب مثلاً کوئی شخص بطور خفیہ مکان محفوظ سے کسیکا گھوڑا کھول لاوے اس حیثیت سے کہ خبث نفسانی سے یہ فعل کیا لائق سزای فوجداری ہے اور اس حیثیت سے کہ مالک کی قبضہ کو اٹھا کر اپنا قبضہ کر لیا غصب ہے پس چاہئے تھا کہ اگر کوئی چور اسکا اقرار کرے کہ بیشک گھوڑا مین نے چورایا تھا اور وہ میرے پاس مر گیا - فوجداری مین سزا دلائی جاوے اور گھوڑے کی قیمت دلا پانیکی نالش دیوانی مین کرکے چور کی جائداد سے وصول کرے لیکن شرع شریف مین چور کی بڑی سخت سزا تجویز ہوئی کہ اسکا ہاتھ کاٹا جاوے - آیت قرآن شریف سے یہہ ثابت ہو گیا کہ زمانہ چوری کرنے اور سزا پانے کی درمیان جتنے اسنے فعل کیے ہوں یہ سب کی سزا ہے پس اگر اوسنے گھوڑے کو ہلاک کر دیا تاوان لازم نہین البتہ اگر موجود ہو واپس کر دیا جائیگا -

مسئلہ ۲۴۵ - غاصب چھیننے والے کو کہتے ہین اور مغصوبہ وہ چیز جو چھینی گئی اور مغصوب منہ اصلی مالک کو کہتے ہین

مسئلہ ۲۴۶ - اگر یہہ جانکر غصب کرے کہ فلان شخص کا مال ہے تو علاوہ حکم غصب کے وہ شخص گنہگار بھی ہے ورنہ گنہگار نہین ہوگا

مسئلہ ۲۴۷ - جب کسی شے کو غصب کرے اگر بعینہ موجود ہے اسکا لوٹانا ضروری ہے اگر کھوئی گئی ہو تو دیکھنا چاہئے یا وہ چیز مثلی (جیسا گندم وغیرہ ہین) تھی یا غیر مثلی - اگر مثلی ہو اسکا مثل واپس کرے اگر مثل نہین ملتا تو اسکی قیمت دے

جو یوم نالش قرار پائی ہو واپس کرے اور اگر شئے مغصوبہ مثلی نہیں تھی تو اوسکی قیمت یوم غصب کی دینی لازم ہوگی۔

مسئلہ ۲۴۸ - غاصب کو لازم ہے کہ جس جگہہ غصب کیا اوسی جگہہ مالک کی سپرد کرے۔

تشریح

یہہ اونھیں اشیاء کے ساتھہ مخصوص ہے کہ اختلاف مکانوں سے قیمت میں فرق ہو اور نیز اوٹھانے میں کچھہ مزدوری بھی صرف ہوئی ہو ورنہ جہاں غاصب مالک کو دیویگا اوسکا حق لینے کا ہے اگر وہ انکار کریگا تو قبضہ غاصب کا بطریق امانت ہوگا ہلاک ہونے سے اسپر ضمان لازم نہیں آویگا۔

مسئلہ ۲۴۹ - اگر غاصب یہہ بیان کرے کہ شئے مغصوبہ میرے پاس ہلاک ہوگئی مجھسے قیمت دلائی جاوے تو یہہ بیان غاصب باور نکیا جاوے بلکہ اتنی مدت غاصب کو روکنا چاہیے کہ حاکم کو معلوم ہوجاوے کہ اگر اسکے پاس وہ شئے ہوتی ضرور پیش کرتا۔ پھر حکم مثل یا قیمت کا دیوے۔

تشریح

یہہ حکم جب ہے کہ مالک رضامند قیمت لینے پر نہو اگر وہ اول ہی قیمت لینے پر رضامند ہوجاوے تو حاکم کو کچھہ اسکی ضرورت نہیں کہ اوسکو روکے۔

مسئلہ ۲۵۰ - اگر غاصب اور مغصوب منہ میں اس بات پر اتفاق ہے کہ شئے مغصوبہ ہلاک ہوگئی لیکن غاصب کہتا ہے کہ میرے ادا کرنے کے بعد مالک کے یہاں ہلاک ہوئی اور مالک برخلاف کہتا ہے تو ثبوت غاصب زیادہ تر معتبر سمجھا جاویگا اگر خلاف تشخیص قیمت میں ہو تو مالک کا ثبوت مرجح ہوگا اور اگر اختلاف تعیین مغصوبہ میں ہو تو ثبوت غاصب مرجح ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۱ - غصب مال منقول اور غیر منقولہ (مثل اراضی وغیرہ) سب میں ہو سکتا ہے پس اگر کسیکی زمین کو غصب کر لیا اور وہ زمین ہلاک ہوگئی یعنی کوئی اوسپر دریا پھر گیا تو غاصب اسکا تاوان اصلی مالک کو دیگا۔

مسئلہ ۲۵۲ - اگر غاصب نے شئے مغصوبہ کو اپنی مملوکہ چیزوں میں ملا لی ہو کہ جدی نہیں ہو سکتی ہے تو قیمت کا تاوان دے۔

تشریح

یہہ جب ہے کہ غاصب کی چیز بہت تھی اور شئے مغصوبہ بہت تھوڑی ہو مثلاً ایک ڈھیلا اپنا گیہون کا پڑا تھا غاصب نے تھوڑے سے گیہون دوسرے کے غصب کرکے اوسمین ملا دیئے چونکہ گیہون اوسکے زیادہ تھے مصداق اس شعر کے ع کہ ایسا نباید

برابر اندکے ۔ بیکے برصدآیدنہ صد بر بیکے ۔ یہی کہا جائیگا کہ گیہون مغصوبہ کا بھی ہی مالک ہوگا اور مالک کو قیمت دے
اور اگر صورت بالعکس ہوتی تو غاصب کو اوسکی ڈال کی قیمت دلائی جاتی ۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب دو شخصونکی چیز ملجاوے
اور جدا ہونا مشکل ہو تو جسکا زیادہ نقصان ہو اوسکی رعایت کر کے دوسرے کو قیمت دلا کر سب کا اوسیکو مالک کردیتے ہین
فرض کرو کسی شخص کے گھوڑے نے دوسرے شخص کے برتن مین مونھ ڈالدیا اور پھنس گیا یا کسی کی مرغی دوسرے شخص کا قیمتی
موتی نگل گئی تو ایسی صورت مین برتن اور مرغی کا خیال نہین کرین گے بلکہ اس کے مالک کو قیمت دیکر دوسرے کی طرف لحاظ
کرینگے فی الفور برتن کو توڑ دین گے اور مرغی کو ذبح کرڈالین گے ۔

مسئلہ ۲۵۲ ۔ غاصب کے پاس اگر شئے مغصوبہ گم ہوجاوے تو وہ مستحق تاوان کا ہے عام ہے خواہ اوسکو فعل سے ضائع
ہوئی ہو یا بلائے ناگہانی سے مثلاً کوئی گھوڑا غصب کر کے لایا تھا اتفاق سے وہ مرگیا یا چور لیگئے غاصب تاوان دیگا ۔

مسئلہ ۲۵۴ ۔ اگر کوئی شئے غصب در غصب چند شخصونکے پاس پہنچ گئی ہو تو مالک کو اختیار ہے جس سے چاہے تاوان
لے مگر اوس صورت مین کہ شئے مغصوبہ وقف ہو اور غصب در غصب کی صورتون مین اوسکی قیمت بڑھی ہو تو جونسا ان غاصبون مین
مالدار زیادہ ہو اوس سے تاوان لے کیونکہ وقف کا اوسمین زیادہ نفع ہو ۔

تشریح

فرض کرو ایک زمین وقف تھی زید نے جب اوسکو غصب کیا تھا تو اوسکی قیمت ایکہزار تھی بعد کو عمر نے زید سے غصب کر لی
تو قیمت دوہزار تھی اوس سے پیچھے بکر نے عمر سے غصب کی تو اوسکی قیمت تین ہزار تھی اور پھر وہ زمین پانی مین غرق ہونے
کی وجہ سے ہلاک ہوگئی تو متولی جو مالک کا قائم مقام ہے اوسکو لازم ہے کہ تین ہزار کا تاوان لے کیونکہ وقف کا زیادہ نفع ہے
اور اسکو چھوڑنیکا منصب نہین پس جونسا ان غاصبون سے مالدار زیادہ ہو اوس سے تاوان لے ۔

مسئلہ ۲۵۵ چاندی سونیکو اگر کوئی غصب کر کے زیور یا برتن بنالے تب بھی وہ مالک کو بجنسہ واپس کیا جاویگا
اور غاصب کو کچھ مزدوری تک بھی نہین دیجاویگی ۔ کیونکہ چاندی سونا ثمن کے لیئے ہے ایسے تغیر سے اوس کی ثمن ہونے
مین فرق نہین آتا ہے ۔

مسئلہ ۲۵۶ علاوہ چاندی سونے کے اگر غاصب نے غصب کے اوسمین ایسا تصرف کیا کہ اوسکی حقیقت اور نام
بدل گیا اور اب حیثیت اور نفع پہلے سے زیادہ ہوگیا تو فقط غاصب کے ذمہ شئے مغصوبہ کا تاوان دینا لازم ہوگا اور غاصب مالک

ہو جاے گا۔

تشریح

مثلاً کسی نے لکڑی غصب کر کے صندوق بنا لیا ہو یا شہتیر گھر پر چڑھا لیا ہو۔ یا بکری غصب کر کے ذبح کی اور بھون ڈالی ہو یا گیہوں کو پیس لیا ہو یا لوہے کے ہتھیار بنا لیئے ہوں علی ہذا القیاس سب صورتیں ہیں ایسی صورتوں میں غاصب مالک ہو جاویگا اور تاوان شۓ مغصوب کا دیگا۔

مسئلہ ۲۵۷ - اگر غاصب نے ایسا تصرف کیا کہ شۓ مغصوبہ کی نہ پوری حقیقت باقی ہے اور نہ بالکل ضائع ہو گئی بلکہ بیچ بیچ میں ہے تو ایسی صورت میں مالک کو اختیار ہے خواہ تاوان کل شۓ مغصوبہ کا لیکر وہ شۓ غاصب کو دیدے یا وہ شۓ مغصوبہ لیکر نقصان کا تاوان لے لے اسکی ایسی مثال ہے کہ مثلاً بکری کو غصب کر کے فقط ذبح ہی کی ہو تو یہ بیچ بیچ میں ہے۔

مسئلہ ۲۵۸ - اگر غاصب کے یہاں شۓ مغصوبہ میں تھوڑا سا نقصان آگیا ہو تو مالک کو یہ مجاز نہیں کہ سالم شۓ کی قیمت لے بلکہ اوس شۓ کو لیلے اور نقصان کا تاوان لے مثلاً کسی نے کپڑا غصب کیا تھا وہ ذرا سا پھٹ گیا اب مالک پھٹا ہوا کپڑا لیلے اور نقصان کا تاوان لے لے۔

تشریح

اگر ایسا نقصان غاصب کے یہاں ہو گیا کہ نکما کر دیا تو مالک کو اختیار ہے چاہے تاوان کل کا لیوے یا نقصان کا۔

مسئلہ ۲۵۹ - اگر غاصب کسی زمین میں تصرف کرے یعنی عمارت یا درخت لگا دے تو یہ ایسا تصرف نہیں سمجھا جائگا کہ جیسا لکڑی کا صندوق بنا لیں پس مالک کو اختیار ہے کہ اوسکی درخت اور عمارت کو اکھڑوا کر اپنی زمین واپس لے مگر جس صورت میں اکھاڑنے سے زمین کا نقصان ہوتا ہو تو درخت اور ملبہ اکھڑے ہوئے کی قیمت مالک زمین غاصب کو دیدے اور خود عمارت اور درخت کا بھی مالک ہو جائیگا اسمیں سب طرح سے رعایت مالک کی ہے۔

مسئلہ ۲۶۰ - اگر حاکم نے غاصب سے قیمت مالک کو دلا دی ہو اور پھر معلوم ہوا کہ وہ شۓ مغصوبہ غاصب کے پاس موجود ہے اور تاوان سے زیادہ اوسکی قیمت ہو دیکھنا چاہیئے کہ اس تاوان کا حکم اگر بقول مالک ہوا تھا تو مالک کو کسی طرح کا استحقاق اوس شۓ میں نہیں اگر بقول غاصب ہوا تھا تو اب پھر مالک کو اختیار ہے کہ تاوان کو توڑ کر اصل شۓ غاصب

سے واپس لے۔

تشریح

بقول مالک تعیین قیمت کی یہ صورتین ہین یا تو مالک مدعی کی قیمت کا ہوا اور غاصب نے تسلیم کر لیا ہو یا اپنے دعوی کو گواہون سے ثابت کر دیا ہو یا غاصب مدعا علیہ سے قسم کے واسطے کہا ہو اور اوس نے قسم سے انکار کیا ہو ان سب صورتون مین ایسا سمجھا جائیگا کہ تعیین قیمت بقول مالک ہوا پس خود کردہ را چہ علاج اب استحقاق رجوع نہین ہے اور تعیین قیمت بقول غاصب مدعا علیہ جب سمجھا جائیگا کہ مدعی کے دعوے سے انکار کر کے اوسنے قسم بھی کھائی ہو اور حاکم نے اوسکی قسم پر حکم موافق مدعا علیہ دیدیا ہو ایسی صورت مین اگر وہ شئے بیش قیمت معلوم ہوگی تو مالک کو اختیار رجوع کا ہے۔

مسئلہ ۲۶۱ - اگر غاصب کے یہان شئے مغصوبہ بڑھ گئی تو بڑھوتری غاصب کے پاس بطور امانت شمار کیجاویگی یعنی اگر بر وقت واپس کرنے کے موجود ہے مالک کو واپس کر دے اگر خود ہلاک ہو جاوے کچھ تاوان اسکی عوض مین دینا نہین پڑتا الا اوس صورت مین کہ عمداً آپ ہلاک کرے اور اس بڑھوتری کی وجہ سے شئے مغصوبہ مین نقصان آوے تو یہہ بڑھوتری اوسکا جبر نقصان حتی الامکان کریگی جو کچھ اور نقصان باقی رہے اوسکا تاوان غاصب دیوے۔

تشریح

زید نے ایک گھوڑی غصب کی بعد کو بچہ پیدا ہو گیا تو یہہ بچہ اگر موجود ہے مالک کو واپس کر دے اور اگر مر جاوے کچھ اس بچہ کا تاوان دینا لازم نہین اور یہہ گھوڑی بچہ دینے کی وجہ سے کم قیمت ہو گئی مثلاً پہلے دو ہزار کی تھی اب ہزار کی رہگئی اب دیکھنا چاہیئے کہ بچہ کی کیا قیمت ہے اگر اوسکی قیمت ہزار یا زیادہ کی ہے تو اوسنے جبر نقصان کر دیا غاصب کو دینا نہین آویگا اور اگر فرض کر و اوسکے آٹھ سو ہین تو ہزار نقصان سے آٹھ سو کا گھاٹا بچے نے بھر دیا باقی دو سو کا غاصب تاوان دیوے۔

مسئلہ ۲۶۲ - زمانۂ غصب سے وقت واپسی تک جو کچھ غاصب نے نفع اوٹھایا اوس کے عوض کچھ تاوان دینا لازم نہین آتا وہ معاف ہے البتہ اگر اس نفع اوٹھانیکی وجہ سے اصل شئے مغصوبہ مین کمی آجاوے اوسکا نقصان دینا پڑیگا۔

تشریح

فرض کرو زید نے عمر کا گھوڑا غصب کیا اور پانچ چھ مہینے خوب سواری کی یا زمین غصب کر لی تھی پانچ چار برس اوس مین

کشتکاری کی اب جسوقت عمر دعویدار ہوا ایسی گھوڑے یا اراضی کا ہوا اور وہ گھوڑا یا اراضی جون کا تون ہے یا اوس سے
زیادہ حیثیت کا ہو تو عمر کو دعوی واصلات اس منافع اتنی مدت کا نہیں پہونچتا ہے جیسا کہ شفعہ مین دعوی واصلات کا شفیع
کو نہیں پہونچتا ہے -

ہبہ کا بیان

مسئلہ ۲۶۳ - ایک شی کی ذات کو بلا بدل فی الحال منتقل کر دینے کا نام ہبہ ہے بشرطیکہ منتقل کنندہ اوس کا قابل مالک کرنے کے ہووے

تشریح

پہلے فرق ہبہ اور بیع مین اور اجارہ اور عاریہ مین معلوم ہو چکا کہ بیع مین مالک کرنا ذات ایک شی کا عوض مین دوسری شے
کے اور ہبہ مین مالک کرنا بلا عوض اور اجارہ مین مالک کرنا منافع ایک شے کو بالعوض اور عاریہ مین بلا عوض - اور
فی الحال کی قید سے یہ فائدہ ہے کہ اگر معلق بموت پر کیا جاوے تو اوسکو ہبہ نہین کہتے ہین -

مسئلہ ۲۶۴ - معاملہ ہبہ بلا قبض کچھ موثر نہین اور نہ کچھ اثبات ملکیت اوس سے ہو مگر ایک صورت خاص کے کہ اگر کسی
نابالغ کے لیئے اوسکا سرپرست شرعی ہبہ کرے تو وہ ہبہ محض قول سے نافذ ہو جاتا ہے وہی قبضہ سرپرست کا نابالغ کا قبضہ
سمجھا جاویگا -

تشریح

چونکہ ہبہ ایک تبرع اور احسان ہے اس مین بمجرد ایجاب قبول سے ملکیت نہین ہوتی ہے اور ہبہ مین قبضہ کا جزو ہونا حدیث شریف سے
ثابت ہے جیسا بمجرد ایجاب و قبول بیع تام ہو جاتی ہے یہان بدون قبض کچھ اثر نہین اگر کوئی شخص اپنا مکان دوسرے شخص کے نام ہبہ کر دے
اور خود واہب ہی اوس مین رہتا ہو گو اوسنے کاغذ رجسٹری شدہ پر لکھوا دیا ہو وہ ہبہ نہین شمار کیا جاویگا اگر وہ ایسی حالت
مین مر جاوے تو واہب کے ورثا کو ملیگا - ہبہ تام جب ہوتا جسوقت اپنے اسباب کو خالی کر کے موہوب لہ کے قبضہ مین کر دیتا
اور پھر چاہے اوس سے بطریق اجارہ اوسکو لیلے کچھ نقصان نہین -

مسئلہ ۲۶۵ - جس مجلس مین ایجاب قبول ہوا ہو اگر اوسی مجلس مین شے موہوبہ موجود ہو تو بلا امر واہب موہوب لہ
اوس شے پر قبضہ کر سکتا ہے اگر جاتی اوس مجلس سے ہو تو قبضہ کرنے مین اجازت واہب ضروری ہو اور اگر شے موہوبہ موہوب لہ
کے قبضہ مین قبل از ہبہ ہو تو پہلا ہی قبضہ کافی ہے جدید قبضہ کی حاجت نہین ہے -

مسئلہ ۲۶۶ - چونکہ بلا قبضہ معاملہ ہبہ تمام نہیں لہذا ہبہ مشاع یعنی ساجھی چیز کا قبل تقسیم جائز نہیں - اگر ایسی چیز کا ہبہ کیا اور تقسیم کر کے قبضہ کرا دیا تو وہ معاملہ صحیح ہو جاویگا ورنہ نہیں اِلّا اوس صورت مین کہ وہ شے موہوبہ تقسیم ہونیکے لائق نہو - جیسے حمام اور پن چکّی وغیرہ تب مجبوراً بلا قبضہ ہبہ صحیح ہے -

تشریح

قاعدہ کلیہ ہے جس معاملہ مین قبضہ جزو معاملہ ہو اور معاملہ بدون اوس کے نامکمّل ہو تو وہ معاملہ ساجھی چیز مین نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ساجھے کی چیز کا قبضہ ممکن نہین جب کسی ساجھے کی چیز کا قبضہ کیا جاویگا علاوہ اپنی مِلک کے دوسری چیز بھی اوسکو شامل ہوگی اور مطلب یہہ ہے کہ قبض موہوبہ ہونا ضرور ہے یہہ ضرور نہین کہ بروقت ہبہ وہ منقسمہ ہو بعض لوگونکو یہہ شبہہ پیدا ہوا کہ ہبہ مشاع یعنے ساجھے کی چیز کا مطلقاً ناجائز ہے - یہہ غلط ہے بلکہ اوس مشاع کا جو تقسیم کر کے قبضہ دلایا گیا ہو - مثلاً فرض کرو زید نے چار سہام منجملہ آٹھ سہام ایک مکان کے خالد کو ہبہ کر دیئے اور دو برس بعد اوس نے اوس مکان کو تقسیم کر کے خالد کا قبضہ کرا دیا وہ ہبہ صحیح ہوگیا یعنی اگر زید اس حالت مین مرجاے اور اوس کے ورثا دعوی کرین کہ وہ ہبہ ناجائز تھا ہرگز مسموع نہوگا البتہ اگر زید قبل تقسیم مرجاتا تو وہ کالعدم تھا بمقابلہ ورثہ موہوب لہ کو کچھہ نہین مل سکتا ہے -

مسئلہ ۲۶۷ - اگر موہوب لہ ایک ہو اور واہب کئی ہون ہبہ جائز ہے اور اگر واہب ایک ہو اور موہوب لہم کئی ہون تو یہہ جائز نہین ہے کیونکہ پہلی صورت مین قبضہ ہوسکتا ہے اور دوسری صورت مین قبضہ نہین ہوسکتا ہے -

تشریح

اگر زید و عمر نے اپنے ساجھے کی جائداد کو خالد کے نام ہبہ کر دیا اور قبضہ کرا دیا یہہ ہبہ صحیح ہے اور اگر زید نے اپنی جائداد کو عمر اور خالد کے نام ہبہ کر دیا اگر تقسیم کر کے قبضہ کرا دیا تو ہبہ صحیح ہے اور اگر تقسیم نہین کی تو قبضہ کیسا نہین ہوا ہے ہبہ ناجائز ہے -

مسئلہ ۲۶۸ - اگر نابالغ کے لئے کوئی شخص اجنب ہبہ کرے تو اوسکی سرپرست شرعی کا قبضہ معتبر ہوگا اور اگر نابالغ خود سمجھدار ہو تو اوسکا قبضہ بھی قابل اعتبار ہے -

مسئلہ ۲۶۹ - ہبہ اون الفاظ سے ہوسکتا ہے جو کہ ملکیت پر دلالت کرتے ہون اگر ایسے لفظ نہونگے تو وہ ہبہ نہین ہے مثلاً کوئی یہہ کہے کہ فلان اراضی تجکو دینے کو دی تھی اس سے ہبہ لازم نہین آتا ہے اوسکی مِلک کر دی ہو بلکہ اُسکا

نفع مباح کر دیا ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۰ - پھر باوجود تمام ہونے ہبہ کے واہب کو رجوع کا بھی اختیار ہے مگر شرط یہہ ہے کہ وہ ہبہ بلا بدل ہوا ہو۔ اور متعاقدین اور شے موہوبہ موہوب لہ کی ملک مین بجنسہ موجود ہو اور نیز موہوب لہ سے علاقۂ زوجیت وقت ہبہ نہو یا موہوب لہ ایسا رشتہ دار نسبی ہو جس سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے۔ اگر ان مین سے کوئی عورت ہو یا کسیکو دونو مین سے عورت فرض کیا جاوے

تشریح

اگر واہب اور موہوب لہ سے کوئی مر جاوے یا شے موہوبہ موہوب لہ کی ملک سے نکل جاوے یا ہلاک ہوجاوے یا وہ شے موہوبہ مین کچھ ایسی زیادتی کرے کہ قیمت بڑھجاوے یا اوس سے وہ زیادتی جدی نہو سکے۔ مثلاً شے موہوبہ میدان تھا اوس مین اوس نے مکان بنالیا تو ان صورتون مین ہبہ سے رجوع نہین کرسکتا ہے اسیطرح اگر زوجہ زوج کو یا بالعکس ہبہ کرے یا کوئی عزیز محرم اپنے عزیز کو ہبہ کرے وہان بھی رجوع جائز نہین ہے۔ کیونکہ ان صورتون مین ہبہ مخلوط بصلۂ رحمی ہے اور صلۂ رحمی مین رجوع نہین چاہیئے اور علاقۂ زوجیت وقت ہبہ ہوا اگر بعد کو ہوگیا وہ رجوع کو مانع نہین ہے اور صورت رجوع یہہ ہے کہ واہب موہوب لہ سے کہے کہ مین نے جو فلانی شے تجکو ہبہ کی تھی اب مین اوس ہبہ سے رجوع کرتا ہون۔ اگر یہہ شبہہ کسیکو ہو کہ پہلے تو یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ ہبہ قبضہ سے ثابت اور تمام ہوجاتا ہے اور یہان یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبضہ سے بھی ثابت نہین کیونکہ ہبہ سے رجوع کرنا بعد قبضہ کے جائز ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ ہبہ کا قبضہ سے تمام ہونا اوس کے یہہ معنی ہین کہ بلا قبضہ اوس ایجاب اور قبول ہبہ پر کچھ بھی اثر مترتب نہین اگر کوئی ایسا ہبہ کرے اور مر جاوے تو اوسکو کچھ نہین ملیگا بخلاف بیع کے کہ اگر متعاقدین مین صرف ایجاب وقبول ہی ہوا ہو اور قبضہ نہوا ہو تو جبراً اوس معاہدہ کا عدالت سے نفاذ کراسکتا ہے غرض یہہ ہے کہ بیع مین نفس عقد سے مالک ہوجاتا ہے اور ہبہ مین قبضہ سے مالک ہوتا ہو اور یہہ مسئلہ دوسرا ہے کہ اگر موہوب لہ مالک بھی ہوجاوے لیکن واہب کو اسکے بعد بھی حق رجوع حاصل ہے۔ اگر موہوب لہ مالک نہوتا تو اوس کی بیع کسطرح صحیح ہوتی یا قبل رجوع اگر واہب مر جاتا اسکا استحقاق بمقابلہ ورثا کیون موثر ہوتا؟۔ اگر ہبہ کیسی شے کے عوض مین کیا جاوے عام ہے وہ عوض خواہ موہوب لہ نے دی ہو یا اور شخص اجنبی نے موہوب لہ کی طرف سے دی ہو اوس وقت مین رجوع صحیح نہین ہے۔ اور اگر زبان سے رجوع نہین کیا لیکن تصرف مالکانہ مثل بیع یا رہن کیا وہ رجوع نہین ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۱ - ہبہ کی تین قسم مین - ہبہ بلا عوض - ہبہ بالعوض - ہبہ بشرط العوض - ہبہ بلا عوض اوسکو کہتے ہین

کہ واہب محض تبرع اور احسان کیوجہ سے موہوب لہ کو دیتا ہے اور موہوب لہ کی جانب سے کچھ عوض اوسکو نہ ملے اور ہبہ بالعوض اوسکو کہتے ہین کہ اوّل موہوب لہ نے کچھ احسان اور تبرّع واہب کے اوپر کیا ہو اوس کے صلہ مین یہ بھی احسان کرتا ہو۔ اور ہبہ بشرط العوض وہ ہو کہ واہب ایک شخص کو ہبہ کرتا ہے اور اوس مین یہ شرط کرتا ہے کہ اگر تو فلان چیز مجکو دے تو مین جب ہبہ کرون۔

تشریح

ہبہ بشرط العوض اور ہبہ بالعوض مین باریک فرق ہے اور وہ یہ ہو کہ ہبہ بشرط العوض مین اُس عوض کا تصور داخل عقد ہوتا ہے پس وہ عوض بمنزلہ ثمن کے شمار کیا جاتا ہے بخلاف ہبہ بالعوض کے کہ وہان اگرچہ عوض باعث ہبہ تو ہوتا ہو لیکن داخل عقد نہین ہے۔ مثلاً زید اگر عمر کو گھوڑا دیتے وقت یہ شرط کرلے کہ اگر تو اپنا فلان مکان مجکو دیدے تو مین تجکو ہبہ کردون تو مکان کا تصور عین وقت ہبہ کے ہوا پس مکان کی قیمت گھوڑا ہوا اور گھوڑے کی قیمت مکان بخلاف اوس صورت کے کہ عمر نے اوّل زید کو مکان دیدیا اور کچھ خیال نتھا کہ زید کچھ دیگا یا نہین اور پھر زید اوس کے احسان کے بدلے اپنا گھوڑا دیتا ہے اس صورت مین ہر ایک کو دوسری کی قیمت نہین کہتے ہین بلکہ دونون جدید احسان شمار کئے جائین گے۔

مسئلہ ۲۷۲ - ہبہ بلا عوض کا حکم تو وہی ہے جو پیچھے لکھا گیا البتہ ہبہ بالعوض اور بشرط العوض کی حکم مین کچھ فرق ہو۔ ہبہ بشرط العوض۔ درحقیقت بیع ہے اوس مین تمام احکام بیع جاری ہونگے بجز اسکے کہ بنظر بصورت ہبہ اس مین قبضہ ضروری ہے اور مشاع کا ایسا ہبہ نادرست ہو اور ہبہ بالعوض درحقیقت دو ہبہ طرفین سے جدید ہین تمام احکام ہبہ ہی نافذ ہین بجز اس کے کہ عوض کے خیال سے یہ ایک حکم بیع کا ہے کہ معاملہ قطع ہو جاتا ہے اس مین رجوع کا اختیار واہب کو نہین ہے اور شے موہوبہ کُل یا جزو کا مستحق کوئی اور پیدا ہو جاوے تو واپس بقدر عوض واپس لے اور اگر عوض کے جزو کا کوئی مستحق پیدا ہو تو بقدر اوس کے رجوع نہین کر سکتا یا باقی کو واپس کر کے کُل ہبہ سے رجوع کرے یا ہبہ نافذ کرے اور باقی احکام بیع کے نافذ نہین ہین۔

تشریح

ہبہ بشرط العوض کو جب باستثنائے عدم جواز ہبہ مشاع کے اور سب احکام مین مثل بیع تصور کیا گیا تو اوس مین شفعہ اور خیار عیب

صفحہ ۲۱۵ [illegible]

[illegible]

اور خیار رویہ اور خیار شرط سب احکام بیع کے نافذ ہین اور ہبہ بالعوض کو جب باستثنا قطع ہوتے ۔ معاملے اور سب
احکام مین مثل ہبہ ہی شمار کیا گیا اوس مین شفعہ وغیرہ متعلقہ احکام بیع کے کوئی حکم جاری نہین ہے اور ہبہ بشرط العوض
مین قبضہ ضرور ہونیکا نتیجہ ہے کہ اگر زید نے عمر سے یہہ کہا کہ اگر تو مجکو فلان زمین دیدے تو مین تجکو فلان مکان ہبہ
کرودن یا کردیا اور عمر نے اوسکو قبول کرلیا ہو اور یہہ معاہدہ فریقین مصدقہ حاکم بھی ہوگیا ہو لیکن قبضہ طرفین نے
نہین دیا ہو تو یہہ معاہدہ نظر بصورت ہبہ نا مکمل ہے اگر فریقین اپنے معاہدہ سے پھر جاوین تو عدالت جبرًا اوسکو
پورا نہین کراسکتی ہو بخلاف اس کے اگر یون کہتا کہ فلان زمین مین بیع کرتا ہون اس شرط پر کہ فلان مکان مجکو مل
جاوے اور دوسرا فریق اسکو قبول کرلیتا معاہدہ تمام ہوگیا تھا اگر اس اقرار سے کوئی پھرے عدالت جبرًا اوسکو
نافذ کرسکتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۳ ۔ شے موہوب کا بروقت ہبہ موجود ہونا ضروری ہے اگر معدوم ہو ہبہ ناجائز ہے تلون مین
تیل اور گیہوؤن مین آٹے کا ہبہ اسی وجہ سے ناجائز ہے اگر کوئی آٹا یا تیل دے تو دوسرے عقد سے دیوے جس شے
مین بوجہ شاع ہبہ نادرست ہو وہان قبضہ کرانے سے ہبہ صحیح ہوجاتا ہے اور جہان ہبہ بالکل صحیح نہو وہان قبض سے
بھی درست نہین۔

مسئلہ ۲۷۴ اگر موہوب لہ کی ملک سے کچھ شے موہوبہ نکل گئی جتنی موجود ہو اوسکا رجوع جائز ہے اگرچہ
رجوع کیوقت شیوع پیدا ہوگیا لیکن وقت قبضہ کے نہین تھا اس سے کچھ ہیچ ہبہ مین نہین ہے۔

مسئلہ ۲۷۵ ہبہ کا رجوع بتراضی طرفین یا بحکم حاکم ہوتا ہے جبرًا واہب موہوب سے نہین لیسکتا ہے جیسا
کہ شفیع کو بمقابلہ مشتری حق حاصل ہے۔ اور اگر واہب نے ابتک قبضہ نہ دیا ہو تو بلا تراضی و حکم حاکم رجوع کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۶ ۔ ہبہ مین اگر ایسی شروط لگائی جاوین کہ وہ خود فاسد ہون اون سے ہبہ فاسد نہین ہوتا ہے
وہ شروط بھی لغو شمار کیجاتی ہین بخلاف بیع کے کہ وہان فساد شروط سے معاملہ بیع مین خرابی آتی ہے مثلًا کوئی
یون کہے کہ مین نے تجکو یہہ گھر عمر بھر کو دیا بعد مین میرے ورثا کو پہونچے۔ یا یون کہے کہ فلان مکان تجکو دیتا ہون مگر شرط
یہہ ہے کہ اس مین سے کچھ مجکو واپس دیدینا اور صدقہ کردینا یا اس ہبہ کی عوض دیدینا۔ یہہ سب شرط فاسد اور لغو ہین

مسئلہ ۲۷۷ ۔ صدقہ کے احکام مثل ہبہ کے ہین صرف اتنا فرق ہے کہ صدقہ مین رجوع جائز نہین ہے اور [illegible]

تشریح

صدقہ اور ہبہ مین یہہ فرق ہے کہ صدقہ مین مقصود ثواب آخرت ہوتا ہے اور ہبہ مین تبرع اور احسان ظاہری ہوتا ہے پس جب کسی شخص نے کچھ صدقہ کیا اوسکا ثواب مل گیا گویا یہہ ہبہ بالعوض کے حکم مین ہے اور امیر و غریب دونون کو صدقہ دیسکتے ہین اور ثواب دونون سی حاصل ہوسکتا ہے - البتہ جو صدقات واجب ہین جیسے زکوٰۃ وغیرہ وہ امیر کے دینے سے ادا نہین ہوتے ہین اونکا حق مخصوص فقراہی کا ہے -

عاریت کا بیان

مسئلہ ۲۷۸ کسی شے کے نفع کو بلا عوض مالک کردینے کا نام عاریت ہے -

مسئلہ ۲۷۹ - عاریت مین ان الفاظ کے معنے جاننے ضرور ہین - معیر مستعیر مستعار - مستعار لہ - معیر مانگی دینے والے یعنی مالک شے کو کہتے ہین اور مستعیر مانگی لینے والے کو کہتے ہین اور مستعار اوس شی کو کہتے ہین جو مانگی جاوے اور مستعار لہ وہ شخص جسکو لیئے مانگی جاوے -

تشریح

کبھی مستعیر اور مستعار لہ ایک شخص ہوتا ہے یعنی جو شخص مانگتا ہے اپنے ہی نفس کے لیئے مانگے پس مستعیر اور مستعار لہ ایک ہی شخص ہوگیا اور معیر کو مستعار منہ بھی کہتے ہین -

مسئلہ ۲۸۰ - اعارہ صحیح ہوتا ہے اون الفاظ سے جنکے معنے ایسے ہون کہ نفع کے مالک کرنے پر دلالت کرتے ہون ذات کی ملکیت سمجھہ مین نہ آتی ہو کسی زبان کے لفظ ہون

تشریح

جیسا کوئی یون کہے مین نے مانگی دی تجکو یہہ کتاب یا پڑھنے کو دی یہہ کتاب - یا اونے کو دی تجکو یہہ زمین اور رہنے کو دیا مین نے تجکو یہہ مکان یہہ سب عاریت کے الفاظ ہین اور بعض بعض الفاظ سے بشرط نیت کر لینے کے ہبہ بھی صحیح ہے

مسئلہ ۲۸۱ - عاریت قابل اجل نہین ہے میعاد مقررہ سی پہلے ہی معیر عاریت سے رجوع کر سکتا ہے -

تشریح

[illegible] اپنے قول پر مجبور نہین کیا جا سکتا ہے بلکہ اوسکا اختیار ہے

کہ جتنی مدت کے لیئے اوسنے دیا ہوا وس سے پہلے رجوع کرسکتا ہے البتہ جس صورت مین مستعیر کا ضرر شدید ہو تو وہان اوسکی رعایت کے لیئے یہہ کہا جاویگا کہ مستعار کو واپس نہین کیا جاویگا مستعیر زمانہ رجوع سے اوسکا کرایہ دیوے مگر عاریت کا معاملہ رجوع سے ختم ہو جاویگا مثلاً کسی شخص نے اپنی باندی مانگی دی واسطے دودھ پلانے بچہ کے جبتک اوسکو ضرورت دودھ کی ہو اب وہ بچہ البیا ہل گیا کہ اوس کے سوا اور کسی کا دودھ نہین پیتا ہے تو مالک کو عاریت سے رجوع کا اختیار ہے اگرچہ وعدہ تمام مدت کا کیا تھا لیکن مستعیر کی رعایت کیوجہ سے وہ باندی واپس نہین کرائی جاویگی بلکہ مستعیر باقی مدت کا کرایہ دیوے۔

مسئلہ ۲۸۲۔ چیز مستعار اگر مستعیر کے پاس بلا اوسکی زیادتی کے ہلاک ہو جاوے تو اوسپر تاوان نہین لازم آتا اگرچہ معیر نے یہہ شرط کرلی ہو کہ بشرط ضائع ہونیکے تاوان لونگا۔

مسئلہ ۲۸۳۔ اگر مستعیر نے عاریتی شے کو رہن کیا یا کرایہ پر کسی کو دیا یا دوسرے شخص کو برتنے کو دیدیا اور وہ شے عاریتی ایسی ہے کہ کثرت استعمال سے خراب ہوتی ہے تو یہہ سب صورتین زیادتی کی شمار کیجاوینگی ایسی حالت مین اگر ہلاک ہو تو مستوجب تاوان کا ہوگا۔

تشریح

قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ مستعیر کا ایسا فعل کرنا کہ اوسکی منصب سے زیادہ ہو زیادتی شمار کیا جاویگا۔ پھر شرط یہہ ہے کہ اوسی زیادتی مین ہلاکت ہو اگر مستعیر نے کوئی زیادتی کی اور وہ شے بجنسہ ویسی ہی مستعیر کے پاس آگئی اب پھر مستعیر کے یہان بلا زیادتی ہلاک ہوئی تو اب تاوان لازم نہین آتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۔ جو چیز ایسی ہو کہ مختلف لوگون کے استعمال کرنے سے ایک سی رہتی ہے اگر اوسکو مستعیر بلا اجازت معیر مانگی دیدے تو اوسکو جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۔ عاریت منقولہ اور غیر منقولہ دونون مین جاری ہے۔ بھاگون لوگ سامان شادی مثل دیگ شامیانہ وغیرہ عاریت دینے کے واسطے جاتے ہین بس اگر ایسی چیزون مین بلا زیادتی کچھہ نقصان آجاوے تو وہ تاوان نہین لے سکتے

مسئلہ ۲۸۶۔ اگر کسی شخص نے اپنی زمین باغ لگانے کے لیئے مانگی دی ہو اوسکو اختیار ہے جب چاہے واپس لے لے اور مالک درخت یا ملبہ کو کہے کہ اپنے درخت یا ملبہ کھا ڑلے پھر اگر وعدہ سے پہلے رجوع کرتا ہے تو مالک زمین تنا

تاوان دے جو کہ اوکھاڑنے سے درخت اور ملبہ مین نقصان آیا اور عاریت مین کچھ میعاد نہو یا میعاد کے بعد رجوع کرتا ہو۔ تب کچھ تاوان لازم نہین آتا ہے اور اگر درخت اور ملبہ اوکھاڑنے سے زمین کا نقصان ہوتا ہو تو مالک زمین ہی اوس درخت اور ملبہ کو قیمت دیکر اپنی ملک مین رکھے مگر قیمت اکھڑے ہوؤن کی لازم آویگی استادہ کی نہین۔

مسئلہ ۲۸۷ - اگر کسی شخص نے اپنی زمین واسطے بونے کے مانگی دی تو جبتک کھیتی نہ پکّے خالی نہین کرا سکتا ہے ہان عاریت یوم رجوع سے فسخ ہوجائیگی وہ زمین کرایہ پر ہوجائیگی اور پہلی صورت اور اس مین یہہ فرق ہے کہ درخت یا مکان کسی میعاد معیّن تک نہین ہوتے ہین بخلاف کھیتی کے کہ یہہ ایک میعاد معیّن پر کٹ جاتی ہے اسیواسطے کھیتی مین خواہ کچھ میعاد مقرر کی ہو یا نکی ہو پکنے تک خالی نہین کرا سکتا۔

مسئلہ ۲۸۸ - جو شے مثلی ہو اونکا بطریق عاریت لینا قرض کا حکم رکھتا ہے کیونکہ بدون اونکی ذات کے ہلاک کیئے اونسے نفع متصوّر نہین پس ایسی چیزین اگر قبل نفع اوٹھانے کے بھی ہلاک ہون تاوان لازم آئیگا۔

تشریح

مثلاً کسینے اپنے یار دوست سے یا اشرفی یا پیسے یا گیہون یا انڈے مانگ لیئے تو ان سے نفع بجز اسکے متصوّر نہین کہ انکی ذات کو ہلاک کردے اور انکا مثل جب مالک مانگے دیوے پس اب عاریت قرض ہے یہانتک کہ اگر وہ روپیہ خرچ نہین کیا تھا کہ ہلاک ہوگیا اصل مالک کو تاوان دینا آویگا کیونکہ عاریت تو اوسیکو کہتے ہین کہ ایک شے کی نفع کو استعمال مین لاوے اور اصل شے بجنسہٖ موجود رہے اور مثلیات مین یہہ شکل پائی نہین جاتی ہے پس جو وہان عاریت کرتا ہے وہ فی الحقیقت قرض ہے۔

مسئلہ ۲۸۹ - مانگی ہوئی چیز کو مستعیر وعدہ سے زیادہ مدت تک رکھے ایسی حالت مین اگر ہلاک ہوجاوے تاوان دیگا اور واپسی کی مزدوری مستعیر کے ذمہ ہے۔

مسئلہ ۲۹۰ - اگر کسی شخص سے کسی نے سواری مانگی اوسنے کہا کہ کل دونگا جب کل آوے مستعیر بلا اجازت لیجائے وہ عاریت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۹۱ - اگر مستعیر نے اوس چیز مستعار کو مالک کے گھر خود یا کسی معتمد نوکر کے ہاتھ پہونچا دیا مگر دست بدست قبضہ نہین کرایا تو درحقیقت سپردگی عمل مین آچکی ایسی صورت مین ہلاک ہونے سے تاوان لازم نہین آتا۔ کیونکہ عاریتی چیز مین شرط تسلیم ایسکا نام ہے کہ اوسکو گھر پہونچا دے۔ البتہ اگر کوئی بیش قیمت شے مثلاً جواہر کی لڑی ہو اوس مین بالضرور

دست بدست قبضہ ضروری ہے وہان گھر تک پہونچانے سے بری نہیں ہوسکتا ہے اور غصب اور امانت مین مطلقاً دست بدست پہونچانا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۹۲ بعض لوگ کسی شخص بزرگ یا حاکم یا اور کسی ذی عزت کو جو بالعمد وہان بود و باش رکھنے کے قصد سے نہیں آیا اکثر باغات یا حویلیات یا اراضی بطریق عاریت دیدیتے ہین اور اتفاق سے سو پچاس سال اسی حیثیت سے وہ انتفاع اوٹھاتے رہے تو وہ عاریت ہے اصل مالک جب چاہے رجوع کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۳ معاملہ عاریت معیر یا مستعیر کے مرنے سے باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ اجارہ موجر یا مستاجر کے مرنے سے باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۴ زوجہ کا قبضہ بعد مرنے شوہر کے اوسکی کل جائداد پر بمقابلہ دیگر ورثا ایسی حالت مین کہ مہر متروکہ سے بہت تھوڑا ہو عرف کے دیکھنے سے مستعیرانہ معلوم ہوتا ہے مرتہنانہ نہیں اسکا ذکر ۲۹۰ مسئلہ مین ہو چکا ہے۔

تشریح

یہان رواج یہہ ہے کہ زوجہ کا مین حیات کل جائداد پر نام لکھوا دیتے ہین اور پھر اوسکو مالک نہیں سمجھتے اگر وہ کچھ فروخت کرنا یا رہن کرنا چاہے دیگر ورثا مانع آتے ہین اور اگر قبضہ مرتہنانہ کیا جاوے تو بعض جگہ مہر بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور متروکہ بہت زیادہ وہان یہہ کسطرح قیاس کیا جا سکتا ہے کہ بمقابلہ اتنی تھوڑی رقم کے یہہ جائداد رہن کیجاوے مثلاً مہر پچیس روپئے ہون اور جائداد دو تین ہزار کی ہو اور حالانکہ ورثا کو معلوم بھی ہوتا ہے کہ ہمارا حصہ اس مین ہے بلکہ تمام ورثا کا مقولہ یہہ ہوتا ہے کہ زوجہ کی زندگی مین ہمکو کچھ تعلق نہیں اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مہر متروکہ کی برابر بھی ہو تب بھی قبضہ مستعیرانہ ہی سمجھا جاوے باوجود اس کے کہ بہت جگہ مہر کا معاف کرنا ثابت بھی ہو تب بھی مین حیات زوجہ کا نام چڑھا دیتے ہین۔ پس اگر زوجہ بیس تیس برس اسی طرح قابض رہے مخالفانہ قبضہ شمار کرنا چاہیئے اور جب زوجہ مرجاوے یہہ معاملہ باطل ہوجانا چاہیئے۔ وارثین زوجہ کو بجز اصل حصہ زوجہ کے اور جائداد پر کسی طرح کا استحقاق نہونا چاہیئے

وصیت کا بیان

مسئلہ ۲۹۵ جو معاملے ایسے ہون کہ مرنے کے بعد اونکا اجرا موقوف کیا جاوے وہ سب وصیت مین گو کہ لفظ وصیت

سے تعبیر نکیا ہو اور نیز عام ہے خواہ بیماری مین ایسا معاملہ کیا ہو یا تندرستی مین اور نیز جو معاملے مرض الموت مین بطریق تبرّع کیئے ہون وہ بھی وصیت کے حکم مین ہین اگرچہ اونکا اجرا موت سے پہلے ہی ہو لیا ہو۔ اگر بطور تبرّع نہون وہ پورے نافذ ہونگے۔

تشریح

جس معاملہ کو اپنی موت کے بعد پر موقوف کرتا ہے وہ پورا نافذ نہین کیونکہ حق ورثا اوس مال مین پیدا ہوگیا علی ہذا القیاس مرض الموت مین بھی پورا نافذ نہین اس لیئے کہ مریض کو مال کی زیادہ محبت نہین رہتی ہے وارثون کا اس مین نقصان ہے اگر کسی نے بحالت تندرستی یہہ معاہدہ کیا کہ میرے مرنیکے بعد میری جائداد فلان شخص کو ملے یہہ وصیت شمار کیجاویگی جو حکم وصیت ہے وہ اس مین جاری ہوگا۔ علی ہذا مرض الموت مین یہہ کہا کہ فلان جائداد مین نے فلان شخص کو دیدی اور مالک کردیا یہہ بھی وصیت ہے اگر تندرستی مین یہہ کہتا معاملہ صحیح تھا اور تمام ہوجاتا اور پہلی صورت مین صحت اور مرض دونون برابر تھے اور مرض الموت کے صرف یہی معنی نہین کہ بیماری مہلک ہو بلکہ وہ بیماری جس مین مریض مرجاوے اگر کسی مریض نے کچھ اقرار کسی بیماری مین کیا پھر اوسی بیماری مین مرگیا آخر معلوم ہوا کہ وہ مرض الموت تھا اور اگر اس مرض سے اچھا ہوجاوے تو وہ اقرار بمنزلہ صحت شمار کیا جاویگا اور جو مرض ایسے ہون کہ ممتد ہون مثل مسلول مفلوج وغیرہ وہ بمنزلہ صحت شمار کیئے جاوینگے خلاصہ یہہ ہے کہ جو مرض ایسے ہین کہ مریض وقتاً فوقتاً اوس سے ضعیف ہوتا ہے اور موت کا خیال نہین رہتا وہ سب بمنزلہ صحت شمار کیجاوینگی اور پھر مرض سے بھی مطلق مرض مراد نہین بلکہ وہ مرض جس مین مریض اپنے حوائج ضروری بازار ہاٹ یا مسجد مین جانے کی پوری پوری نہ ادا کرسکے اگر کسیکو ذرا سا زکام ہوا اور اپنے حوائج پورے پورے ادا کرتا ہے اوسنے کوئی اقرار کیا پھر ایکدن بعد مرگیا اوسکو یہہ نہین سمجھا جاویگا کہ وہ اقرار مرض الموت مین کیا تھا بلکہ یون سمجھا جاویگا کہ موت اتفاقیہ ہوئی یا مرض جدید کوئی ہوا اور پھر مرض الموت مین اقرار کے ساتھ یہہ بھی ضرور ہے کہ حواس مریض درست ہون اگر حواس درست نہین تھے تو وہ اقرار کالعدم ہے

مسئلہ ۲۹۶ - پھر جب کوئی شخص وصیت کرے وہ معاملہ تمام جب ہوگا جب موصی لہ اوسکو قبول بھی کرلے اور اوسکا قبول یا رد بعد موت معتبر ہوگا۔ حالت حیات موصی کا کچھ اعتبار نہین۔

تشریح

زید نے عمر کے لیئے وصیت کی عمر نے بحالتِ حیات زید انکار کیا وہ انکار معتبر نہین علی ہذا القیاس بحالت حیات زید قبول کیا اور اوس کے مرنیکے بعد انکار کیا وہ انکار معتبر ہے جو شخص مدعی وصیت ہو جیسا کہ اوسکو یہہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ یہہ اقرار

مرض الموت مین تھا ایسا ہی یہہ بھی ضرور ہے کہ موصی لہ نے بعد وفات موصی وصیت کو قبول بھی کیا ہے۔

مسئلہ ۲۹۷ وصیت مین جو کہ موصی اور موصی لہ اور موصی بہ اور وصی الفاظ آتے ہین اونکی یہہ تعریف ہے - موصی میم کے پیش اور صاد کے زیر سے اوس شخص کو کہتے ہین جو کہ وصیت کرے اور موصی لہ میم کے پیش اور صاد کے زبر سے اوس شخصکو کہتے ہین جس کے لیئے وصیت کیجاوے اور موصی بہ میم کے پیش اور صاد کے زبر سے اوس شئے کو کہتے ہین جو مال وصیت شدہ ہو اور وصی وہ شخص ہے جسکو موصی بعد مرنے اپنے کے مہتمم بناوے کہ اسطور سے اجراے وصیت کردینا

مسئلہ ۲۹۸ جب تعریف وصیت معلوم ہوچکی اوسکا حکم یہہ ہے کہ دین آگے اجراے وصیت پیچھے ہے اور بمقابلہ ورثا تہائی مال مین بعد ادای دین نافذ ہے اگرچہ موصی نے کل مال کی وصیت کی ہو۔ اگر وصیت تہائی متروکہ سے کم یا برابر ہو تو کل وصیت نافذ ہوگی

تشریح

چونکہ وصیت کا نفاذ بعد موت ہے لہذا دین سے مرجح نہین سمجھی جاتی اور دین عام ہے خواہ وہ دین دین مین واجب ہے یا زوجہ کا مہر ہو اول جو کچھ دین موصی کے ذمہ ہین اونکو ادا کیا جاوے اوس کے بعد البتہ جو کچھ وصیت کسی کے لیئے کی ہے اوسکو دیکھنا چاہیئے کہ کل متروکہ کی تہائی کی برابر یا کمتر ہے اگر ایسی ہو تو کل مین نافذ کی جاوے اور اگر تہائی مال سے زیادہ ہے تو تہائی سے زیادہ بمقابلہ ورثا نافذ نہین لغو شمار کیجاویگی اور اس مین نیک نیتی موصی کا اعتبار نہین بہت سے شخص اسپر آمادہ ہوتے ہین کہ اپنے جیتے جی مین مالک ہون اور بعد میرے مرنے کے فلان شخصکو ملے تو یہہ اقرار بمقابلہ ورثا تہائی مین نافذ ہے اور دو تہائی اوسکی وارث لیوین گے اگرچہ شخص اپنے وارثون کا دشمن ہو اور نچاہتا ہو کہ اون کو میری جائداد سے کچھ ملے ہزارون جگہ یہہ صورت پیش آتی ہے اپنے داماد یا نواسے کے نام ایسا معاملہ کیا اور پھر بعد مرنے موصی کے وہ ٹوٹ گیا اوس کے ورثا دو تہائی کے مالک ہوئے غرض وصیت تہائی متروکہ مین نافذ ہوگی دو تہائی مال [illegible]

مسئلہ ۲۹۹ اور یہہ ایک تہائی مین نافذ ہونا واسطے رعایت ورثہ کے ہے اگر باقی ورثا اپنا حق چھوڑ دین تو وصیت کل مین ہی نافذ ہوگی اور یہی وجہ ہے کہ وصیت وارث کے لیئے بھی جائز نہین مگر بعد وارث تسلیم کرلین تب جائز ہے -

تشریح

یہہ جو حکم ہے کہ وصیت تہائی مین نافذ ہوتی ہے قطعی حکم نہین کہ اس پر زیادہ ہی نہ ہو کچھ نہین بلکہ یہہ حکم برعایت ورثا ہے اگر ورثا اپنا حق چھوڑ دین کل مین سے نافذ ہو جاویگی اسیطرح یہہ مسئلہ کہ وصیت وارث کے لیئے جائز نہین اسکے بھی معنی یہی ہین

کہ برعایت دیگر ورثا یہ مسئلہ ہے اگر اور ورثا راضی ہوجاوین تب وارث کے لیئے بھی جائز ہے البتہ وارث کے لیئے بلا رضامندی دیگر ورثا نہ تہائی مین نافذ ہے نہ کل مین بلکہ جو کچھہ اوسکا حصہ شرعی ہوگا وہی ملیگا اور وارث وہ مراد ہے جو بروقت وفات موصی کے وارث ہو عام ہے وقت وصیت کے وارث ہو یا نہو مثلاً کسی شخص نے بموجودگی اولاد پسری اپنے بھائی کے لیئے وصیت کی اگرچہ اوس وقت مین بھائی وارث نہین ہے اور وصیت اوسکے لیئے صحیح معلوم ہوتی ہے لیکن فرض کرو تمام اولاد پسری موصی کے سامنے مرگئی اور خود جب مرا یہ بھائی ہی چھوڑ گیا لہذا اوس بھائی کو وصیت کی حیثیت سے کچھ نہین ملیگا کہ وقت وفات موصی وہ وارث ہے - اگر زید نے اپنے حقیقی بھائی کے لیئے وصیت کی ہو اور وقت وصیت زید کا وہی وارث بھی ہے لیکن بعد وصیت زید کے پسری اولاد ہوگئی اب وصیت صحیح ہے کہ بروقت وفات زید اوس کا حقیقی بھائی بمقابلہ پسری اولاد وارث نہین ہے - جو لوگ یون چاہتے ہین کہ اپنے بعض وارث کو کچھ حصہ زیادہ ملجاوے اگرچہ یہ عند الشرع منع ہے لیکن یہ جب نافذ ہوگا کہ اپنی زندگی مین بذریعہ بیع یا ہبہ تمام کرگیا ہو ورنہ بعد موت سب وارث بحصہ شرعی وارث ہون گے اِس لکھے ہوے کا کچھ اعتبار نہین ہے -

مسئلہ ۳۰۰ - اور رضامندی ورثا اِسکے یہ معنی ہین کہ بعد وفات موصی صراحتہً یا کنایتہً کوئی ایسا فعل ورثہ سے پایا جاوے جو دلالت رضامندی پر کرتا ہو اور جو ایسا فعل قبل وفات موصی کے ہو اوسکا کچھ اعتبار نہین -

صفحہ ۲۹۹ عالمگیری جلد ثانی کو دیکھو -

تشریح

جب وصیت کی حقیقت یہ ہے کہ ایجاب معاملہ موصی کی حیات مین ہو اور قبول معاملہ بعد وفات ہو موصی لہ کا قبول اور رد حیات موصی کا معتبر نہین پس حالت حیات موصی مین وہ معاملہ ناقص ہے بلکہ ایک طرفہ ہے اسیواسطے موصی کو اختیار رجوع کا ہے جب چاہے اپنی زندگی مین رجوع کرے پس ایسی حالت مین رضامندی ورثا کب موثر ہوگی مثلاً فرض کرو زید نے اپنی ایک بیٹے کے نام کچھ حقیت بطور وصیت لکھدی اور دوسرون بیٹون نے اوس وصیت نامہ پر دستخط کردیئے مگر بعد وفات زید وہ نارضامند ہین پس وہ وصیت نامہ باطل ہوگا - ہان البتہ اگر بعد وفات زید اوسکی بیٹے موصی لہ نے کچھ حقیت موصی بہ کی بیع یا ہبہ کی ہو اور بقیہ ورثا نے اوسپر دستخط کردیئے ہون تو وصیت صحیح ہوگئی - اسیطرح شخص اجنبی کا حال ہے کہ اگر زید نے اپنی کل جائداد کا وصیت نامہ ایک شخص کے نام لکھدیا جو کہ وارث نہین ہے اور ورثا نے حیات زید مین تو اوسپر دستخط کردیئے یا زبانی تسلیم کرلیا لیکن بعد وفات زید نارضامند ہین پس وہ وصیت نامہ بمقابلہ دو تہائی ورثہ باطل ہے اِس مین رضامندی ورثا

بعد وفات صراحۃً یا کنایۃً نہیں پائی گئی البتہ اگر بعد وفات زید شخص اجنبی کوئی تصرف اُس جائداد مین مالکانہ کرے اور ورثا اوسکو تسلیم کر لین تو بیشک وصیت کل مین نافذ ہے یہ مسئلہ بہت باریک ہے اسکو خوب یاد رکھنا چاہیئے اور اسیطرح اگر بعض ورثا رضامندی ظاہر کرین تو بقدر حصہ اونکی وصیت تمام ہوگی اور باقی کے اعتبار سے ناتمام ہوگی۔

مسئلہ ۳۰۱ - وصیت سے اگر موصی رجوع کرنا چاہے خواہ صراحۃً یا کنایۃً درست ہے بشرطیکہ موصی بہ معین ہو اور اگر وصیت کسی حصہ کی کی ہو تو وہان رجوع فرضی قول معتبر ہوگا۔

تشریح

مثلاً زید نے عمر کے لیئے وصیت کی پھر آپ اوس مین تصرف مالکانہ کیئے جیسا کہ اوسکو کسی کے ہاتھ بیچ دے یا ہبہ کر دے یہ سب ایسے فعل ہین کہ وصیت کو باطل کرتے ہین علی ہذا القیاس زبان سے رجوع کرے جیسا کہ مین اپنی وصیت سے رجوع کرتا ہون یا مین نے جو وصیت عمر کے واسطے کی تھی وہ باطل ہے یا وہ وصیت فلانے کے واسطے کرتا ہون۔ یہ رجوع زبانی ہے اور دلیل اسکی یہی ہے کہ وصیت ایکطرفہ معاملہ ہے ناتمام ہے پس اس مین رجوع صحیح ہے۔ البتہ اگر یون کہے کہ مین نے پہلے وصیت ہی نہین کی یہ جھوٹ اور لغو ہے اِس سے رجوع لازم نہین آتا۔

مسئلہ ۳۰۲ - یہ جو مسئلہ ہے کہ نفاذ وصیت بقدر تہائی ورثہ سے مقدم ہے اور رضامندی ورثا کو اوس مین دخل نہین یہ جب ہے کہ جب کوئی موصی لہ شخص ہو اور اگر موصی لہ کوئی امر دینی ہو مثل صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ وہ ورثہ سے مقدم نہین اگر ورثا چاہین نافذ ہو سکتی ہے ورنہ میت پر عذاب رہیگا کیونکہ حقوق اللہ کی طرف سے کوئی مدعی نہین جو کہ جبراً ورثا سے لیوے۔

مسئلہ ۳۰۳ - چونکہ وصیت ایک معاملہ ہے لہذا انھین اشخاص سے معتبر ہوگی جو کہ اہل معاملہ ہین پس بچہ اور مجنون اور غلام کی وصیت درست نہین۔

مسئلہ ۳۰۴ - اگر کسی عورت کے پیٹ مین حمل ہو اوسکے لیئے کوئی وصیت کرے جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ وصیت کے وقت وہ بچہ زندہ ہو۔ اور نیز وصیت کے بعد چھ مہینہ سے کمتر مین پیدا ہوا ہو اگر چھ مہینے سے زیادہ مین پیدا ہوا تو ممکن ہے کہ یہ حمل بعد وصیت کا ہو۔

تشریح

یہ کسطرح سے دریافت کیا جاوے کہ وہ زندہ ہو یا نہین؟ اسکے یہ معنے ہین کہ جس وقت وصیت کیجاے وہ اتنے زمانہ کا حمل ہو کہ اوس مین جان پڑ گئی ہو اگر مہینہ دو مہینہ کا حمل ہو تو اوس مین جان نہین پڑتی ہے وہ فقط گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے اسکے لیئے وصیت جائز نہین ہے اگر چار مہینہ سے زیادہ کے حمل کو لیئے وصیت کرے وہ جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ زندہ پیدا ہو

چاہیے ایک آن ہی زندہ رہا ہو اگر مردہ ہی پیٹ سے جدا ہوا تو وہ ایسا سمجھا جاویگا کہ اوّل ہی سے مُردہ ہے اوسکو لیے وصیت جائز نہین اور اگر ماں کے پیٹ سے زندہ پیدا ہوا لیکن جسوقت وصیّت کی تھی دو مہینہ کا حمل تھا تب بھی وصیت جائز نہین ہے کیونکہ بالضرور اوسوقت اوس مین جان نہین پڑی تھی اسکی صورت اسطرح سے ہکہ زید نے وصیّت کی کہ میری جائداد کا تہائی حصّہ اوس حمل کو بعد مرنے کے دیا جاوے جو ہندہ کے پیٹ مین ہے اگر ہندہ کے پیٹ سے بچّہ پیدا ہو تو وہ خود اوس مال کو زید کے ورثا سے لیسکتا ہے اگر وہ بچّہ مرجاوے تو یہ مال وصیّتی اوسکا مملوکہ شمار کیا جاوے گا اوس کے ورثا جو کوئی ہون اونکو ملے گا۔

وقف کا بیان

مسئلہ ۳۰۵۔ وقف وہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک سے نکال کر اللہ کو اُسکا مالک کردے اور نفع اوس کا خلق کو ہمیشہ کے لیئے مباح کردے جب یہ معاملہ بجمیع شرائط پورا ہوجاتا ہے تب لازم ہوجاتا ہے اوس سے رجوع جائز نہین ہے اور نہ اوس مین وارثون کو کچھ ملسکتا ہے۔

تشریح

وقف کیواسطے یہہ ضرور نہین کہ اُسکا نفع فقرا ہی کے لیئے مقرّر کرے بلکہ جائز ہے خواہ فقیرون کو یا امیرونکو یا اپنے عزیزونکو یا اجنبی کیواسطے اُسکا نفع مباح کیا جاوے مگر کسی خاص شخص کے لیئے یا کسی میعاد معیّن کے لیئے وقف نہونا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۰۶۔ وقف جائداد غیر منقولہ کا صحیح ہے اور اشیاء منقولہ مین بھی جن کا رواج ہو درست ہے جیسے کتاب پھاوڑا وغیرہ۔

مسئلہ ۳۰۷۔ معاملۂ وقف صرف لفظ وقف کرنے سے تمام نہین ہوتا ہے جبتک اوسکو اپنی ملک سے نکال کر کسی متولی کے سپرد نکردے یا اگر وقف کوئی مشاعر دین سے ہو تو اوسمین اجراے عبادت کے لیئے مزاحمت اوٹھادے

تشریح

اگر کسی نے مسجد بنائی تو اوسکی ملک جب زائل ہوگی جس وقت اوس کا راستہ علیحدہ کردیا ہو اور اذن عام نماز پڑھنے کا دیدیا ہو عام ہے خواہ اوس مین کسی نے نماز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو مگر واقف نے اپنی مزاحمت اوٹھائی اگر کوئی مسجد اپنے گھر مین بناوے اور راستہ اُسکا جدا نکیا ہو وہ وقف شمار نہین کیا جاویگا یا کسی نے کوئی زمین وقف کی اور نہ کسی متولی

کے سپرد کی اور نہ حاکم نے اوسپر حکم موقوف ہونیکا کیا وہ تام نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۰۸ - جائز ہے واقف خود آپ متولّی بھی ہو جاوے مگر جو شروط واقف خلاف شرع ہوں وہ معتبر نہیں اونکی پابندی لازم نہیں باقی شروط کی پابندی لازم ہے۔

مسئلہ ۳۰۹ - اگر متولّی خیانت کرنے لگے عام ہے خواہ متولّی خود واقف ہی کیوں نہو اوسکو قاضی یا جماعت مسلمین معزول کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۳۱۰ - اور جو موت پر معاملہ وقف کو متعلق کرے وہ وقف بھی صحیح ہے لیکن اُسکا حکم وصیّت کا سا ہے یعنی تہائی میں بمقابلہ ورثا جاری ہوگا۔

مسئلہ ۳۱۱ - وقف بھی مثل اور معاملات کے عاقل بالغ - آزاد سے نافذ ہوگا اور نیز تعلیقی معاملہ مشروط نہو سوائے ایک صورت کے کہ جس چیز پر مشروط کرتا ہو وہ شرط اوسوقت موجود رہو۔

تشریح

کوئی یوں کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے تو مین یہہ زمین وقف کردوں یہ وقف صحیح نہیں اور اگر یہہ کہے کہ اگر یہہ زمین میری ہو تو مین نے وقف کی اور فی الواقع اوسوقت وہ واقف ہی کی زمین تھی وہ وقف صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۱۲ - جب وقف تمام ہو جاوے پھر اوسکی بیع یا رہن یا ہبہ صحیح نہیں ہے اگر ایسی شروط واقف نے کی بھی ہوں تو نا جائز ہیں۔

مسئلہ ۳۱۳ - مشاع یعنی ساجھی چیز کا وقف صحیح ہے پس بعد وقف غیر سے تقسیم صحیح ہے عام ہے وہ غیر خواہ محض مالک ہو یا وہ ہی واقف اور امر کے لئے ہو۔

تشریح

زید نے ایک زمین کا نصف مدرسہ کے لئے وقف کیا اور عمر نے اپنا آدھا مسجد کے لئے وقف کیا یا زید ہی نے صرف اپنا حصّہ وقف کیا اور عمر نے نہیں کیا ان دونوں صورتوں میں تقسیم صحیح ہے کیونکہ وقف کی تقسیم نہیں ہے بلکہ اس تقسیم میں تو تعیین موقوف ہے اور یہہ بھی کچھ ضرور نہیں کہ ہر ایک زمین سے جُدی کیجاوے مثلاً زید کا حصّہ بیت سے مکانات اور اراضی میں تھا اوس نے سب حصّہ وقف کردیا تو یہہ ضرور نہیں کہ وہ حصّہ سب میں سے جدا کیا جاوے اگر یوں ہی تقسیم بعض

صفحہ ۹۹۸ عالمگیری جلد ثانی مصری

صفحہ ۶۰۹ عالمگیری جلد ثانی مصری

بعض مکان سالم اوسکے حصہ مین آجاوین تب بھی تقسیم صحیح ہے البتہ اگر دو حصون مین زیادتی کمی ہو اور واقف کمی والا حصہ لیوے اور نقصان کے دام لے یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ وقف کی بیع ہوگئی البتہ اگر غیر واقف ایسا کرے اسکو جائز ہے

مسئلہ ۳۱۴ - جب ایک شئے موقوف متعین ہوجاوے پھر اوسکی تقسیم مستحقین وقف کے لیئے ناجائز ہے کیونکہ کوئی مستحق اوسکا مالک نہین ہے -

تشریح

زید نے ایک شئے کو وقف اپنی اولاد کے لیئے کیا فرض کروا وسکے پانچ مستحق ہین سو آپس مین اوس جائداد کے پانچ حصے نہین کرسکتے ہین -

مسئلہ ۳۱۵ - شئے موقوفہ پر کوئی قرض نہین لے سکتا ہے عام ہے خواہ اپنے منافع مین خرچ کرے یا خاص شئے موقوفہ کے لیئے لیوے -

تشریح

زید نے ایک جائداد مدرسہ کے لیئے وقف کردی اور عمر کو متولی بنادیا اب عمر متولی خواہ مدرسہ کے لیئے یا اوسی جائداد موقوف کے لیئے کچھ قرض لے وہ جائداد موقوف پر نہین پڑیگا عمر کی ذات سے متعلق ہوگا - مثلاً فرض کرو وہ جائداد وقف کوئی مکان تھا عمر نے کچھ قرض لیا کہ اس مکان مین اور تعمیر کرادون کہ اسکی حیثیت پہلے سے دو چند ہوجاے اور مدرسہ کی آمدنی زیادہ ہوجاے ایسے امور مین جو کچھ قرض عمر کے ذمہ ہوگا گو وہ جائداد موقوف مین لگانے کو لیا ہے لیکن وہ قرض اوس کی جائداد سے متعلق ہوگا ایسے قرض مین اوسکی اصلی جائداد نیلام ہونی چاہیئے شئے وقف سے کچھ واسطہ نہین ہے -

مسئلہ ۳۱۶ - اگر ایک محلہ والون کی مسجد ہو وہ خود اگر اوسکو توڑ کر عمدہ بنانا چاہین تو اونکو اختیار ہے غیر کو نہین - ہان البتہ اگر محلہ والون نے توڑ دی پھر تعمیر مین اور بھی شریک ہوسکتا ہے -

مسئلہ ۳۱۷ - اگر کسی مسجد مین تہ خانہ واسطے مصالح مسجد کے بنایا جاوے تو صحیح ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ مملوکہ مسجد ہی ہو اور باقی مسجد کے تہ خانہ کو اپنے لیئے رکھا تو وہ مسجد پوری وقف نہین ہے شرط وقف مسجد یہی ہے کہ کوئی حق کسی آدمی کا اوسکے ساتھ متعلق نہو -

مسئلہ ۳۱۸ - نیچے یا اوپر مسجد کے کوئی مکان کرایہ کا بنانا درست نہین اگرچہ اوسکی آمدنی مسجد مین آتی ہو -

تشریح

مسجد سے وہ مُراد ہے جہان ناپاک جا نہین سکتا ہے یعنی فرش مسجد تک اور اگر اوس سے باہر بنایا جاوے کچھ ہرج نہین وہ متعلق مسجد شمار کیے جاوینگے بعض لوگ جہان جگہہ تنگ ہوتی ہے اوپر فرش مسجد اور نیچے دوکان کرایہ کی بناتے ہین یہ درست نہین اگر کہین ایسا کیا جاویگا اوس فرش پر نماز پڑھنی ایسی ہوگی جیسے دوکان کی چھت پر نماز پڑھی۔ اُسکا ثواب مسجد کی نماز کا سا نہوگا۔

مسئلہ ۳۱۹ - وقف اور آمدنی وقف کا کوئی مالک نہین بلکہ مستحقین اُس کے مصرف ہین اگر کسی وجہ سے برس دو برس مستحقین وقف کو کچھ نہین ملا اُنھون نے اپنا گذارہ کسی طرح کر لیا بالطریق حساب فہمی زمانہ گذشتہ کے کُل نذر و اصلات کے مستحق نہونگے۔

تشریح

مثلاً فرض کرو زید نے ایک جائداد واسطے کھانا دینے طلبۂ مدرسہ کے وقف کی اتفاق سے طلبۂ مدرسہ نے ایک دو سال کسی اور وجہ سے اپنا گذارہ کر لیا اون ایّام کا استحقاق اونکو نہین ہے کہ پورا پورا حصّہ لیا جاوے۔

مسئلہ ۳۲۰ - اگر کوئی شے وقف کسی نفع کے لیئے واقف نے معیّن کی تھی اور اب بوجہ خراب ہونے کے وہ قابل اُس نفع کے نہین رہی تو اب بھی اوسکا حکم وقف ہی کا ہے وہ وارثین واقف پر عود نہین کیجاویگی اور نہ اوسکی بیع اور ہبہ درست ہے بجز اسکے کہ اُس کا ملبہ وغیرہ دوسرے وقف مین لگایا جاوے جس مین اوسوقت لگانا قرین مصلحت امام ہو۔

مسئلہ ۳۲۱ - وقف کی آمدنی اوّل اُسی شے کی مرمّت مین صرف کیجاوے اوس کے بعد جو اوس کے مستحق ہون اُنکو دیجاوے مثلاً مسجد کی دوکان سے جو کچھ آمدنی ہو اوّل مسجد اور دوکان کی مرمت مین خرچ ہو اوس کے بعد جو کچھ بچے وہ مؤذن امام وغیرہ کو دیا جاوے۔

مسئلہ ۳۲۲ - ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف مین خرچ ہو سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ دونون کا ایک واقف اور ایک قسم کے دونون وقف ہون ورنہ نہین۔

تشریح

فرض کرو زید نے دو مسجدین بنائین اب ایک مسجد کی آمدنی کو دوسری مسجد مین استعمال کرنا جائز ہے اور باقی دونون



مسجدون کے دو شخص ہوئے یا زید نے مسجد اور مدرسہ بنایا ہوتا اور ان دونون کے لیئے دو وقف کرتا تو اوس صورت مین ایک کی آمدنی دوسرے مین خرچ نہین ہوسکتی ہے ۔

مسئلہ ۳۲۳ - جب وقف کسی ایسے نفع کے لیئے کیا ہو کہ جس کے حاجتمند تمام آدمی ہون تو بلا تصریح وہ تمام آدمیون کو شامل ہے - خواہ امیر ہون یا غریب اور جو وہ نفع ایسا محتاج الیہ عام نہین تو بلا تصریح فقرا کو ملیگا ورنہ جس طرح تصریح کی ہو اوس کی پابندی لازم ہوگی -

تشریح

مثلاً کسی نے سقاوہ واسطے پانی پینے کے یا قبرستان واسطے مردے دفن کرنے کے بنایا چونکہ یہہ محتاج الیہ عام ہے لہذا تمام امیر و غریب کو بلا تصریح شامل ہے - اور اگر کسی زمین کا غلہ وقف کیا تو جبتک کہ مستحقین کی تصریح نہین کی ہو فقرا ہی کو ملیگا

مسئلہ ۳۲۴ - اگر کوئی متولی دیانت سے کام کرتا ہو بلا وجہ حاکم کو اختیار نہین ہے کہ اوس سے وقف کو نکالکر دوسرون کو دیدے -

مسئلہ ۳۲۵ - اگر متولی خیانت کرے یا بلا وجہ مال کو ضائع کرنے لگے تو حاکم یا جماعت مسلمین کو اختیار ہے کہ اوسکو معزول کر کے کسی اور متولی کے سپرد کرین عام ہے خواہ متولی وہی ہو جسنے وقف کیا یا اور کوئی ہو -

مسئلہ ۳۲۶ - اگر شئے وقف ایسی جائداد ہے کہ قابل آمدنی ہے کوئی شعائر دین سے نہین ہے اگر واقف نے شرط بدل لینے کی کی ہو یا اوس سے عمدہ جائداد کوئی اوسکے بدلے مین دیتا ہو یا کسی غاصب نے اوس جائداد کو غصب کر کے ایسی کردی ہو کہ قابل زراعت نہین ہی ہو یا غاصب کے پاس صحیح و سالم ہو مگر ثبوت واپس لینے کا ہو ان سب صورتون مین اوس کا معاوضہ لینا جائز ہے اگر معاوضہ جائداد ہے تو وہ قائم مقام شئے موقوفہ ہوگی اگر روپیہ دیا ہے تو اوسکی جائداد خرید کر کے بجاے شئے موقوفہ رکھنی چاہیئے -

تشریح

لفظ شعائر دین سے یہہ فائدہ ہوا کہ اگر کوئی مسجد ہو اوس مین ان صورتون مین سے ایک بھی واقع نہین ہوتی ہے نہ اوسکا استبدال جائز ہے اور نہ اوسکا غصب صحیح ہے اور معاوضہ روپیہ ہونا یہہ صرف غصب کی صورت مین ہوتا ہے -

مسئلہ ۳۲۷ - اگر مسجد تنگ ہو اور اوسمین اور جگہہ کی ضرورت ہو تو بنانے والے مسجد کو شارع عام سے کچھ

زمین مسجد مین شامل کرنی جائز ہے بشرطیکہ راستہ مین حرج خلائق نہو۔

مسئلہ ۳۲۸ - ولایت وقف بطریق وراثت منتقل نہین ہوتی ہے بلکہ واقف نے جسطرح ولایت کی تفصیل کی ہو اوسیطرح متولی ہونا چاہیے - اگر واقف نے کچھ تفصیل نہ کی ہو تو خود متولی کو چاہیے کہ اپنی موت کے قریب جسکو چاہے بمنظوری حاکم متولی کردے اور اگر اوس نے بھی نکیا ہو تو حاکم از خود جسکو چاہے متولی بنادے یا جماعت مسلمین جسکو مناسب سمجھین -

تشریح

آجکل کے زمانہ مین بڑا اندھیر ہو رہا ہے اور تمام اوقاف متولیون کی خیانت سے خرد برد ہوتی چلی جاتی ہین اور وجہ اسکی یہی ہے کہ خلقت یہی سمجھ رہی ہے کہ ولایت وقف بھی مثل اور جائداد مثل وراثت قابل انتقال ہے پس اگر متولی کوئی شخص متقی پرہیزگار متدین مقرر کیا جاتا ہے اوسکی بعد اوسکی اولاد خراب حال فاسق فاجر ہوئی انھون نے اس خیال سے کہ ہمارا حق ہے اوسپر قبضہ کیا اور مسلمان لوگ اپنے جہل سے مانع نہین آتے آخر کو وہ اوس جائداد کو تلف کر دیتی ہین حالانکہ وقف مین موافق قانون انگریزی بھی تمادی نہین ہے کیونکہ قبضہ مخالفانہ اسمین ہو نہین سکتا ہے اسواسطے کہ اس جائداد کا مالک اللہ ہے کوئی شخص نہین کہ جس کے مقابلہ مین قبضہ مخالفانہ کیا جاوے اسواسطے مین سب مسلمانون کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ ہمتین لگاکر جو جو اوقاف موجود ہین اونکو کوشش کرکے متولیان خائن سے نکالکر کسی متدین آدمی کے سپرد کیا کرین اور آیندہ کو جب کوئی متولی فوت ہوا کرے جو متدین آدمی ہو اوسکو سپرد وقف کیا جاوے اور اگر متولی ہی سے خیانت پائی جاوے خود اوسکو بھی معزول کرنے کا اختیار ہے چہ جائیکہ اوس وارث کو معزول کرنا - کوئی مسجد اور خانقاہ ایسی نہین تھی کہ جس مین کوئی زمین وقف نہو مگر اب مسلمانون نے سب ہضم کر لی ہین حالانکہ ابتک کاغذات سرکاری سے بہت سی اراضی کا پتہ ملتا ہے سب مسلمان اس مین سعی کرین اور اجر عظیم پاوین -

مسئلہ ۳۲۹ - اگر موقوف گھر ہو اور اوسکی سکونت کسی خاص اشخاص کیلئے وقف ہو تو مرمت اوسکی انھین کے ذمہ ہے جو اوس مین رہتے ہین اگر وہ مرمت سے انکار کرین یا اونمین طاقت نہو تو حاکم وہ مکان اون سے لیکر حسب مدت کرایہ کو دیدیوے تاکہ اوسکی آمدنی سے اوسکی مرمت ہو سکے پھر انھین اشخاص کے رہنے کو واپس کر دیوے -

مسئلہ ۳۳۰ - اگر کسی وقف کا کوئی متولی ہو تو جماعت مسلمین یا حاکم کو بلا وجہ معقول یعنی خیانت ظاہر کے اختیار نہیں ہے کہ معزول کریں

مسئلہ ۳۳۱ - وقف اسطرح بھی جائز ہے کہ خود واقف ہی متولی رہے اور اپنی حین حیات اوسکی پیداوار آپ کھاوے اور بعد وفات خود اوسکی پیداوار اپنی اولاد کو نسلاً بعد نسل یا کسی حد معین تک لکھدے پھر فقرا یا کسی شاعر دین کے نام کردے۔

تشریح

شرع شریف مین کوئی ایسا معاہدہ نہین کہ بعد ازالہ ملک منتقل کرنیوالے کے شروط کا اعتبار کیا جاوے بجز صورت وقف کہ اس مین سب شروط واقف کا اعتبار ہے خواہ اونکا وجود حین حیات واقف مین ہو یا بعد وفات واقف ہو الا وہ شروط کہ عین معاملۂ وقف کی خلاف ہون یا شرع نے اونکو ناجائز قرار دیا ہو اور دلیل اس کی یہہ ہے کہ وقف مین اگرچہ ازالۂ ملک واقف ہوجاتا ہے لیکن دوسرا شخص بھی مثل ہبہ کے مالک نہین ہوتا ہے اللہ تعالی کی ملک مین ہتی ہے پس سب شروط قابل اعتبار ہونگی جسطرح واقف دربارۂ تقسیم پیداوار تشریح کریگا اوسی طرح اوس کا نفاذ ہوگا- مولف سب مسلمانون کی خدمت مین التماس کرتا ہے کہ یہہ صورت حفظ جائداد بہت عمدہ ہے جس کو یہہ خیال ہو کہ میرے بعد میرے وارث جائداد کو تلف کردینگے وہ یہہ صورت کرے لیکن اس کا خیال رہے کہ معاملۂ وقف اپنی موت پر معلق نکرے ورنہ پھر وصیت ہوجاویگا ایک تہائی مین نفاذ ہوگا اور اس صورت مین جب تک حیات خود پیداوار کا مالک رہے اپنی زندگی کرنے سے کون مانع ہے اور وقف کی آمدنی یہہ کچھہ ضرور نہین کہ فقرا کو ہی تقسیم کیجاوے بلکہ امرا کو بھی دینی جائز ہے اگر مسلمان بھائی اپنی زندگی مین یہہ طریقہ اختیار کرین حفظ جائداد اور صدقۂ جاریہ ہوگا اور سرکار انگریزی مین بھی یہہ قاعدہ مسلمہ ہے بلکہ دفتر رجسٹری مین مثل وصیت کے اسکی بھی جلد ہی کتاب ہے مولف امید کرتا ہے کہ جو صاحب اس معاہدۂ خاص سے انتفاع اٹھائین اس گنہگار کو بھی دعا سے خیر سے یاد رکھین-

مسائل متفرقہ

مسئلہ ۳۳۲ - ہندوستان مین جو رواج منگنی کا نکاح مین ہے یہ معاہدۂ نکاح نہین ہے بلکہ وعدۂ معاہدہ ہے اگر بعد کو کوئی امر شرعی ایسا داعی ہو کہ رشتہ چھوڑانیکا باعث ہے تو بہتر ہے کہ فسخ کردے مثلاً لڑکا فاسق فاجر ہو یا اور کوئی سبب ہو مگر بلا سبب معقول اگر فسخ کرے تو وہ فسخ صحیح تو ہے لیکن مجرم عدم ایفا سے وعدہ کا ہوگا-

مسئلہ ۳۳۳ - بعد چھوڑانے رشتہ کے جو اشیا از قسم خوردنی مثل مٹھائی وغیرہ یا از قسم لباس بیٹا بیٹی کے ماں باپ نے ایکدوسرے کو بھیجی ہون اون کے واپس لینے کے مجاز نہین ہین اور جو زیور وغیرہ کی قسم سے ہون وہ واپس لیوین۔

صفحہ ۹۶۹ جلد ثانی عالمگیری [illegible]

تشریح

قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جو اشیا ایسی ہین کہ واسطے تقسیم برادری یا ایسی طرح استعمال کیئے جانے کے بنی ہوئی ہون کہ وہ تلف ہوجاوین اون کا اعادہ نہین چاہیئے اور جو اسطرح سے نہین ہیں وہ واپس لیوین -

مسئلہ ۳۲۴ شفعہ کے دعوے مین جو منافع کہ مشتری نے اوس جائداد سے وجود دعویٰ شفعہ و نالش کے حاصل کیا ہو وہ ثمن مین مجرا نہوگا اور شفیع کو اوسکی نالش کرنیکا مجاز ہے -

تشریح

مثلاً فرض کرو کہ ایک شخص نے ایک مکان خریدا اور ایک سال کے بعد شفیع نے دعویٰ کیا یا زمین خریدی اور سال بھر کے بعد شفیع نے دعویٰ کیا تو سال بھر کا کرایہ مکان یا پیداوار زمین زر ثمن سے مجرا نہوگا - فقط

تمت

کتبہ محمد محسن عفی عنہ

خاتمتہ الطبع

الحمد للہ والمنتہ کہ کتاب لاجواب مسمّی بہ مسائل شرعیہ تصنیف مولوی محمد منفعت علی صاحب مدرس مدرسہ عربی دیوبند جو واسطے وکلا اور امیدواران امتحان وکالت کے نہایت مفید ہے مطبع ہاشمی میرٹھ مین باہتمام محمد ہاشم علی مالک مطبع کے ۸ دسمبر سنہ ۱۸۸۶ء عیسوی مطابق یازدہم ربیع الاول ۱۳۰۴ھ کو طبع ہوئی



فہرست مضامین مسائل شریعت

اعلان

طالبانِ مسائلِ دین و شائقانِ تشریحاتِ شرعِ متین کو مژدہ ہو کہ یہ

رسالہ پکّے پکّے مسائل روا جیہ مفتی بہا سے نہایت کوشش کے ساتھ لکھا گیا

اور اس کے فوائد و نتائج نہایت بکار آمد اور مفید عام ہین اس کی فہرست ملاحظہ

کر کے مطالعہ کرین فائدہ معتدبہٖ حاصل ہوگا اس سے پہلے جلد اوّل مسمّٰی بہ

فرائض اردو مولف نے چھپوائی تھی اوسنے نہایت فائدہ بخشا اور ہاتھون

ہاتھ فروخت ہوگئی اب دوبارہ چھپوانے کی ضرورت ہے لہٰذا یہ دوسرا

جزو حسب خواہش شائقین چھپا پا گیا ۔ اسلیئے سب اہل مطابع کی خدمت

مین التماس ہے کہ اس کا حق تصنیف محفوظ ہے کوئی صاحب قصد طبع

نفرمائین ورنہ نقصان اوٹھائینگے ۔ اور مولف کے پاس ایک پرچہ کی جنتری

دوامی عیسوی عجیب و غریب ہے اوسکی قیمت ۲ ہے اور اگر کسی صاحب کو جلد اوّل

یعنی رسالہ فرائض اردو کا شوق ہو تو درخواست کریں وہ بھی عنقریب مطبع ہونے

والی ہے اوسکی قیمت ۸ ہے

الـمشتـہر

محمد منفعت علی مدرس عربی مدرسہ عربیہ دیوبند ضلع سہارنپور

کتبہ محمد حسین عفی عنہ